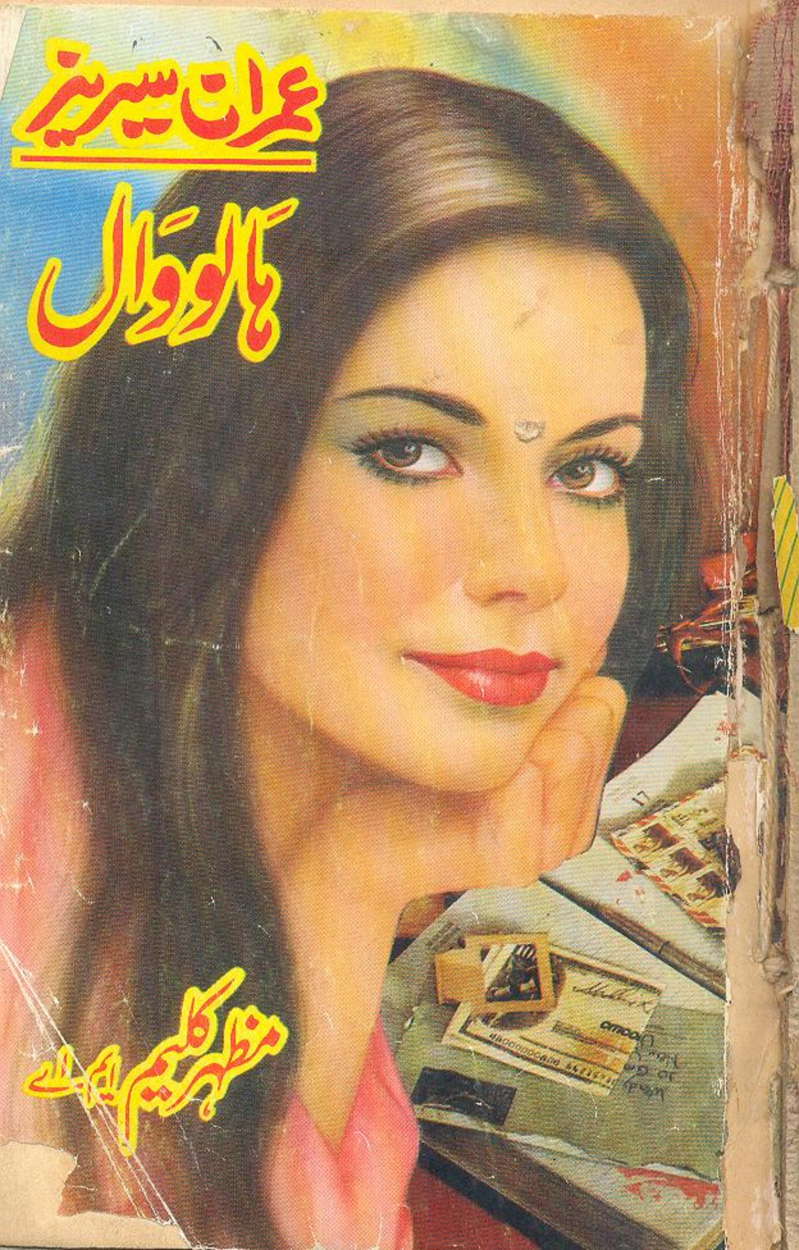
عمران سیریز
ہالو وال
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

ہالووال

حصّہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے

ناشران ـــــ اشرف قریشی
ـــــ یوسف قریشی
پرنٹر ـــــ محمد یونس
طابع ـــــ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت 40/- روپے

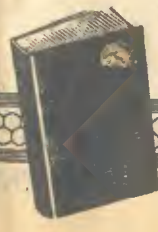

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ "ہالو وال" کی کہانی اب اپنے عروج پر پہنچ رہی ہے۔ پاکیشیا کے خلاف کی جانے والی یہ انوکھی اور انتہائی بھیانک سازش اور اس کے خلاف عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہنگامہ خیز اور جان لیوا جدوجہد بھی اس ناول میں اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی ہے مجھے یقین ہے کہ قطعی منفرد اور اچھوتے موضوع پر لکھا گیا یہ ناول آپ کو ہر لحاظ سے پسند آئے گا۔ آپ کی آرا پر مبنی بے شمار خطوط مجھے ملتے رہتے ہیں اور میں اس کے لئے تہہ دل سے اپنے قارئین کا مشکور بھی ہوں لیکن ظاہر ہے چند باتوں میں ان تمام خطوط کا جواب تو نہیں دیا جاسکتا۔ البتہ چند دلچسپ خطوط اور ان کے جواب ملاحظہ کر لیجئے۔

صادق آباد جوہر کالونی سے زاہد انور صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول اس قدر پسند ہیں کہ ہم انہیں ہر قیمت پر پڑھ ہی لیتے ہیں لیکن اب لائبریریوں کے مالکان نے ان کے کرایے اس قدر بڑھا دیئے ہیں کہ ہم جیسے طالب علموں کے لئے آپ کے ناول پڑھنا خاصا مشکل ہو جاتا ہے۔ اعتراض کرنے پر یہی کہا جاتا ہے کہ پٹرول کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ اب یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ علی عمران صاحب بھی پٹرول پر چلتے ہیں۔ آپ ہی لائبریری مالکان کو سمجھا سکتے ہیں کہ وہ کم از کم طالب علموں کا تو خیال رکھا کریں۔ آپ کے ناول کے ٹائیٹل یوں تو بے حد خوبصورت ہوتے ہیں لیکن کیا یہ ضروری ہے

www.urdukorner.com

کہ ہر ٹائیٹل پر کسی نہ کسی لڑکی کی تصویر ضرور شائع کی جائے ۔

زاہد انور صاحب ! ناول پسند کرنے اور خط لکھنے پر بے حد مشکور ہوں. جہاں تک عمران کے پیٹرول پر چلنے کی بات ہے تو اگر جذبے کو پٹرول کا نام دیا جا سکے تو پھر واقعی عمران بھی پٹرول پر ہی چلتا ہے لیکن یہ جذبہ کہ طالب علموں کے لئے خصوصی رعایت ہونی چاہئے خاص طور پر قابل توجہ ہے ۔ کیونکہ طالب علم ہمارا مستقبل ہیں اور ان میں مثبت مطالعے کا شوق پیدا کرنا اور اسے فروغ دینا پٹرول سے بھی زیادہ قیمتی حیثیت رکھتا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ لائبریریوں کے مالکان حضرات اس جذبے کی قدر کرتے ہوتے طالب علموں کو ضرور خصوصی رعایت دے کر اس جذبے کو مزید فروغ دیں گے جہاں تک ٹائیٹل پر لڑکی کی تصویر کا تعلق ہے تو شاید مصوّر حضرات اس مصرعے پر مکمل یقین رکھتے ہیں ۔ "وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ"۔ اور رنگ کے بغیر ٹائیٹل ظاہر ہے اپنی دلکشی کھو بیٹھے گا اور یقیناً مصوّر حضرات کب یہ گوارا کر سکتے ہیں کہ ٹائیٹل بے رنگ ہو ۔

پہاڑپور تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان سے مقصود اقبال صاحب لکھتے ہیں "ڈبل سنچری نمبر واقعی ایک شاہکار ناول تھا. علی عمران اور پوری سیکرٹ سروس نے جس طرح یہودیوں کے اس پروجیکٹ کا خاتمہ کیا ہے اس پر حکومت پاکیشیا کی طرف سے انہیں ضرور تمغہ جرأت ملنا چاہیئے تھا. اگر حکومت پاکیشیا غریب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو تمغہ نہیں دے سکتی تو میں حکومتِ پاکیشیا سے پُر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اسلام کے ان نامور سپوتوں کو ضرور تمغے اور انعامات سے نوازے"۔

مقصود اقبال صاحب ! ناول پسند کرنے اور خط لکھنے کا بیحد شکریہ. جہاں تک عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے تمغوں اور انعامات کا تعلق ہے تو یہ بات درست ہے کہ تمغے اور انعامات حوصلہ افزائی کا موجب ہوتے ہیں لیکن بہرحال بذاتِ خود یہ مقصود نہیں ہوتے ۔ اُمت مسلمہ کے خلاف کی جانے والی سازشوں کے خلاف جدوجہد اور اس میں کامیابی ہی بذات خود بہت بڑا انعام اور تمغہ ہوتا ہے اور ایسے انعامات اور تمغے تو بہرحال عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہر ناول کے اختتام پر مل ہی جاتے ہیں ۔ بس دُعا کرتے رہیں کہ ایسے تمغے اور انعامات ان کو ملتے رہیں ۔

بھلوال ضلع سرگودھا سے محمد طارق انور صاحب لکھتے ہیں. "کرو شو" ناول بے حد پسند آیا کیونکہ یہ واقعی ایک منفرد انداز میں لکھا گیا ناول تھا البتہ اس میں ایک نئی بات سامنے آئی ہے کہ کرنل فریدی کا تعلق بھی کافرستان سے ہے جب کہ اس سے پہلے کے ناولوں میں اس کا تعلق نیدرلینڈ سے تھا. کیا آپ وضاحت فرمائیں گے"۔

محمد طارق انور صاحب ! ناول پسند کرنے اور خط لکھنے کا بیحد شکریہ ۔ میں نے پہلے بھی کئی بار وضاحت کی ہے کہ کافرستان اور نیدرلینڈ ایک ہی ملک کے دو نام ہیں. بطور مثال میں نے پہلے بھی بھارت کا ذکر کیا تھا جس کے تین نام رائج ہیں. ہندوستان ۔ بھارت اور انڈیا ۔ اس لئے کرنل فریدی کا تعلق کافرستان سے بھی ہے اور نیدرلینڈ سے بھی ۔ اُمید ہے کہ اب مکمل وضاحت ہو گئی ہو گی ۔

راولپنڈی سے فیاض احمد لکھتے ہیں. "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں اور آپ میرے پسندیدہ ناول نگار ہیں. گذشتہ دنوں ٹی. وی کے ایک پروگرام میں جب ——— بحیثیت جاسوسی ناول نگار آپ کا انٹرویو دیکھا اور ناولوں کی

www.urdukorner.com

پشت پر صرف آپ کی تصویر دیکھتے رہنے کے بعد جب آپ کی پوری شخصیت سامنے آئی اور آپ کی باتیں سنیں تو یقین کیجئے میں بے حد متاثر ہوا ہوں آپ کی شخصیت تو آپ کی تصویر سے بھی زیادہ خوبصورت ثابت ہوئی ہے گو مجھے معلوم ہے کہ آپ کی شدید مصروفیات ٹی۔ وی پروگراموں میں آپ کی شرکت کی راہ میں حارج ہوتی ہوں گی لیکن مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ بھی وقت نکال کر ٹی۔ وی کے مختلف پروگرامز میں ضرور شرکت کرتے رہیں گے"۔

فیاض احمد صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ آپ نے واقعی درست کہا ہے کہ میری مصروفیات کسی بھی پروگرام میں شرکت کے راستے میں حارج رہتی ہیں۔ اس پروگرام میں شرکت کے لئے بھی مجھے پروگرام کے کمپیئر کے انتہائی پُرخلوص اصرار کی بنا پر مجبوراً وقت نکالنا پڑا۔ اس پروگرام میں شرکت کے سلسلے میں بے شمار قارئین نے مجھے خط لکھے ہیں اور اب تک مسلسل خطوط مجھے مل رہے ہیں اور ان سب قارئین کا بھی یہی اصرار ہے کہ میں مزید پروگراموں میں ضرور شرکت کیا کروں۔ پروگرام دیکھنے والوں کو البتہ یہ گلہ ضرور ہے کہ انٹرویو بے حد مختصر تھا۔ بہرحال مجھے مسرت ہے کہ آپ کو اور میرے دیگر قارئین کو انٹرویو مختصر ہونے کے باوجود پسند آیا ہے۔ میں اس سلسلے میں خط لکھنے والے اپنے تمام قارئین کا بے حد مشکور ہوں۔ کوشش کروں گا کہ آپ اور دیگر قارئین کی فرمائش پوری کرتا رہوں۔

اب اجازت دیجئے

والسّلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

جیپ خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت سے نکل کر اس سڑک پر دوڑ رہی تھی جو قدیم شہر باکش کو جاتی تھی۔ اس قدیم شہر پر جا کر سڑک کا اختتام ہو جاتا تھا۔ کیونکہ اس کے بعد سنگلاخ پہاڑوں کا آغاز ہو جاتا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا۔ جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران نشست سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے نجانے کتنے دنوں سے مسلسل سفر کرتے کرتے تھک گیا ہو۔ اس کے چہرے پر بوڑھے پروفیسر وں جیسا میک اپ تھا۔ آنکھوں پر نظر کا چشمہ اور جسم پر پرانے وقتوں کا ڈھیلا ڈھالا سوٹ تھا۔ جب کہ ٹائیگر سادہ لباس میں تھا۔ عمران نے اسے چلنے سے پہلے بریف کر دیا تھا کہ وہ یونیورسٹی میں آرکیالوجی کا سٹوڈنٹ ہے جب کہ عمران وہاں پروفیسر ہے۔ اور عمران کا نام پروفیسر

www.urdukorner.com

راشد اور ٹائیگر کا نام ساغر ہے۔

"باس۔ کوئی اندازہ تو ہوگا کہ آخر یہ کریگو وغیرہ یہاں کیا منصوبہ لے کر آتے ہیں" ___ ٹائیگر نے اچانک بات کرتے ہوئے کہا۔

"آثار قدیمہ کی کھدائی کرنے آئے ہوں گے تاکہ قدیمہ اپنے ساتھ لے جائیں اور آثار یہاں پس ماندہ لوگوں کے لئے چھوڑ جائیں" ___ عمران نے اُسی طرح آنکھیں بند کئے کئے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ قدیمہ ساتھ لے جانے کا کیا مطلب" ___ ٹائیگر نے بے اختیار چونک کر پوچھا۔

"اب تمہیں بھی مطلب پوچھنے کا دبائی مرض لگ گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے تمہیں تعلیم بالغاں کے کسی سکول میں ٹیچر لگوا دیا جائے تاکہ تم اپنے ہوشیار شاگردوں کو بلوغت کے بعد کی تعلیم دے سکو۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم ابھی کنوارے ہو۔ اور کنوارے آدمی بلوغت کے بعد کی تعلیم دیتے ہوئے تھیوری تو پڑھا سکتے ہیں۔ پریکٹیکل کیسے ہوگا" ___ عمران نے آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ وہ عمران کی گہری طنز کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ لیکن واقعی اُسے عمران کی بات کا مطلب سمجھ ہی نہ آیا تھا۔ اس لئے وہ خاموش رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"پھر کیا خیال ہے۔ پڑھاؤ گے بالغوں کو" ___ عمران نے اُسے خاموش دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں شرمندہ ہوں کہ واقعی آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکا" ___ ٹائیگر نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا اور عمران اس کی کیفیت پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم سمجھتے ہو کہ جرم صرف قتل کرنا۔ سمگلنگ کرنا اور اس طرح کے دوسرے دھندوں کو کہتے ہیں۔ لیکن کئی ایسے جرائم بھی ہیں جنہیں جرم سمجھا ہی نہیں جاتا۔ لیکن وہ قومی جرائم کی صف میں آتے ہیں۔ غیر ملکی لوگ جو آثار قدیمہ کی کھدائی کرتے ہیں امداد بھی دیتے ہیں۔ یہ دیس میں بھی رہتے ہیں۔ یہ بھی دراصل ایسے ہی ایک جرم میں ملوث ہوتے ہیں۔ لیکن انہیں مجرم سمجھا نہیں جاتا" ___ عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر کے چہرے پر شرمندگی کی کیفیت اور زیادہ گہری ہو گئی۔ کیونکہ عمران کی یہ وضاحت اب بھی اس کے پلے نہ پڑی تھی۔

"دیکھو آثار قدیمہ جس ملک میں دریافت ہوتے ہیں۔ اس ملک کا ثقافتی ورثہ ہوتے ہیں۔ اس سے صحیح معنوں میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس ملک کی قدیم تاریخ کیسی رہی ہے۔ اس ملک میں تہذیب و تمدن کی زمانہ ماقبل میں کیا حالت رہی ہے۔ اور اس ثقافتی ورثے پر پوری قوم فخر کرتی ہے۔ اس کے لئے بڑے بڑے میوزیم بنائے جاتے ہیں۔ ان پر کتابیں لکھی جاتی ہیں اور دنیا بھر کے لوگ ان کتابوں۔ ان کھنڈرات اور میوزیم میں

www.urdukorner.com

دکھی جانے والی قدیم زمانے کی اشیار سے اس ملک کی تاریخ سے واقف ہوتے ہیں اور جو ملک قدیم دور سے تہذیب و تمدن کے مراکز رہے ہوں۔ پوری دنیا میں ان کی عزت بڑھ جاتی ہے۔ اور اس ملک کے باشندے بھی اپنی قدیم تاریخ پر فخر کرتے ہیں۔ پاکیشیا جو موجودہ دور میں ایک ترقی پذیر ملک شمار کیا جاتا ہے۔ اس کی قدیم تاریخ بتاتی ہے کہ یہ سرزمین قدیم دور میں انتہائی مہذب لوگوں کا مرکز رہی ہے۔ یہاں ایسے ایسے آثار ملے ہیں جنہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہزاروں سال قبل جب یورپ اور ایکریمیا جہالت اور وحشت کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے یہاں کے لوگ انتہائی ترقی یافتہ اور مہذب معاشرے میں رہتے تھے۔ یہاں کے آثار قدیمہ سے ایسی ایسی چیزیں ملی ہیں کہ جن سے ثابت ہو گیا ہے کہ آج کی ترقی انہی لوگوں کی فکر کی بنیادوں پر قائم ہوئی ہے۔ لیکن ہوتا کیا ہے۔ یورپ اور ایکریمیا کے لوگ یہاں آتے ہیں۔ آثار قدیمہ کی کھدائیاں کرتے ہیں۔ اپنے وسائل استعمال کرتے ہیں اور جب کھدائیاں مکمل ہوتی ہیں تو وہ خاص نادر و نایاب چیزیں جو درحقیقت کسی قوم کا قابل فخر ورثہ ہوتے ہیں۔ ان کے ملک کے میوزیم میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اور یہاں صرف چند ٹوٹے پھوٹے بت اور چند مٹے ہوئے سکے میوزیم میں پڑے رہ جاتے ہیں۔ تم گریٹ لینڈ کا نیشنل میوزیم جا کر دیکھو تو تمہاری آنکھیں یہ دیکھ کر کھل جائیں گی کہ وہاں پاکیشیا۔ کافرستان۔ بہادرستان

اور ان سارے ممالک کا قابل فخر ورثہ موجود ہے۔ وہ لوگ ان پر ریسرچ کرتے ہیں۔ ان پر کتابیں لکھتے ہیں اور اپنے آپ کو اور اپنے ملک کی عزت بڑھاتے ہیں۔ جب کہ ہمارے حصے میں صرف کھنڈرات رہ جاتے ہیں۔ یہ بھی شاید مجبوراً رہ جاتے ہوں گے۔ ورنہ اگر ان لوگوں کا بس چلے تو پورا ٹکڑا زمین ہی یہاں سے اپنے ملک میں منتقل کر دیں۔ اس لئے میں نے کہا تھا کہ قدیمہ تو گریٹ لینڈ کے میوزیم میں منتقل ہو جائے گا اور آثار یہاں رہ جائیں گے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے زندگی میں پہلی بار اس اہم ترین پہلو کا ادراک ہوا ہو۔ اور واقعی تھا بھی ایسا ہی۔ اس نے کبھی اس پہلو پر سوچا ہی نہ تھا۔

"واقعی عمران صاحب۔ یہ قومی جرم ہے۔ اور اس کی روک تھام ہونی چاہیئے"۔۔۔ ٹائیگر نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"کس کس ورثے کی روک تھام کی جائے۔ یہاں کسی کو اس کا احساس تک نہیں۔ اور جو قوم اپنے ورثے کی قیمت کے احساس سے ہی عاری ہو۔ وہاں یہی کچھ ہوتا رہے گا۔ تم حیران ہو گے کہ مشہور آثار قدیمہ کراپر ایک بار میں گیا تو میں نے وہاں [illegible] قدیمہ شہر کے ایک حصے کے گرد خاردار تاروں کی باڑ لگی ہوئی دیکھی۔ وہاں غیر ملکی کام کر رہے تھے۔ اور ان خاردار تاروں کے ساتھ ساتھ باقاعدہ مسلح گارڈ موجود تھے۔ جو کسی کو بھی اس حصے کے قریب نہ جانے دیتے تھے۔ میں یہ دیکھ

www.urdukorner.com

کر بے حد حیران ہوا کہ آخر یہاں ایسی کیا بات ہے کہ اس قدر حفاظتی پہرہ لگا ہوا ہے۔ چنانچہ میں نے وہاں موجود مقامی گارڈوں سے دریافت کیا تو پتہ چلا کہ ہمارے ملک کے محکمہ آثار قدیمہ نے اس شہر کا ایک خاصا بڑا رقبہ زرلینڈ کے ایک گروپ کو باقاعدہ رقم لے کر فروخت کر دیا ہے کہ یہاں کھدائی کر کے جو بھی نوادرات ملیں وہ ان کی ملکیت ہوں گے۔ اور وہ اُسے زرلینڈ منتقل کر سکتے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ یعنی وہ سب نوادرات اور تاریخی ورثہ مکمل طور پر فروخت کر دیا گیا"۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور باقاعدہ معاہدے کے تحت ایسا ہوا۔ جب میں نے محکمے کے اعلیٰ حکام سے اس بارے میں بات چیت کی تو ان کا موقف تھا کہ چونکہ حکومت محکمے کو مطلوبہ فنڈ مہیا نہیں کرتی۔ اس لئے اس نے اجازت دے رکھی ہے کہ وہ چاہے تو شہروں کے شہر فروخت کر کے خود بھی فنڈ اکٹھے کر لے۔ اور حکومت کے خزانے میں بھی اس کا حصہ داخل کر لے۔ میرے شور مچانے پر بعد میں یہ پالیسی ختم کر دی گئی۔ اب تم خود سوچو جس قوم کو ملک کے تاریخی ورثے سے سرے سے کوئی دلچسپی ہی نہ ہو۔ اس نے کیا احساس کرنا ہے کہ یہاں سے کیا دوسرے ملکوں میں منتقل ہو رہا ہے"۔۔۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی اور ٹائیگر کے چہرے پر شدید جذباتیت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے اس

طرح ہونٹ بھینچ رکھے تھے جیسے اُسے یہ سب سن کر انتہائی دلی دکھ پہنچا ہو۔ لیکن ظاہر ہے وہ کیا کر سکتا تھا۔ جیپ دو گھنٹے بعد باکشا کے کھنڈرات پر پہنچ گئی۔ چونکہ دھوپ تیز تھی۔ اس لئے غیر ملکی اور ملکی سیاحوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔

"ادھر پل پار کر کے سوراجیا کی طرف چلو"۔۔۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد ٹائیگر کو دور دریا کی طرف چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے جیپ کا رخ موڑ دیا۔ دریا کے قریب پہنچ کر انہوں نے وہ قدیم اور خستہ پل دیکھ لیا۔ دریا میں سیلابی کیفیت موجود تھی۔ اور پانی اب اسی پل کے کناروں سے ٹکرا رہا تھا۔ ٹائیگر نے جیپ آہستہ کر دی اور پھر ہچکولے کھاتی ہوئی جیپ پل پار کر گئی۔ دور پہاڑوں کے دامن میں ایک اونچا سا ٹیلا نظر آ رہا تھا۔ جس کی ایک سائیڈ پر دفاتر نما کمرے بنے ہوئے تھے۔ اور دوسری سائیڈ پر رہائشی بیرکیں نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے ٹائیگر کو ان دفاتر کی طرف چلنے کا اشارہ کیا اور ٹائیگر نے جیپ کا رخ ادھر ہی موڑ دیا۔ برآمدے کے سامنے جیپ رکتے ہی عمران نیچے اتر آیا اس کے پیچھے ٹائیگر بھی نیچے اترا۔ عمران نیچے اتر کر اس طرح اپنے جسم کو جھٹکے دے رہا تھا۔ جیسے اس کی ریڑھ کی ہڈی بیٹھے بیٹھے مڑ گئی ہو۔

"جی فرمائیے"۔۔۔ اُسی لمحے ایک آدمی نے برآمدے میں سے نکل کر ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"فرماتے ہیں بھائی۔ ذرا کمر تو سیدھی کر لینے دو۔ اس نامراد

www.urdukorner.com

جیپ سے تو گدھے کی سواری زیادہ آرام دہ ہوتی ہے۔ لیکن یہ آج کل کے لونڈوں کو نجانے یہ بیل گاڑی نما جیپ ہی کیوں پسند آتی ہے" عمران نے آنکھوں پر موجود چشمہ درست کرتے ہوئے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر آپ نے خود ہی تو فرمایا تھا کہ کچا راستہ ہوگا۔ اس لئے جیپ ٹھیک رہے گی۔ آپ حکم کرتے تو میں کار لے آتا"۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام۔ نام کیا ہے۔ ایک تو میرے لئے یہ نام یاد رکھنے بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اپنا نام بھی میں نے چالیس سال تک مسلسل درد کیا ہے۔ تب کچھ کچھ یاد ہوا ہے۔ کیا نام ہے تمہارا"۔۔۔ عمران نے کہا اور ان کے ساتھ موجود آدمی عمران کی بات سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔

"جی میرا نام ساغر ہے۔ اور میں آپ کا سٹوڈنٹ ہوں"۔۔۔ ٹائیگر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ساغر۔ واہ کیا خوب صورت نام ہے۔ شراب اگر بند ہو گئی تو کیا ہوا۔ ساغر تو آنکھوں کے سامنے ہی رہتا ہے۔ وہ ایک شاعر ہیں۔ کیا نام ہے بڑے مشہور شاعر ہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ نام بھی نجانے ذہن کے کس خانے میں گھس کر غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ کچھ آلب۔ جالب ......"۔۔۔ عمران نے یاد کرتے ہوئے کہا۔

"غالب سر"۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لاحول ولا قوۃ۔ تم بھی قطعی کور ذوق ہو۔ غالب سر اس کا نام

نہیں تھا۔ اسد اللہ خان غالب تھا۔ اس کا شعر ہے۔ اب شعر کون یاد رکھے۔ بہر حال مفہوم یہ تھا کہ آنکھوں وغیرہ میں تو دم ہے ہاتھوں میں جنبش نہ سہی۔ اس لئے ساغر اور مینا سامنے رہنے چاہئیں۔ اب ساغر تو سامنے ہے۔ ارے ہاں شاید ان صاحب کا نام مینا ہو۔ کیوں صاحب۔ آپ کا نام مینا ہے"۔۔۔ عمران بات کرتے کرتے اس استقبال کرنے والے سے مخاطب ہو گیا۔

"جی نہیں۔ میرا نام مارٹن ہے۔ آپ نے کس سے ملنا ہے"۔۔۔ استقبال کرنے والے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کس سے ملنا ہے۔ کسی سے ملنا تو تھا۔ لیکن کس سے۔ اوہ نام میں نے رٹا تو تھا"۔۔۔ عمران ایک بار پھر غائب دماغ پروفیسر کی طرح حیرت میں ڈوب گیا۔

"سر ہنری فریڈ صاحب سے ملنا تھا سر"۔۔۔ ٹائیگر نے لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

"تم کیوں بول پڑے۔ تمہاری یہی لقمہ دینے والی عادت مجھے زہر لگتی ہے۔ سٹوڈنٹ ہو کر پروفیسروں کو لقمہ دیتے ہو۔ تم ہم سے زیادہ جانتے ہو۔ نانسنس۔ آج کل کے شاگردوں میں ادب و احترام تو باقی ہی نہیں رہا۔ ایک ہمارا زمانہ تھا۔ کہ استاد پوچھتے پوچھتے قبر میں پہنچ جاتا تھا۔ لیکن ہم ادب و احترام کی وجہ سے جواب ہی نہ دیتے تھے۔ کیوں بھئی صاحب۔ بھلا آپ بتائیں۔ بھلا استاد کو بھی جواب دیا جا سکتا ہے"۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

www.urdukorner.com

"آیئے سر ہنری فریڈ اپنے دفتر میں موجود ہیں" ۔۔۔ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور واپس پلٹ گیا۔ اُسے شاید یقین ہو گیا تھا کہ عمران واقعی کوئی غائب دماغ پروفیسر ہے۔

"دفتر میں نہ ہوں گے تو کیا تھانے میں بیٹھے ہوں گے۔ خواہ مخواہ اپنی علمیت کا رعب جھاڑ رہا ہے یہ شخص ہم پر" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن آہستہ آہستہ چلتا ہوا برآمدے میں چڑھ آیا۔ سامنے ہی ایک دروازہ تھا جس کے باہر سر ہنری فریڈ کی نیم پلیٹ موجود تھی۔

"آیئے جناب" ۔۔۔ اُسی لمحے وہ مارٹن دروازے سے باہر آیا اور انہیں اندر جانے کا اشارہ کر کے ایک طرف مڑ گیا۔

"لیکن دروازہ تو ادھر ہے۔ تم ہمیں کہاں لے جانا چاہتے ہو"۔ عمران نے چونک کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ کمرے میں تشریف لے جائیے" ۔۔۔ اس بار مارٹن نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر لفظ جایئے استعمال کرنا تھا۔ معلوم نہیں لوگ اس قدر جاہل کیوں ہوتے ہیں۔ اتنے بڑے ہو گئے ہو اور ابھی تک آیئے اور جایئے میں تمیز کرنا نہیں آئی تمہیں" ۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور جھلائے ہوئے انداز میں پردہ ہٹا کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ ٹائیگر بڑے مودبانہ انداز میں اس کے پیچھے اندر داخل ہوا۔ خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جسے دفتر کے انداز میں قیمتی فرنیچر سے سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک بھاری بدن

اور چوڑے سے بھاری چہرے کا مالک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر بھی سنہری تاروں کا نفیس انداز میں بنا ہوا نظر کا چشمہ تھا۔ آدھے سے زیادہ سر گنجا تھا۔ جب کہ اس سے ذرا ہٹ کر ایک چھوٹی سی میز کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا بھاری اور سڈول بدن والا غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر چست لباس تھا۔ اور سینے پر گارڈ کا بیج لگا ہوا تھا۔ ان دونوں کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"مجھے۔ پروفیسر ...... اوہ کیا کہتے ہیں۔ نام پھر بھول گیا اتنے سالوں تک رٹنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کم بخت جب ضرورت ہوتی ہے تب ہی بھول جاتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"یہ نیشنل یونیورسٹی کے پروفیسر راشد حسین صاحب ہیں۔ آرکیالوجی ڈیپارٹمنٹ کے ڈین اور میرا نام ساغر احمد ہے۔ اور میں ان کا سٹوڈنٹ ہوں۔ پروفیسر صاحب کو معلوم ہوا ہے کہ یہاں بین الاقوامی شہرت کے مالک سر ہنری فریڈ کھدائی میں مصروف ہیں تو پروفیسر صاحب نے ملنے کی خواہش کی اور میں انہیں یہاں لے آیا ہوں" ۔۔۔ ٹائیگر نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا۔ تو آپ ہیں پروفیسر راشد حسین۔ میں نے آپ کا نام تو سنا ہوا ہے۔ لیکن کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ خوش آمدید میرا نام ہنری فریڈ ہے۔ اور یہ ہیں میرے ساتھ چیف گارڈ مسٹر بروس"۔ سر ہنری فریڈ نے کرسی سے اٹھ کر بڑے خوشدلانہ انداز میں مصافحے

www.urdukorner.com

کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ ملاقات ہو بھی کیسے سکتی تھی ہنری فریڈ۔ اوہ سوری۔ تھریڈ تو شاید دھاگے کو کہتے ہیں۔ کیا نام بتایا ہے آپ نے۔ ظاہر ہے آپ جیتے جاگتے انسان ہیں تھریڈ تو ہونے سے رہے"۔۔۔۔ عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے بات کرنے کی کوشش کی لیکن نام پر پھر الجھ گیا۔

"ہنری فریڈ"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں فریڈ۔ ہمارے پاکیشیا میں ایک صوفی بزرگ اور ایک بہت بڑے صوفی شاعر ہو گزرے ہیں فرید۔ آپ شاید گریٹ لینڈ کے صوفی شاعر ہیں۔ بہرحال آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"شکریہ۔ تشریف رکھیں"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ٹائیگر سے بھی مصافحہ کیا اور عمران اور ٹائیگر دونوں میز کے سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے مارٹن اندر داخل ہوا۔ اس نے مشروبات کی تین بوتلیں ٹرے میں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک ایک بوتل اس نے سر ہنری فریڈ، ٹائیگر اور عمران کے سامنے رکھ دی۔ ایک طرف بیٹھے بردس کی طرف اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا تھا اور واپس مڑ گیا تھا۔

"لیجئے"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے کہا۔

"آپ اتنے بڑے ماہر ہیں جناب اور آپ بھی لفظوں کا استعمال غلط کرتے ہیں۔ لیجئے کی بجائے آپ کو پیجئے کہنا چاہئے تھا بہرحال

ہمیں آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ کب آپ نے سودا جیا پر کام شروع کیا ہے۔ آپ جیسے ماہر کے ہاتھ لگنے کے بعد تو واقعی ایک شاہکار شہر نظروں کے سامنے آجائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سر ہنری فریڈ مسکرا دیئے۔

"بس جی کوشش تو کر رہے ہیں۔ ایک ماہ ہوا ہے کام کرتے ہوئے پہلے تو ابتدائی انتظامات ہوتے رہے ہیں۔ کھدائی کا کام تو اب شروع ہوا ہے۔ کیا آپ دیکھنا پسند فرمائیں گے"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے مشروب سپ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ضرور ضرور۔ میں نے سنا ہے کہ گریٹ لینڈ والے اب کھدائی کے لئے جدید مشینیں استعمال کرتے ہیں۔ میں دراصل یہ مشینیں دیکھنے آیا تھا۔ کیونکہ ہمارے دور میں تو کھدائی کا کام ہاتھوں سے ہی سرانجام دیا جاتا تھا۔ ویسے یہ آپ نے گارڈیوں رکھے ہوئے ہیں۔ اور خاص طور پر انہیں اپنے کمرے میں بٹھایا ہوا ہے۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ پرانے کھنڈروں میں سے بدروحیں اور چڑیلیں اور بھوت نکل کر آپ پر حملہ کر دیں گے"۔۔۔۔ عمران نے ساتھ بیٹھے بردس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور سر ہنری فریڈ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"یہ صاحب پہلے پولیس میں تھے۔ پھر نوکری چھوڑ کر انہوں نے باقاعدہ آثار قدیمہ کی کھدائی کی تربیت حاصل کی۔ اور پھر میرے ساتھ شامل ہو گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیں ویرانوں میں ہی کام کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے بعض اوقات قدیم نوادرات

www.urdukorner.com

لوٹنے کی غرض سے مقامی لوگ حملہ بھی کر دیتے ہیں۔ ایک دو بار مجھے اس کا تلخ تجربہ بھی ہو چکا ہے۔ اس لئے میں نے خاص طور پر گیارہ آدمیوں کا گروپ بنایا ہوا ہے۔ جو بوقت ضرورت کھدائی کا کام بھی کر لیتے ہیں۔ اور گارڈ کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ یہ برودس صاحب اس گروپ کے لیڈر ہیں۔ اس کے چیف گارڈ ہیں اور چونکہ یہاں کمرے بہت تھوڑے ہیں۔ اس لئے میں نے انہیں اپنے دفتر میں ہی جگہ دے رکھی ہے" ——— سر ہنری فریڈ نے باقاعدہ تفصیلی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کیا برودس صاحب باکشا کے کھنڈرات کی حفاظت بھی کرتے رہتے ہیں" ——— اچانک ٹائیگر نے برودس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہاں کی حفاظت ہماری ڈیوٹی میں تو شامل نہیں۔ لیکن جب یہاں بور ہو جاتا ہوں تو اکثر باکشا کے کھنڈرات میں بھی چلا جاتا ہوں۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا آپ نے مجھے وہاں دیکھا ہے" ——— برودس نے براہِ راست ٹائیگر کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ کل میں بھی باکشا کے کھنڈرات کا مطالعہ کرنے آیا ہوا تھا۔ میں نے وہاں آپ کو چار مقامی افراد سے لڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ آپ تو بڑے ماہر ہیں لڑائی میں۔ ان چاروں کی آپ نے ایسی مرمت کی کہ انہیں بھاگنا ہی پڑا۔ آپ کے پاس کوئی خاص قسم کا پستول بھی تھا لمبی سی نال والا" ——— ٹائیگر نے اثبات

میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ میں ویسے ہی وہاں گھوم رہا تھا۔ کہ میں نے ان چار افراد کو ایک تھیلا لے جاتے ہوئے دیکھا۔ مجھے شک پڑا۔ اس پر میں نے اپنا شک مٹانے کے لئے انہیں روکا تو وہ مجھ پر پل پڑے۔ نتیجہ یہ کہ مجھے مجبوراً لڑنا پڑا اور پھر وہ فرار ہو گئے" ——— برودس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ برودس کی وضاحت سے مطمئن ہو گیا ہو۔

"آیئے پروفیسر صاحب۔ آپ کو سائٹ پر لے جائیں۔ برودس تم ویگن لے آؤ۔ پروفیسر صاحب بوڑھے آدمی ہیں۔ زیادہ دور چل نہ سکیں گے" ——— سر ہنری فریڈ نے برودس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کمال ہے۔ آپ مجھے بوڑھا کہہ رہے ہیں۔ مجھے پروفیسر راشد حسین کو۔ ابھی تو میں نے شادی بھی نہیں کی۔ اور آپ نے مجھے بوڑھا بنا دیا۔ شادی کے بعد تو آپ مجھے کالکا دیوی کا بت بنا دیں گے" ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور سر ہنری فریڈ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"سوری پروفیسر۔ آپ تو ابھی جوان ہیں" ——— سر ہنری فریڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بات صاحب۔ نوجوان کہیئے۔ جوان تو بڑھاپے کی سرحد کے قریب پہنچے ہوئے کو کہتے ہیں۔ جب کہ نوجوان ابھی

www.urdukorner.com

"بچپن کی سرحد پار کر کے آیا ہوا ہوتا ہے" ___ عمران نے جواب دیا۔
اور سر ہنری فریڈ ایک بار پھر ہنس پڑے۔ پروفیسر اس دوران لمبے لمبے قدم اٹھاتا ان کے قریب سے گزر کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

"نوجوانی میں۔ لیکن آپ نوجوانی میں ہی پروفیسر بلکہ ڈیپارٹمنٹ کے ڈین بن گئے ہیں۔ یہ واقعی حیرت کی بات ہے" ___ سر ہنری فریڈ نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"بن کہاں گیا ہوں۔ بنایا گیا ہوں۔ اب آپ سے کیا چھپانا مسٹر فریڈ۔ اوہ سوری سر فریڈ۔ دیکھا آپ نے مجھے۔ آپ کا نام یاد ہے۔ اس کا مطلب ہے میری یادداشت نوجوانوں جیسی ہے۔ اور اصل مسئلہ تو یادداشت کا ہوتا ہے۔ ایسے ایسے بھی دیکھے ہیں۔ جو بظاہر تو بچے لگتے ہیں۔ لیکن دراصل وہ بوڑھے ہوتے ہیں۔ ان کی یادداشت بے حد کمزور ہوتی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے" ___ عمران نے برآمدے میں پہنچتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کی تیز نظریں بغور سارے ماحول کا جائزہ بھی لے رہی تھیں۔

"آپ یہ بات بتا رہے تھے کہ آپکو ڈین کیسے بنایا گیا ہے"
سر ہنری فریڈ واقعی عمران کی باتوں سے لطف لے رہے تھے۔

"ہاں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں لوگوں کو آثار قدیمہ سے زیادہ آثار جدیدہ سے دلچسپی ہوتی ہے۔ آثار قدیمہ کی تو بس عزت کی جاتی ہے۔ جب کہ آثار جدیدہ کو ہوٹل۔ کیفے۔

یا کلب میں لے جا کر اس کے ساتھ گپیں بھی ماری جا سکتی ہیں۔ چائے اور مشروبات بھی پیئے جا سکتے ہیں۔ اس کی مترنم ہنسی کو سوہان روح۔ اوہ سوری۔ سوہانِ روح تو شاید منفی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ میرا مطلب ہے روح کی غذا بنایا جاتا ہے۔ ویسے ایک بات مجھے آج تک سمجھ نہیں آئی۔ کہ آخر موسیقی روح کی غذا کیسے بن گئی۔ اب روح بیچاری طبلے، سارنگیاں۔ ڈھول۔ نفریاں آرکسٹرا تو کھانے سے رہی" ___ عمران نے کہا۔

"کھانے کی بات نہیں۔ سننے کی بات ہے۔ موسیقی روح کو تروتازہ کر دیتی ہے۔ اس میں سرشاری کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ اس لئے اسے روح کی غذا کہا جاتا ہے" ___ سر ہنری فریڈ نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کان بند کر لیں یا دوسرے لفظوں میں جو لوگ بہرے ہوتے ہیں۔ موسیقی سن نہیں سکتے۔ ان کی روح تو غذا نہ ملنے کی وجہ سے فاقے کرتی کرتی جلد ہی مر جاتی ہو گی۔ نہیں سر ہنری فریڈ موسیقی کا تعلق ہمارے حواسِ خمسہ سے ہے۔ اور بس۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہمارے اعصاب پر اثر انداز ہوتی ہے۔ لیکن روح کی غذا والا مسئلہ مجھے تسلیم نہیں ہے۔ میرے نقطہ نظر سے روح کی غذا صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور بس" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ آپ مذہب کی بات کر رہے ہیں۔ واقعی مذہب کا تعلق روح سے براہِ راست ہوتا ہے" ___ سر ہنری فریڈ نے

www.urdukorner.com

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے ایک بڑی سی ویگن جس پر محکمہ آثار قدیمہ کا نشان بنا ہوا تھا۔ برآمدے کے سامنے آکر رکی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر وہ گارڈ انچارج بردس تھا۔

"آیئے" ——— سر ہنری فریڈ نے کہا۔ اور ویگن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ویگن انہیں لئے ہوتے اس ٹیلے کی طرف بڑھنے لگی۔ جہاں ایک طرف مشینیں بھی نظر آرہی تھیں۔ اور بے شمار غیر ملکی وہاں کام میں مصروف تھے۔ ایک سائیڈ پر ایک بڑا سا خیمہ بھی نظر آرہا تھا۔ ویگن ٹیلے کے پاس جاکر رک گئی اور عمران اور ٹائیگر پروفیسر کے ساتھ نیچے اتر آئے۔ عمران اب غور سے ان غیر ملکیوں کو کام کرتے دیکھ رہا تھا۔

"سر ہنری تھریڈ۔ اوہ سوری فریڈ۔ ساتھ ہی دریا کی موجودگی سے کیا آپ کو یہاں کھدائی میں کوئی تکلیف یا دشواری محسوس نہیں ہوتی" ——— عمران نے کہا۔

"نہیں۔ دریا یہاں سے کافی فاصلے پر ہے" ——— سر ہنری فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آج کل شاید دریا میں سیلاب آیا ہوا ہے۔ ہماری جیپ اس قدیم پل سے گزری تو یقین کیجئے خوف سے میرا رواں رواں کانپ اٹھا۔ اس قدر پر شور موجیں تھیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہاں اچانک سیلاب آجائے اور آپ کی ساری محنت بیکار چلی جائے" ——— عمران نے مشینوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر۔ آپ کی بات درست ہے۔ واقعی سیلاب یہاں آ جائے تو ہماری تمام محنت بیکار چلی جائے گی۔ لیکن میں نے سیلاب کی صورت حال دیکھتے ہی یہاں کے اعلیٰ حکام سے بات کی تھی۔ انہوں نے ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ سے بات کی تو انہوں نے بتایا ہے کہ یہاں سیلاب آنے کا کوئی خدشہ نہیں ہے۔ اس تسلی پر میں نے کام شروع کرا دیا ہے" ——— سر ہنری فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس خیمے میں کیا ہے۔ کیا آپ کی بیگم تو نہیں اندر۔ اگر ہیں تو تعارف کرا دیجئے" ——— عمران نے ایک طرف لگے ہوئے خیمے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ لیبر کی ریسٹ کے لئے بنایا گیا ہے۔ آیئے اندر ہی بیٹھتے ہیں۔ یہاں تو دھوپ کافی تیز ہے" ——— سر ہنری فریڈ نے کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا خیمے کی طرف بڑھ گیا۔

"کمال ہے۔ آپ کی لیبر شاید تہہ ہو جاتی ہے کہ اتنے سارے آدمیوں کے لئے ایک چھوٹا سا خیمہ" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سر ہنری فریڈ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"پروفیسر صاحب۔ ریسٹ کا مطلب وقفے وقفے سے ہوتا ہے۔ اس لئے وقفے وقفے سے چند مزدور آکر ریسٹ کرتے ہیں اور باقی کام کرتے ہیں اور چند مزدوروں کے لئے یہ خیمہ کافی ہے" ——— سر ہنری فریڈ نے کہا۔

"اوہ تو یہاں بھی وقفہ بے حد ضروری ہے کا چکر ہے۔ کیوں

www.urdukorner.com

مسٹر کریگر۔ آپ کا کیا خیال ہے"۔۔۔۔ عمران نے مڑ کر پیچھے آنے والے پروس سے اچانک مخاطب ہو کر کہا۔

"جی۔۔۔۔" پروس عمران کے اس اچانک تخاطب سے یک لخت گڑبڑا سا گیا۔

"ان کا نام پروس ہے پروفیسر صاحب"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے اس بار منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا۔ کنجوس۔ اوہ اچھا نام ہے۔ ویسے اس نام کو یار لوگوں نے خواہ مخواہ بدنام کر رکھا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے کان کا جوس بنا کر پیتا ہے تو پینے دیں ہمارا کیا جاتا ہے کیوں کیا خیال ہے"۔۔۔۔ عمران نے خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر جھانکتے ہوئے کہا۔ اندر واقعی زمین پر دری بچھی ہوئی تھی اور مشروبات کے کریٹ موجود تھے۔

"پروفیسر۔ یہ اصل لفظ کان چوس تھا۔ جسے یار لوگوں نے کنجوس بنا لیا ہے۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لاحول ولا قوۃ۔ بھلا کوئی شخص اپنے کان چوس سکتا ہے۔ وہاں تک زبان نہیں جا سکتی اور زبان تک کان نہیں آ سکتا۔ اس لئے جس نے کتاب میں لکھا ہے۔ یا تو اس کے کان ہاتھی جیسے ہوں گے یا پھر اس کی زبان گز بھر کی ہو گی۔ تم بھی فوراً کسی کتاب میں پروفیسر راشد حسین کے حوالے سے لکھ دو۔ کہ کان چوس اصل لفظ نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے واپس مڑتے ہوئے باقاعدہ حجت کرتے ہوئے کہا۔ اور اس بار سر ہنری فریڈ کے ساتھ ساتھ پیچھے آنے والا پروس بھی بے اختیار مسکرا دیا۔ عمران اب خیمے کے گرد راؤنڈ لگانے کے لئے آگے بڑھ گیا۔

"ارے یہاں کیا ہے۔ یہ ایک بڑی چٹان یہاں کیسے آ گئی۔ ایسی چٹانیں تو پہاڑیوں کی بلندی پر ہوتی ہیں۔ یہاں دامن میں کیسے آ کر فٹ ہو گئی"۔۔۔۔ عمران نے زمین پر ایک جگہ کافی چوڑی چٹان کو پڑے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"یہ چٹان میں نے ایک پہاڑی سے اکھڑوائی تھی تاکہ اس پر بڑی مشین کا بیس بنایا جا سکے۔ لیکن پھر ارادہ بدل گیا"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے جلدی جلدی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا"۔۔۔۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ تقریباً دو گھنٹوں تک پورے ٹیلے کا چکر لگانے کے بعد وہ ویگن میں بیٹھ کر واپس دفتر آئے یہاں ایک بار پھر سر ہنری فریڈ نے انہیں مشروبات پیش کئے۔ ٹائیگر نے خصوصی طور پر ان کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس کے بعد وہ جیپ میں بیٹھ کر واپس جانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ جیپ ذرا سی آگے بڑھی تو عمران نے تیزی سے جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ ڈبے میں سے سائیں سائیں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی دور سے دو افراد کے باتیں کرنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ عمران نے انتہائی حساس

www.urdukorner.com

ڈکٹا فون سر ہنری فریڈ کے دفتر میں لگایا تھا۔ تاکہ ان کے جانے کے بعد اگر کوئی بات ہوگی تو بھی سامنے آجائے گی اور ان آوازوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ سر ہنری فریڈ اور وہ برِوس دونوں برآمدے میں ہی کھڑے باتیں کر رہے ہیں۔ یا شاید وہ انہیں واپس جاتا ہوا دیکھ رہے ہوں گے۔ لیکن عمران پوری طرح مطمئن تھا کہ اس کے ڈکٹا فون کی ریسیونگ رینج چونکہ کافی دور تک تھی۔ اس لئے وہ قدیم پل پار کر کے ان کی نظروں سے اوجھل ہو جانے کے بعد بھی ڈکٹا فون دفتر میں ہونے والی آوازیں ریسیو کرتا رہے گا۔ جیپ تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آخر کار پل پر پہنچی اور پھر پل کراس کر کے وہ جیسے ہی درختوں کے ایک جھنڈ کی سائیڈ میں پہنچی۔ عمران نے ٹائیگر کو جیپ روکنے کا کہا۔ اور ٹائیگر نے جھنڈ کی آڑ میں جیپ روک دی۔

"اس برِوس کا قد و قامت تو واقعی کر یگر جیسا ہی لگ رہا تھا"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ کوئی ایسا ثبوت نہیں ہے کہ جس سے بات آگے بڑھ سکے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"برِوس۔ تم نے پروفیسر راشد حسین کی باتیں سنی ہیں بہت کھسکا سا آدمی لگ رہا تھا"۔۔۔ اچانک سر ہنری فریڈ کی بلند آواز سنائی دی۔

"سر۔ پروفیسر ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے تو پروفیسروں

کے قصے، لطیفوں کی کتابوں میں کثرت سے موجود ہوتے ہیں"۔۔۔ برِوس کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی ایسی آوازیں آئیں۔ جیسے کرسیاں گھسیٹی جا رہی ہوں اور پھر سکوت طاری ہو گیا۔

"میں یہ سوچ رہا ہوں برِوس کہ پروفیسر راشد حسین بغیر کوئی اطلاع دیئے اچانک آ گئے اور پھر یہاں بھی انہوں نے آثار قدیمہ میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کوئی خاص چیز چیک کرنے آئے ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے"۔۔۔ سر ہنری فریڈ کی آواز سنائی دی۔

"سر، واقعی لگتا تو ایسا ہی تھا۔ لیکن بہرحال وہ بھی آثار قدیمہ کے پروفیسر ہیں۔ ساری عمر ہی مضمون پڑھ کر اور پڑھا کر اب انہیں میرے خیال میں بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی ہوگی۔ صرف دیکھ کر ہی وہ سب کچھ سمجھ جاتے ہوں گے"۔۔۔ برِوس کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بہرحال مجھے ان کے شاگرد ساغر کا احترام دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ یہاں مشرق میں اب بھی استاد کے ادب و احترام کی قدریں موجود ہیں۔ ورنہ ہمارے ہاں مغرب میں تو اب یہ فسانے ہی لگتے ہیں"۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ مغرب اب کچھ اور بن چکا ہے۔ یہاں مشرق میں آکر میں بھی بے حد حیران ہوا ہوں۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے۔ جیسے میں کسی ٹائم مشین کے ذریعے سینکڑوں سال ماضی میں آ

www.urdukorner.com

آگیا ہوں" ـــــ بموس کی آواز سنائی دی۔ اور سر ہنری فریڈ بے اختیار ہنس پڑے۔ ان کے درمیان کافی دیر تک ایسی باتیں ہوتی رہیں۔

"میں سائیٹ پر جا رہا ہوں۔ تم بھی آجاؤ" ـــــ سر ہنری فریڈ نے اچانک کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کرسی چرچرانے کی آواز سنائی دی۔

"یس سر" ـــــ بموس کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دو آدمیوں کے قدموں کی آوازیں دور جاتی ہوئیں سنائی دیں۔ اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔

"چلو بھئی ٹائیگر۔ یہاں تو واقعی کچھ نہیں ہو رہا۔ تمہارے اس دوست نے خواہ مخواہ ہماری پریڈ کرا دی" ـــــ عمران نے باکس کا بٹن آف کرتے ہوئے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"اس کے سائیلنسر لگے مشین پسٹل اور لڑنے کے انداز اور پھر اس کے کریگر سے ملتے جلتے قد وقامت کی وجہ سے میں مشکوک ہوا تھا۔ لیکن بموس نے بہرحال اس کی قابل قبول وضاحت کر دی ہے" ـــــ ٹائیگر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو یہاں سب ٹھیک ٹھاک ہے۔ اس بار اس کیس نے واقعی مجھے الجھا کر رکھ دیا ہے۔ ایک خوفناک منصوبہ پاکیشیا کے خلاف مرتب کیا گیا ہے۔ لیکن نہ ہی وہ منصوبہ سامنے آ رہا ہے اور نہ ہی اس منصوبے کو مکمل کرنے والے" ـــــ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا اور جیپ تیز رفتاری سے فاصلے کو نگلتی ہوئی دارالحکومت

کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

کریگر دریائے کانڈس کے کنارے کھڑا بڑے مسرت بھرے انداز میں دریا میں ابھرنے والی انتہائی پرشور موجوں کو دیکھ رہا تھا۔ دریا اب واقعی سیلابی کیفیت سے دوچار تھا۔ پہلے کی نسبت روزانہ اس میں پانی کی مقدار تیزی سے بڑھتی جا رہی تھی۔ کریگر کے ساتھ اس کا نمبر دو جیمز تھا۔

"باس۔ ہمارا مشن کب مکمل ہوگا" ـــــ جیمز نے کہا۔

"جب اس دریا کا سیلاب اپنے پورے عروج پر پہنچے گا۔ میں روزانہ ریڈیو پر سیلاب کے سلسلے میں نشر ہونے والے خاص بلیٹن سنتا رہتا ہوں۔ اوپر پہاڑوں اور شہروں میں خوب زوردار بارشوں کا سلسلہ جاری ہے اور حکومت پاکیشیا کی حماقت دیکھو۔ کہ وہ دریاؤں پر موجود بندوں کو مضبوط بنانے کے لئے دن رات

www.urdukorner.com

محنت کر رہی ہے۔ لیکن ان احمقوں کو یہ معلوم نہیں کہ ایک خوفناک تباہی اب ان کا مقدر بن چکی ہے۔ جو خبریں مل رہی ہیں۔ ان کے مطابق دریائے کانڈس تین روز بعد انتہائی خوف ناک سیلاب کی زد میں ہوگا۔ اور اس سیلاب کو پاکیشیا کی تاریخ کا سب سے خوف ناک سیلاب کہا جا رہا ہے۔ اور ہم واقعی اسے خوفناک بلکہ تباہ کن بنا کر ہی چھوڑیں گے"۔۔۔ کریگر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"باس۔ پھر وہ لوگ واپس نہیں آئے۔ حالانکہ آپ کہہ رہے تھے کہ شاید وہ دوبارہ آئیں"۔۔۔ جیمز نے اچانک کہا۔

"کون لوگ۔ کن کی بات کر رہے ہو"۔۔۔ کریگر نے چونک کر پوچھا۔

"وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے۔ جو پروفیسر کے روپ میں آئے تھے"۔۔۔ جیمز نے جواب دیا۔ اور کریگر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"یہ مشرقی لوگ اپنے آپ کو بے حد عقلمند سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ ہوتے ایک نمبر احمق ہیں۔ وہ احمق پروفیسر جو یقیناً وہ مسخرہ علی عمران تھا۔ بڑی تیز نظروں سے ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا اور اس کے شاگرد نے سارا عرصہ میرا جائزہ لینے میں گزار دیا اور جاتے وقت وہ کرسی کے نیچے ڈکٹا فون بھی لگا گئے۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ میرا نام کریگر ہے۔ میں نے ایسے کھیل بہت دیکھ رکھے ہیں۔ میں نے اس پروفیسر کو ڈکٹا فون لگاتے دیکھ

لیا تھا۔ چنانچہ ان کے جانے کے بعد میں نے پروفیسر کو سمجھایا اور پھر ہم نے ایسی گفتگو شروع کر دی۔ جیسے میں واقعی پروفیسر ہوں۔ ہم انہیں واقعی پروفیسر سمجھ رہے تھے۔ احمق کہیں کے"۔۔۔ کریگر نے کہا۔

"اب تو وہ ڈکٹا فون آپ ضائع کر دیں۔ وہ ابھی تک وہیں لگا ہوا ہے"۔۔۔ جیمز نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں جیمز۔ اگر ہم نے اسے ضائع کیا یا اتارا تو ہو سکتا ہے۔ کہ انہیں کاشن مل جائے۔ مجھے وہ کوئی جدید قسم کا ڈکٹا فون لگتا ہے۔ شاید مغربی ملکوں سے امداد کے طور پر انہوں نے لیا ہوگا۔ اگر وہ وہاں لگا رہے گا تو ہم ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر رہیں گے۔ بس صرف سر ہنری فریڈ کو سمجھانا پڑا۔ اور ہم اس دفتر میں بیٹھتے وقت کوئی ایسی بات نہیں کرتے۔ جس سے کسی بھی شبہ کا اظہار ہوتا ہو۔ ویسے بھی ہمارا ہالووال مشن تقریباً مکمل ہونے والا ہے۔ بلیولائن کا چیف انجینئر بتا رہا تھا کہ کل رات وہ کام کرنے کے لئے مکمل طور پر تیار ہوگا۔ اور پھر ہم مخصوص لہروں کی مدد سے دارالحکومت میں بیٹھ کر صرف ایک بٹن دبائیں گے اور ہالووال دریا کے بیڈ سے باہر آجائے گی اور سیلاب کے خوف ناک اور مسلسل ریلے اس دیوار کی دونوں طرف انتہائی خوف ناک رفتار سے بہتے ہوئے دارالحکومت اور اس کے بعد بے شمار شہروں، قصبوں کو برباد کر کے رکھ دیں گے۔ اور یہ لوگ بے بسی اور بے چارگی سے کیڑوں مکوڑوں کی طرح مر جائیں گے"۔۔۔ کریگر نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

www.urdukorner.com

"لیکن باس سیلاب تو یہاں بھی آناً فاناً پھیل جائے گا اور دارالحکومت تک پہنچنے میں بھی اُسے دیر نہ لگے گی۔ پھر ہمارا کیا ہو گا"۔۔۔ جیمز نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ سر ہنری فریڈ نے اعلیٰ حکام کو مطلع کر دیا ہے کہ سیلاب کے اس خوفناک خطرے کے پیش نظر لیبر نے یہاں رہنے اور کام کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے کل رات ہم سب یہاں سے دارالحکومت شفٹ ہو جائیں گے۔ مشنری آج شفٹ ہو رہی ہے۔ اور چونکہ اب باقی کام سیلاب کے خاتمے کے بعد ہو گا۔ اس لئے ہم سب کی واپسی کے تمام انتظامات بھی مکمل کر لئے گئے ہیں۔ پرسوں دوپہر کے قریب چارٹرڈ جہاز ہم سب کو لے کر گریٹ لینڈ کی طرف پرواز کر جائیں گے۔ اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جیسے ہی جہاز فضا میں پرواز کرے گا۔ میں ہالو وال کی تکمیل کا بٹن دبا دوں گا۔ اور اس کے بعد گریٹ لینڈ کے ٹی۔ وی پر بیٹھ کر پاکیشیا کی مکمل تباہی کی فلمیں اطمینان سے دیکھوں گا"۔۔۔ کریگر نے کہا اور جیمز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر بھی مسرت کی چمک تھی۔ اُسی لمحے عقب سے انہیں قدموں کی آواز سنائی دی۔ تو وہ تیزی سے مڑے۔ ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔

"کیا بات ہے جمی۔ خیریت"۔۔۔ کریگر نے قدرے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ کو مشن سپاٹ پر فوری طور پر بلایا گیا ہے۔ سر

ہنری فریڈ بھی وہیں ہیں اور بلیو لائن کے چیف انجینئر رابرٹ بھی"۔۔۔ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہوا کیا ہے۔ کوئی خاص بات"۔۔۔ کریگر نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا اور ساتھ کھڑی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ گو سپاٹ سے دریا کا فاصلہ کچھ زیادہ نہ تھا۔ پھر بھی وہ جیپ پر سفر کرنا زیادہ مناسب سمجھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں دریا کی موجودہ کیفیت دیکھنے وہ جیمز کے ساتھ جیپ پر ہی آیا تھا۔ حالانکہ جمی پیدل چل کر آیا تھا۔

"کوئی الجھن پیدا ہو گئی ہے مشن میں۔ اس سلسلے میں بات ہو رہی ہے"۔۔۔ جمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ"۔۔۔ کریگر نے پریشان لہجے میں ہنکارا بھرا اور پھر جیپ پر سوار ہو گیا۔ جیمز ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ جب کہ جمی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا اور جیمز نے جیپ کو موڑا اور پھر اُسے خاصی تیز رفتاری سے دوڑاتا ہوا مشن سپاٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں سرنگ کے اندر مشن سپاٹ پر پہنچ چکے تھے۔ یہ مشن سپاٹ سرنگ کے اس حصے کو کہا جاتا تھا جس کے اوپر دریا بہہ رہا تھا۔ جس زمانے میں یہ سرنگ بنائی گئی تھی۔ اس زمانے میں بھی شاید یہ دریا اسی طرح بہتا ہو گا۔ یہی وجہ تھی کہ عین اس جگہ جہاں اوپر دریا تھا بڑی بڑی چٹانوں سے باقاعدہ مضبوط چھت بنائی گئی تھی جو ظاہر ہے ہزاروں سال پہلے کے زمانے کے لحاظ سے ایک ایسا کارنامہ تھا کہ اگر یہ سرنگ دنیا پر ظاہر ہو جاتی تو مصر کے ابوالہول اور اہراموں کی طرح اسے بھی ایک عجوبہ ہی کہا جاتا۔ ان چٹانوں کے

www.urdukorner.com

نیچے ایک خاص مصالحہ لگا دیا گیا تھا۔ جس میں جس وقت بھی مخصوص ریز دوڑتیں وہ ان چٹانوں کو ریزہ ریزہ کر دیتیں اور اس مصالحے کے نیچے چھت سے زمین تک اور پھر زمین کو کھود کر تقریباً تین فٹ نیچے تک ترجیسم کے بڑے بڑے پتھروں کو ایک خاص کیمیکل کی مدد سے اور مشینوں کے ذریعے ایک مخصوص انداز میں جوڑ کر رکھا گیا تھا۔ چار بھاری مشینیں مسلسل کام کر رہی تھیں جو ان پتھروں کی اس طرح کٹائی کر رہی تھیں کہ جب آپریشن کی تکمیل ہو تو یہ پتھر باقاعدہ ٹھوس دیوار کی شکل اختیار کر جاتیں۔ تمام مشینری بجلی سے چلائی جا رہی تھیں۔ کیونکہ اوپر کھدائی کی مشینوں کے لئے حکومت پاکیشیا نے خصوصی انتظامات کر کے یہاں تک انتہائی طاقتور برقی رو سپلائی کی تھی۔ وہاں چالیس کے قریب افراد مشینوں کو بھی آپریٹ کر رہے تھے اور اس مشن کی تیاری کے مختلف مراحل کی تکمیل میں بھی مصروف تھے۔ بجلی کی فلوراسینٹ ٹیوبوں نے پوری سرنگ کو انتہائی تیز روشنی سے بھر رکھا تھا۔ ایک طرف سرہنری فریڈ اور ریبولائن کے چیف انجینئر رابرٹ کھڑے تھے۔ ان دونوں کے چہروں پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا ہوا سر۔ کوئی خاص بات" ـــ کریگر نے قریب پہنچتے ہی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کریگر۔ ترجیسم کی مقدار کم پڑ گئی ہے۔ ہمیں ایک ٹرک ترجیسم کی فوری ضرورت ہے۔ ورنہ یہ مشن نامکمل رہ جائے گا۔ اور یہ ترجیسم بھی کل صبح ہونے تک یہاں پہنچ جائے تب ہی مشن مکمل ہو

سکتا ہے" ـــ رابرٹ نے کہا۔

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ جن لوگوں نے پہلے ترجیسم سپلائی کی ہے انہیں فون کر دیں وہ فوری طور پر ایک ٹرک بھجوا دیں گے" ـــ کریگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں کریگر۔ مسئلہ اس قدر آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ ترجیسم کو یہاں تک پہنچانے کے لئے حکومت گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں کو کیا کیا کام نہیں کرنے پڑے۔ ترجیسم یہاں سے تقریباً پانچ چھ سو کلومیٹر دور پہاڑوں سے نکالی جاتی ہے۔ وہاں بکنگ آفس ہے۔ جہاں سے ایڈوانس رقم دے کر ٹھیکیدار سے مال بک ہوتا ہے اور پھر ٹرکوں پر لوڈ کرا کر بیوپاری لے جاتے ہیں۔ ہمارے ایجنٹوں نے دارالحکومت کے جنوبی علاقے میں وہاں سے تقریباً بیس کلومیٹر دور ایک قصبے میں بڑی فولادی بھٹیاں لگانے کے ایک کارخانے کی داغ بیل ڈالی وہاں کرائے پر بڑے بڑے سٹور لئے گئے۔ ترجیسم کے ٹھیکیدار کو زیادہ رقمیں دے کر اس سے فوری ڈیلیوری کرائی گئی۔ اس کے بعد مال ان سٹوروں میں بھر لیا گیا۔ جب ہمارا مطلوبہ مال مکمل ہو گیا۔ تو ہم نے سپلائی روک دی اس کے بعد انتہائی خفیہ طریقے سے یہ مال ایک اور جگہ لے جانے کے بہانے وہاں سے یہاں شفٹ کر دیا گیا۔ جب سارا مال شفٹ ہو گیا اور حالات پرسکون رہے تو ہمارے ایجنٹوں نے فولادی بھٹیاں بنانے والے کارخانے کا منصوبہ ترک کر دیا۔ لیکن ماہرین کا اندازہ غلط نکلا ہے۔ ایک ٹرک مال کی مزید ضرورت

www.urdukorner.com

ہے۔ اور اب یہ مال کہاں سے فوری طور پر آئے۔ یہ پریشانی ہے۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ ٹھیکیدار کو دوگنی رقم دے کر اس سے ایک ٹرک مال خریدا جائے اور ٹرک یہاں براہِ راست لایا جائے لیکن فاصلہ زیادہ ہے اور راستہ پہاڑی ہے۔ اس لئے جس تیزی سے بھی ٹرک آئے۔ بہر حال وہ تین روز سے پہلے یہاں نہیں پہنچ سکتا۔ اور سیلاب کے خطرے کے پیش نظر جگہ جگہ چیک پوسٹیں بھی بن چکی ہیں"۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ پھر اب کیا ہوگا"۔۔۔ کریگر واقعی یہ تفصیل سن کر بے حد پریشان ہو گیا تھا۔

"میرے ذہن میں ایک حل آیا ہے۔ اور میں نے ٹیلی فون پر تھرٹی ون سے اس بارے میں بات بھی کی ہے۔ کہ دارالحکومت میں جس کسی کا بھی مال آ رہا ہو۔ اس کا ایک ٹرک زبردستی اڑا کر لے آیا جائے۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک گھنٹے کے اندر اندر مجھے رپورٹ دے گا۔ اس نے اپنے تمام ایجنٹ اس بارے میں معلومات حاصل کرنے پر لگا دیئے ہیں۔ اور ایک گھنٹہ تقریباً گزر چکا ہے۔ اب دیکھو کیا رپورٹ آتی ہے"۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ ساری دیوار تو تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ اب اگر ایک ٹرک نہیں بھی ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے"۔۔۔ کریگر نے حیرت سے سرنگ میں پل کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے مشن سپاٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مسٹر کریگر۔ یہ سائنسی بات ہے۔ بہر حال اتنا بتا دوں کہ ان پتھروں کی کٹائی کے بعد مزید ترجیم کر کے انہیں پاؤڈر بنایا جائے گا۔ اور اس میں ایک خاص کیمیکل ملایا جائے گا اور پھر اس کی موٹی تہہ اس دیوار کے دونوں اطراف میں کی جائے گی تب ہی جا کر یہ دیوار ناقابل تسخیر بنے گی۔ ورنہ اگر اسے ایسے ہی چھوڑ دیا گیا تو پھر انتہائی طاقتور ڈائنامیٹ سے اسے اڑایا جا سکتا ہے۔ اور اگر دیوار اڑا دی گئی تو سیلابی پانی پھر اپنے پہلے والے راستے پر بہنے لگ جائے گا۔ اور ہمارا مشن مکمل طور پر فیل ہو جائے گا"۔۔۔ بلیو لائن کے چیف انجینئر رابرٹ نے کہا۔ اور کریگر کے ہونٹ بری طرح بھینچ گئے۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس قدر اہم مشن یوں آخری مراحل میں آ کر فیل ہو جائے گا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات چیت ہوتی ایک طرف رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ایکس چینج کی دس لائنوں میں سے ایک لائن سر ہنری فریڈ نے یہاں مشن سپاٹ پر چیف انجینئر رابرٹ کو بھی دے رکھی تھی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی سر ہنری فریڈ تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ہنری فریڈ"۔۔۔ سر ہنری فریڈ کے لہجے میں امید و بیم کی ملی جلی جھلکیاں موجود تھیں۔

"بی۔ ایل۔ تھرٹی ون سپیکنگ سر۔ میرے پاس آپ کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے۔ اسے خوش قسمتی ہی کہا جا سکتا ہے کہ

www.urdukorner.com

ترجیسم کے چار ٹرک ہمیں دارالحکومت کی بیرونی حد پر محصول چونگی کی ادائیگی کے لئے کھڑے مل گئے ۔ میں نے بیوپاری سے بات کی کہ مجھے ایک ٹرک مال فوری چاہیئے ۔ اس نے دوگنی قیمت پر ایک ٹرک مجھے فروخت کر دیا ۔ اور میں یہ ٹرک اُسی قصبے میں اپنے سٹور پر لے جا کر اتار چکا ہوں ۔ ٹرک والا واپس چلا گیا ہے ۔ میرے آدمی اب اس کمپنی سے رابطہ قائم کر رہے ہیں ۔ جن کے ٹرکوں کے ذریعے پہلے بھی مال مشن سپاٹ پر بھجوایا گیا تھا ۔ اور وہ لوگ انتہائی قابل اعتماد ثابت ہوئے ہیں ۔ اس لئے اب فکر کرنے کی ضرورت نہیں ۔ مال رات کو بارہ بجے سے پہلے آپ تک بحفاظت پہنچ جائے گا "۔۔۔ تھرٹی ون نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا ۔

" اوہ گڈ ۔ واقعی یہ انتہائی خوش قسمتی ہے ۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں تو اس مشن سے مایوس ہو چکا تھا "۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔

" نہیں جناب ۔ مشن ہر صورت میں مکمل ہو گا "۔۔۔ تھرٹی ون نے کہا ۔

" اوکے ۔ مال وصول کرنے کی وہی پہلے والی روٹین رہے گی ۔ سمجھ گئے "۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے کہا ۔

" یس سر ۔ وہی ٹھیک ہے ۔ گڈ بائی "۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور رابطہ ختم ہو گیا ۔ اور سر ہنری فریڈ نے رسیور رکھ کر جب پوری تفصیل کریگو اور رابرٹ کو بتائی تو ان دونوں کے چہروں پر بے پناہ مسرت کی چمک ابھر آئی ۔

" سیلاب کا خطرہ روز بروز بڑھتا ہی جا رہا ہے "۔۔۔ بلیک زیرو نے آپریشن روم میں بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا ۔

" ہاں ۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ سیلاب زیادہ تباہی نہ مچا سکے گا ۔ کیونکہ میں نے ہیلی کاپٹر پر خود تمام سپر بندوں کا معائنہ کیا ہے ۔ وہ سب بہترین حالت میں ہیں ۔ اور کچھ نئے چھوٹے بند بھی ہنگامی طور پر تیار کئے جا رہے ہیں اور پہلے سے موجود سپر بندوں کو اونچا اور مضبوط بھی کیا جا رہا ہے ۔ باقی جو ہو گا اللہ کے حکم سے ہی ہو گا ۔ انسان تو اپنی امکانی کوشش ہی کر سکتا ہے "۔۔۔ عمران نے کتاب بند کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا ۔

" بندوں کی چیکنگ تو آپ نے اس کریگر کے چکر میں کی ہو گی "۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا ۔

www.urdukorner.com

"ہاں - اور اب میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ الفرڈ مرفی نے غلط اندازہ لگایا ہے - ورنہ اب تک کو نگر کہیں نہ کہیں بہر حال ظاہر ہو جاتا - جب کہ وہ نواب زادی رخشندہ بھی واپس نہیں آئی اور نہ ہی وہ لارڈ ارسٹل آیا ہے - ایک بار تو میرا جی چاہا کہ گریٹ لینڈ جا کر خود اس بارے میں تحقیقات کروں - لیکن پھر میں نے ارادہ بدل دیا - کیونکہ جو کچھ ہونا ہے یہاں پاکیشیا میں ہونا ہے - اس لئے جب تک سیلاب کا خطرہ حقیقی طور پر ختم نہیں ہو جاتا مجھے یہیں رہنا چاہیئے" ---- عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا -

"سیلاب کی صورت حال جو بتائی جا رہی ہے - اس میں سب سے خطرناک صورت حال دریائے کانڈس کی ہے اور بلیٹن میں بتایا جا رہا تھا کہ کل دوپہر کے وقت دریائے کانڈس میں تاریخ کا سب سے بڑا سیلابی ریلا گزرے گا - اور اس کے بعد بھی پانی کی سطح کم ہونے کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے" ---- بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا -

"بہر حال یہ تو طے شدہ بات ہے کہ اس بار سیلاب کا خطرہ پاکیشیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ محسوس کیا جا رہا ہے - کیونکہ اس قدر بارشیں پہلے کبھی نہیں ہوئیں - اب دیکھو کیا ہوتا ہے" ---- عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا - اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی بات کرتا میز پر موجود ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی - عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا -

"ایکسٹو" ---- عمران نے مخصوص لہجے میں کہا -

"صفدر بول رہا ہوں جناب" ---- دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی -

"یس - کیا بات ہے" ---- عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا - کیونکہ صفدر کے لہجے میں اس نے واضح ہچکچاہٹ محسوس کی تھی جیسے وہ کوئی بات کرنا چاہتا ہو - لیکن کر نہ پا رہا ہو -

"سر عمران صاحب فلیٹ میں بھی موجود نہیں ہیں اور رانا ہاؤس میں بھی موجود نہیں ہیں - جب کہ میں ان سے فوری طور پر ملنا چاہتا ہوں - اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے - کہ اگر آپ نے انہیں کہیں بھیجا ہو تو ان کی واپسی کے وقت کا پتہ چل سکے" ---- صفدر نے ہچکچاتے ہوئے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا -

"کیا ضرورت پیش آ گئی ہے تمہیں عمران سے فوری طور پر ملنے کی" عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا -

"سر - ایک سائنسی بات معلوم کرنی ہے" ---- صفدر نے جواب دیا -

"تم کہاں سے بات کر رہے ہو" ---- عمران نے پوچھا -

"میں اپنے فلیٹ میں ہوں جناب" ---- صفدر نے کہا -

"ٹھیک ہے - عمران نے اگر رابطہ قائم کیا تو میں اسے اطلاع کر دوں گا" ---- عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا - اس کے چہرے پر واقعی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے -

"صفدر کو کسی سائنسی بات سے واسطہ پڑ گیا ہے" ---- بلیک زیرو نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا -

www.urdukorner.com

"معلوم نہیں۔ ویسے صفدر انتہائی ذہین آدمی ہے۔ اس لئے کوئی خاص بات ہی ہو گی۔ ورنہ وہ کم از کم یہاں فون نہ کرتا۔ ٹھیک ہے۔ میں اس کے فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ میں اسے کہہ دوں گا۔ کہ میں نے ابھی کال کی ہے تو تم نے مجھے صفدر کا پیغام دیا ہے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے صفدر کے فلیٹ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ صفدر کے فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پش کیا تو دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر صفدر کھڑا تھا۔ اور عقب میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل اور تنویر بھی نظر آ رہے تھے۔

"السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ سنا ہے مجھے بھاری ٹیوشن فیس ملنے کا سکوپ پیدا ہو گیا ہے۔ آج کم از کم میں آغا سلیمان پاشا کو تو بتا سکوں گا کہ سائنس میں ڈاکٹریٹ کرنے کا میں نے کچھ مالی فائدہ تو حاصل کیا۔ ورنہ وہ ہر وقت یہی کہتا رہتا ہے کہ میں نے سائنس میں ڈگریاں لے کر وقت ضائع کیا ہے۔ اس سے بہتر تھا۔ کہ میں خانہ داری کا مضمون پڑھ لیتا۔ جس میں خانہ دار خواتین کو گھریلو بجٹ بنانے کے طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ حالانکہ بجٹ آج تک حکومت سے نہیں بن سکا تو بیچاری گھریلو عورتیں کیا بجٹ بنائیں گی"۔۔۔ عمران کی زبان پوری رفتار سے چل پڑی تھی۔

"توبہ یہ آدمی کس تیزی سے بولتا ہے۔ اس نے ضرور کسی کوے کی زبان کھائی ہوئی ہے"۔۔۔ عمران کے خاموش ہوتے ہی تنویر

نے انتہائی بیزار سے لہجے میں کہا۔

"باقی کوا جس نے کھایا ہے۔ وہ بے چارہ آج تک پتھر ڈھونڈھتا پھر رہا ہے کہ پتھر ڈال کر پیاس بجھا سکے۔ لیکن ویسے ہی پیاسے کا پیاسا ہے"۔۔۔ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل تو بے اختیار ہنس پڑے۔ جب کہ تنویر بُرا سا منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے وہ عمران کا طنز سمجھ گیا تھا کہ عمران جولیا اور اس کے تعلقات کے بارے میں طنز کر رہا ہے۔

"عمران صاحب۔ ایک بات بس اتفاق سے سامنے آئی ہے اور میں بُری طرح الجھ گیا ہوں۔ کیپٹن شکیل اور تنویر کے ساتھ مل کر میں نے بڑی مغز ماری کی ہے۔ لیکن کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔ تو آخر کار مجبوراً مجھے چیف سے آپ کے متعلق معلوم کرنا پڑا"۔۔۔ صفدر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"میں نے ابھی اپنے چیک کی بابت بات کی ہے۔ کہ سیلاب آ رہا ہے اور ظاہر ہے سیلاب میں کشتی کی ضرورت پڑے گی اور کشتی والے آج کل بڑی رقم مانگتے ہیں تو اس نے کہا کہ چیک تو ابھی پاس نہیں ہوا۔ البتہ صفدر کوئی سائنسی بات پوچھنا چاہتا ہے۔ میں تو خوش ہو گیا کہ چلو چیک بعد میں کام آئے گا۔ فی الحال کشتی کی رقم نکلنے کا سکوپ تو پیدا ہوا"۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی تھی۔

"کشتی چھوڑ آپ کو جہاز کی رقم مل جائے گی۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ کیپٹن شکیل ایک آدمی کو جانتا ہے کہ وہ گریٹ لینڈ کا باشندہ ہے۔ یہاں وہ گھریلو مصنوعات بنانے والے ایک کاروباری ادارے

www.urdukorner.com

کا سپیل سپروائزر ہے۔ لیکن آج کیپٹن شکیل ایک کام جا رہا تھا کہ راستے میں چیکنگ ہو رہی تھی۔ کیپٹن شکیل کو رکنا پڑا۔ چیکنگ کی قطار لمبی تھی۔ اس لیے کیپٹن شکیل کار سے نیچے اتر گیا۔ اس کے سامنے ایک ٹرک موجود تھا۔ جو بند باڈی کا تھا۔ وہی آدمی ٹرک ڈرائیور کے ساتھ کھڑا پر اسرار انداز میں باتیں کر رہا تھا اس پر اسراریت کو دیکھ کر کیپٹن شکیل کو تشویش ہوئی تو اس نے قریب جا کر ان کے درمیان باتیں سنیں تو صرف اتنا پتہ چلا کہ ٹرک پر ترجلیسم نامی کوئی معدنیات لدی ہوئی ہے۔ اور ٹرک نے قدیم تاریخی شہر باکشا جانا ہے۔ لیکن یہ تو کوئی ایسی بات نہ تھی۔ لیکن اصل بات یہ تھی کہ وہ آدمی ڈرائیور کو بتا رہا تھا کہ کوڈ وہی ہوں گے جو پہلے طے ہوئے تھے۔ اور اگر راستے میں کوئی پوچھے تو اس نے سوراجیا کا نام نہیں لینا۔ اس لفظ کوڈ پر کیپٹن شکیل چونک پڑا۔ اتنے میں قطار کچھ آگے بڑھ گئی تھی۔ اس لئے کیپٹن شکیل بھی کار میں بیٹھ گیا۔ پھر اس نے اس ٹرک کو واقعی باکشا کی طرف جاتے دیکھا۔ لیکن ظاہر ہے کیپٹن شکیل کے پیچھے جانے کا کوئی تک نہ بنتا تھا۔ اس لئے کیپٹن شکیل میرے پاس یہاں آ گیا۔ تنویر یہاں پہلے سے موجود تھا۔ اب ہم تینوں یہ سوچ رہے ہیں کہ ترجلیسم نامی معدنیات کو ان کھنڈرات میں لے جانا۔ اور پھر کوڈ کا دوہرانا یہ سب کیا ہے۔ کیا وہاں کوئی فولاد کا کارخانہ ہے۔ کیونکہ میرا جہاں تک خیال ہے ترجلیسم نامی معدنیات فولادی بھٹیاں بنانے کے کام آتی ہے۔ اور اگر ہے بھی تو کاروبار تو ہوتا رہتا ہے۔ پھر یہ کوڈ اور اس گریٹ لینڈ کے ایجنٹ کا اس ٹرک سے تعلق۔ جب کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو ہم نے سوچا کہ آپ سے بات کی جائے۔ آپ فلیٹ پر بھی نہ تھے۔ اور نہ ہی رانا ہاؤس میں اور ہمیں عجیب سی بے چینی اور اضطراب نے گھیر رکھا تھا۔ اس لئے مجبوراً چیف کو فون کرنا پڑا" ۔۔۔ صفدر نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس ٹرک کا نمبر اور کمپنی کا نام" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل نے ٹرک کا نمبر بھی بتا دیا۔ اور کمپنی کا نام بھی۔ لیکن عمران کے چہرے پر پھیلی ہوئی بے پناہ سنجیدگی دیکھ کر وہ تینوں چونک پڑے تھے۔

"کیا اس بات کی کوئی اہمیت ہے" ۔۔۔ صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مزید پوچھ گچھ کرنی پڑے گی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز" ۔۔۔ چند بار نمبر گھمانے کے بعد رابطہ قائم ہوتے ہی انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"چوہدری ٹرانسپورٹ کمپنی کا نمبر بتاؤ" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبا کر آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"چوہدری ٹرانسپورٹ کمپنی" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

www.urdukorner.com

"چیف ٹریفک انسپکٹر راحت بول رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ جناب۔ فرمایئے۔ حکم کیجیے جناب" ۔۔۔ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"منیجر سے بات کراؤ" ۔۔۔ عمران نے اسی لہجے میں کہا۔

"میں منیجر اسلم چوہدری بول رہا ہوں جناب۔ حکم فرمائیں ہم سے کوئی قصور ہو گیا ہے جناب۔ کہ آپ جیسے بڑے افسر کو فون کرنے کی تکلیف کرنی پڑی ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے بھیک مانگنے والے لہجے میں کہا گیا۔

"ایک ٹرک کے بارے میں رپورٹ ملی ہے کہ اس نے چونگی ناکے پر ٹریفک انسپکٹر کے اشارے کے باوجود ٹرک نہیں روکا۔ اور آگے نکل گیا ہے۔ انسپکٹر کا موٹر سائیکل درست کام نہ کر رہا تھا اس لئے اس نے مجھے رپورٹ دی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کس ڈرائیور میں یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ نہ رکے جناب۔ ہم تو ہمیشہ آپ کے خدمت گزار رہے ہیں اور ہم نے کبھی کالا دھندہ بھی نہیں کیا جناب" ۔۔۔ دوسری طرف سے منیجر کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور عمران نے کیپٹن شکیل کا بتایا ہوا ٹرک نمبر بتا دیا۔

"اوہ۔ اس کا ڈرائیور تو دانا ہاشم ہے جناب۔ انتہائی خدمت گزار آدمی ہے۔ آج تک اس کے متعلق شکایت نہیں ملی جناب" منیجر اسلم چوہدری کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ ٹرک کہاں جا رہا تھا اور اس پر کیا لدا ہوا ہے" ۔۔۔ عمران

نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"ایک منٹ جناب۔ میں بتاتا ہوں" ۔۔۔ منیجر اسلم نے کہا اور پھر کاغذ کھڑکھڑانے کی آوازیں آنے لگیں۔

"جی جناب۔ یہ ٹرک پتھر لاد کر گیا ہے جناب۔ پاکستا کے لئے جناب" ۔۔۔ اسلم نے کہا۔

"کون سے پتھر۔ عام پتھر یا ماربل پتھر" ۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر پوچھا۔

"نہیں جناب۔ یہ کوئی نیا سا نام ہے۔ ایک منٹ۔ جی ہاں جناب۔ ترجلیم لکھا ہوا ہے بلٹی پہ۔ ترجلیم پتھر اب مجھے تو معلوم نہیں جناب کہ یہ ترجلیم پتھر کیا ہوتا ہے۔ بہر حال ہے پتھر ہی" ۔۔۔ منیجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکش میں کہاں مال اترے گا" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جناب۔ بیوپاری ساتھ گیا ہے۔ اس لئے کچھ کہا نہیں جا سکتا جناب کہ کہاں مال اترے گا۔ استاد ہاشم خان واپس آئے گا تو بتا سکے گا۔ لیکن جناب آپ بے فکر رہیں۔ کوئی کالا دھندہ نہیں ہے جناب۔ پہلے بھی ہم یہ ترجلیم پتھر لوڈ کرتے رہے ہیں۔ پاکشتا کے لئے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کب کی بات ہے" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جناب۔ بیس پچیس روز پہلے کی ہو گی۔ اب مجھے پوری طرح یاد نہیں ہے۔ ہم نے پانچ سو کے قریب ٹرک لوڈ کئے تھے پھر اب اتنے دنوں بعد پھر ایک ٹرک لوڈ ہوا ہے" ۔۔۔ منیجر اسلم

www.urdukorner.com

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ استاد ہاشم واپس اڈے پر آئے گا یا کہیں اور جائے گا"۔ عمران نے پوچھا۔

"جناب وہ ٹرک کا مالک بھی ہے۔ ہمارے پاس تو کمیشن پر چلتا ہے۔ اب رات ہونے والی ہے اور کل صبح اس نے ایک اور پارٹی کی افسر نگر کے لئے بکنگ کر رکھی ہے۔ اس لئے جناب ہو سکتا ہے کہ رات وہ گھر پر ہی گزارے اور صبح اڈے پر آئے"۔۔۔ اسلم نے جواب دیا۔

"اس کا گھر کہاں ہے۔ پورا پتہ بتاؤ"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جناب وہ بالکل صاف آدمی ہے۔ آپ یقین کریں بڑا صاف آدمی ہے"۔۔۔ اسلم منیجر ڈرائیور کے گھر کا پتہ پوچھنے پر گھبرا گیا۔

"اگر صاف ہے تو ظاہر ہے کہ ہم نے اس سے کیا لینا ہے۔ اس لئے گھر کا پتہ بتانے میں کیوں جھجک رہے ہو۔ معمولی سی انکوائری تو بہر حال ضروری ہے"۔۔۔ عمران نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ اعظمی محلے میں رہتا ہے۔ استاد بوٹے کا تنور مشہور ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کا گھر ہے۔ اب وہاں مکان نمبر وغیرہ تو ہیں نہیں جناب۔ ویسے اگر آپ حکم کریں تو میں صبح اُسے ساتھ لے کر آپ کے دفتر میں حاضر ہو جاؤں"۔۔۔ منیجر اسلم نے کہا۔

"اوہ۔ اعظمی محلے میں رہتا ہے۔ پھر تو غریب آدمی ہوا۔ اور غریب آدمی نے کیا کالا دھندہ کرنا ہے۔ اگر کرتا تو کسی کالونی میں رہ رہا ہوتا۔ ٹھیک ہے۔ اب میری تسلی ہو گئی ہے اور کے"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ اب اس استاد ہاشم کو کور کرنا ہو گا۔ تب ہی اصل بات سامنے آئے گی"۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"پہلے ہمیں تو کچھ بتائیں کہ آخر اس کی اتنی کیا اہمیت ہے۔ کہ آپ یوں پریشان ہو گئے ہیں"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"کریگر کو تم سب تلاش کرتے رہے ہو ناں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن وہ تو نہیں ملا۔ اور چیف نے تلاش ہی ختم کر دینے کا آرڈر دے دیا ہے۔ مگر ترجیم پتھر سے کریگر کا کیا تعلق"۔۔۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ایک تو مسئلہ یہ ہے کہ تمہارا چیف تمہیں کچھ بتاتا ہی نہیں۔ یہ فرض بھی مجھے پورا کرنا پڑتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں جو سب کچھ بتا دیتا ہے۔ کیا یہ کافی نہیں ہے"۔۔۔ تنویر جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا تنک کر بول پڑا۔

"تنویر۔ تم خاموش رہو۔ عمران صاحب کی سنجیدگی بتا رہی ہے کہ معاملات انتہائی اہم ہیں۔ ہم تو ویسے ہی بحث میں الجھ رہے تھے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ خوش قسمتی سے کوئی اہم کلیو ہاتھ لگ گیا ہے"۔۔۔ صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر ہونٹ سکیڑ کر اور کندھے اچکا کر خاموش ہو گیا۔

"تمہارے چیف نے مجھے اور ٹائیگر کو باٹا شہر کے ساتھ ایک

www.urdukorner.com

قدیم ٹیلے کی طرف بھیجا تھا۔ جہاں آج کل گریٹ لینڈ کے ماہرین آثار قدیمہ کھدائی کر رہے ہیں۔ اسے سوراجیا کہتے ہیں۔ ان دونوں قدیم شہروں کے درمیان دریائے کانڈس پڑتا ہے۔ اور ایک قدیم اور خستہ سا پل بھی ہے۔ ہمارے چیف کو اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیا کے خلاف گریٹ لینڈ کا ایک نیا سیکشن کریگر سیکشن کوئی ایسا منصوبہ بروئے کار لا رہا ہے۔ جس کا تعلق کسی نہ کسی طرح سیلاب سے بنتا ہے۔ اس کریگر کے بارے میں تلاش کے دوران ایک اطلاع ملی کہ کریگر جیسا قد و قامت کا آدمی جو کہ گریٹ لینڈ کا ہی باشندہ ہے۔ سوراجیا میں دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ میں اور ٹائیگر وہاں گئے۔ لیکن وہاں واقعی آثار قدیمہ کی کھدائی ہو رہی ہے۔ وہ آدمی بھی وہاں موجود تھا۔ وہ چیف گارڈ تھا۔ اس کا نام برڈس تھا۔ اسے چیک کیا گیا وہ مشکوک نہ نکلا۔ چنانچہ ہم نے واپس آکر رپورٹ دے دی۔ کہ وہاں کریگر موجود نہیں ہے۔ اور ویسے بھی کریگر کی وہاں موجودگی کا کوئی سوال پیدا نہ ہوتا تھا۔ کہ وہاں دریائے کانڈس تو ہے لیکن کوئی بند وغیرہ نہیں ہے کہ یہ سمجھا جاتا کہ کریگر وہاں بند کو توڑ کر سیلاب لانے کے چکر میں ہو۔ یہاں بھی کہیں کریگر یا کوئی مشکوک آدمی نظر نہ آیا۔ چیف کے کہنے پر میں سپیشل ہیلی کاپٹر پر تمام بڑے دریاؤں کے سپر بندوں کی چیکنگ بھی کر آیا۔ کہیں کوئی مشکوک بات یا کوئی مشکوک حالات موجود نہ تھے۔ ویسے بھی بندوں پر فوج نگرانی کے لئے موجود ہے۔ اس لئے یہی سمجھا گیا کہ اطلاع غلط ملی ہے۔ لیکن اب تمہاری اس بات پر مسئلہ

یوں الجھ گیا ہے کہ باکشا یا سوراجیا یا اس کے ارد گرد کہیں کوئی ایسا کارخانہ یا ادارہ موجود نہیں ہے۔ جہاں یہ ترجبیم پتھر کام آتا ہو۔ یہ واقعی فولادی بھٹیاں بنانے کے کام آتا ہے اسے مخصوص کیمیکلز کے ساتھ اور پانی کے ساتھ ملا دیا جائے تو یہ ترجبیم پتھر اس قدر مضبوط ہو جاتا ہے کہ اس پر شاید ایٹم بم بھی اثر نہ کر سکے۔ تو پھر گریٹ لینڈ کے باشندے کی اس ٹرک ڈرائیور ہاشم سے گفتگو۔ کوڈ کا مشکوک لفظ۔ ترجبیم پتھر کی لوڈنگ اور باکشا اور سوراجیا کا حوالہ اور اب اس منیجر کی بات کہ بیس پچیس روز پہلے پانچ سو ٹرک ترجبیم باکشا پہنچائے گئے۔ یہ ساری باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ کوئی نہ کوئی ایسی گڑبڑ بہر حال ہو رہی ہے۔ جس کا ہمیں ابھی تک پتہ نہیں چل سکا اور نہ چل رہا ہے"۔۔۔ عمران نے پوری طرح وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"حالات واقعی مشکوک ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں جا کر اس ہاشم کی ہڈیوں سے بھی اصل راز اگلوا لوں گا"۔۔۔ تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ہم سب کو چلنا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات سامنے آجائے کہ ہمیں فوری اور تیز ایکشن لینا پڑے۔ کیونکہ اگر واقعی کسی منصوبہ پر کام ہو رہا ہے۔ اور اس منصوبے کا تعلق سیلاب سے ہے۔ تو کل ہی دریائے کانڈس میں سب سے خوفناک سیلابی ریلا گزرنے والا ہے"۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ چاروں دو

www.urdukorner.com

کار دوں میں بیٹھ کر دارالحکومت کے ایک متوسط رہائشی علاقے اعظمی محلے کے چوک پر پہنچ گئے۔ یہاں ایک سینما تھا۔ عمران نے کار سینما کی ایک تاریک سائیڈ پر روکی۔ اور پھر باقی ساتھیوں کو وہیں رکنے کا کہہ کر وہ تنویر کو ہمراہ لئے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ استاد بوٹے کے تنور پر پہنچ چکے تھے۔ واقعی استاد بوٹے کا تنور شیطان کی طرح مشہور تھا۔ یہ روٹی پکانے والے دو تنوروں پر مشتمل ایک دکان تھی۔ جس کے باہر ایک موٹے پیٹ اور سفید سر والا آدمی صرف واسکٹ اور دھوتی پہنے بیٹھا پکی پکائی روٹیاں فروخت کر رہا تھا۔ یہ استاد بوٹا تھا۔

"ٹرک ڈرائیور استاد ہاشم سے ملنا ہے" ــــ عمران نے اس استاد بوٹے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ساتھ لال رنگ کا دروازہ ہے۔ ابھی واپس آیا ہے استاد ہاشم۔ میں نے اُسے گھر جاتے دیکھا ہے" ــــ استاد بوٹے نے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی ہاتھ کے اشارے سے انہیں استاد ہاشم کا گھر بھی دکھا دیا۔ عمران سر ہلاتا ہوا مڑا اور استاد ہاشم کے گھر کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ لیکن اندر کی طرف ایک میلا سا پردہ لٹک رہا تھا۔ عمران نے دروازہ پر لگی ہوئی زنجیر بجائی تو ایک چھوٹا سا بچہ جس کے جسم پر صرف نیکر تھی ناک بہاتا باہر آ گیا۔

"استاد ہاشم تمہارا ابا ہے" ــــ عمران نے ذرا اونچی آواز میں اس بچے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا مقصد یہی تھا کہ اس کی آواز گھر کے اندر تک پہنچ جائے۔ اور وہی ہوا۔ دوسرے لمحے پردہ

ہٹا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس کے کاندھے پر رومال موجود تھا۔ اُسی رومال کے ایک کونے سے منہ صاف کرتا ہوا باہر آ گیا۔

"جی ہاں۔ میرا نام ہاشم ہے۔ فرمایئے" ــــ استاد ہاشم نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں عمران اور تنویر دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کچھ مال چیک کرانا تھا باکٹ کے لئے۔ ہمیں منیجر اسلم چوہدری نے بتایا ہے کہ آپ اس سارے علاقے کے واقف ہیں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ واقف تو ہوں مگر......" استاد ہاشم نے مبہم سے لہجے میں کہا۔

"آیئے۔ پھر آپ سے تفصیلی بات ہو جائے۔ ہمارا مال دو ماہ تک مسلسل سپلائی ہونا ہے۔ ہمیں صرف اعتماد والا آدمی چاہیے۔ معاوضے کی فکر نہ کریں۔ جتنا آپ کہیں گے مل جائے گا۔ بشرطیکہ مناسب ہو" ــــ عمران نے اُسی طرح نرم لہجے میں کہا

"آپ صبح آ جایئے اڈے پر۔ یہاں میرے پاس تو آپ کو بٹھانے کی بھی جگہ نہیں ہے" ــــ استاد ہاشم نے کچھ ہچکچاتے ہوئے انداز میں کہا۔ اصل میں عمران کے پیچھے کھڑے ہوئے تنویر کی شکل دیکھ کر وہ گھبرا رہا تھا۔ جس کے چہرے پر بے پناہ سختی کے آثار نمودار تھے۔

"ارے بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سیٹھ صاحب ادھر سینما کے پاس کار میں موجود ہیں۔ میں تو صرف ان کا کارندہ ہوں اور یہ ان کے

www.urdukorner.com

باڈی گارڈ ہیں۔ بس آپ سیٹھ صاحب کو شکل دکھا دیں۔ تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں۔ باقی کام تو ہم آپس میں کر ہی لیں گے" ــــ عمران نے آنکھ کا کونا دبا کر مخصوص انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اور استاد ہاشم کے چہرے پر بے اختیار اطمینان بھری مسکراہٹ رینگنے لگی۔ تنویر کے متعلق جب اسے معلوم ہو گیا کہ یہ سیٹھ کا باڈی گارڈ ہے۔ تو اس کا سارا خوف خود بخود دور ہو گیا۔ کیونکہ اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ یہ باڈی گارڈ ٹائپ لوگ فطری طور پر ہی سخت مزاج واقع ہوتے ہیں۔ اور عمران نے بھی اس کی نظریں بچاتے ہوئے بات کی تھی۔ تاکہ وہ پوری طرح مطمئن ہو جائے۔

" ٹھیک ہے۔ آیئے " ــــ استاد ہاشم نے باہر آتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ عمران کے ساتھ چلتا ہوا اسٹیما کی سائیڈ پر کھڑی کاروں کی طرف بڑھتے گئے۔

"کس قسم کا مال ہے جناب" ــــ استاد ہاشم نے چلتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

" کالا دھندہ نہیں ہے۔ فکر نہ کرو۔ اس کے باوجود اعتماد ضروری ہے" ــــ عمران نے کہا اور استاد ہاشم کے چہرے پر مزید اطمینان کے رنگ بکھر گئے۔

عمران نے جان بوجھ کر یہ الفاظ کہے تھے۔ کیونکہ گھر کی حالت دروازے سے نکلنے والے بچے کی حالت دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ استاد ہاشم کالے دھندے میں بہرحال ملوث نہیں ہے۔ ورنہ اس کی اپنی گھر کی اور اس کے بچے کی یہ حالت نہ ہوتی۔ کاریں چونکہ اندھیرے

میں کھڑی تھیں۔ اس لئے جیسے ہی استاد ہاشم کار کے نزدیک پہنچا عمران کا بازو الٹے انداز میں گھوما۔ اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک پوری قوت سے استاد ہاشم کی کنپٹی پر پڑا۔ استاد ہاشم کے حلق سے اوغ کی آواز نکلی اور وہ اچھل کر پہلو کے بل نیچے گرنے ہی لگا تھا۔ کہ دوسری طرف موجود تنویر نے اسے سنبھال لیا۔ اسی لمحے صفدر نے جو کار کے قریب کھڑا تھا۔ تیزی سے کار کا عقبی دروازہ کھولا۔ اور تنویر نے اپنے بازوؤں میں بے ہوش ہوتے استاد ہاشم کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر عقبی سیٹ پر پھینک دیا۔ اور خود بھی وہ اس کے ساتھ ہی اندر داخل ہو گیا۔ دوسرے لمحے دونوں کاریں تیزی سے سٹارٹ ہوئیں اور آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں آگے بڑھ گئیں۔ عمران نے کار کا رخ رانا ہاؤس کی طرف موڑ دیا۔ تاکہ وہاں اطمینان سے استاد ہاشم سے پوچھ گچھ کی جا سکے۔

تھوڑی دیر بعد استاد ہاشم ایک کرسی پر بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اور عمران کے ساتھ تنویر، صفدر، کیپٹن شکیل کے علاوہ جوزف اور جوانا بھی کھڑے تھے۔

" ہوش میں لاؤں اسے۔ اور شروع کروں پوچھ گچھ" ــــ تنویر نے بڑے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ یہ شریف اور مزدور آدمی ہے۔ کوئی مجرم نہیں ہے۔ اور اتنے لمبے تڑنگے آدمیوں کو دیکھ کر تو اس کا دم ویسے ہی نکل جائے گا۔ اس لئے کسی تشدد کے بغیر ہی یہ سب کچھ اگل دے گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے کرسی پر بندھے

www.urdukorner.com

بیٹھے استاد ہاشم کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا چند
لمحوں بعد اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو عمران ہاتھ چھوڑ کر
پیچھے ہٹ گیا۔ عمران استاد ہاشم کے سامنے کھڑا تھا۔ جب کہ
اس کے باقی ساتھی کرسی کے سامنے ایک نیم دائرے کی صورت
میں کھڑے تھے۔ چند لمحوں بعد استاد ہاشم کی آنکھیں ایک جھٹکے
سے کھلیں اور اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی۔

"کک۔ کک۔ کون۔ کون ہو تم" ۔۔۔ استاد ہاشم کی
آنکھوں میں جیسے ہی شعور کی چمک ابھری۔ اس نے سامنے کھڑے
عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے انتہائی خوفزدہ لہجے
میں کہا۔

"استاد ہاشم۔ مجھے معلوم ہے کہ تم ایک شریف آدمی ہو اور
مزدور ہو۔ کسی غلط دھندے میں ملوث نہیں ہو۔ لیکن تم نے نہ
جانتے ہوئے ایک ایسے جرم میں تعاون کیا ہے کہ جس سے پورے
ملک میں تباہی آسکتی ہے۔ لاکھوں، کروڑوں بے گناہ افراد مر
سکتے ہیں۔ جن میں تم خود بھی شامل ہو سکتے ہو۔ اور تمہارے بچے
بھی۔ اس لئے اگر تم واقعی بے گناہ ہو تو جو کچھ میں پوچھوں سچ سچ
بتا دو۔ لیکن یہ یاد رکھنا کہ بہت سے حالات ہم جانتے ہیں اور تم سے
صرف اس لئے پوچھیں گے کہ کہیں تم جھوٹ تو نہیں بول رہے۔ اور
اگر تم نے ایک لفظ بھی جھوٹ بولا تو تم ان لوگوں کو اچھی طرح دیکھ
لو۔ انسانی ہڈیاں توڑنے کے یہ انتہائی ماہر ہیں اور تمہارے جسم
میں موجود ساری ہڈیاں توڑنے کے لئے بے چین بھی ہیں" ۔۔۔ عمران

نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم۔ میں بے گناہ ہوں۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔
میں تو ڈرائیور ہوں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے" ۔۔۔ استاد ہاشم
کا چہرہ خوف کی شدت سے ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔ اور
آنکھیں ابل کر حلقوں سے باہر آنے کے لئے بے چین ہو رہی تھیں۔

"ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی استاد ہاشم۔ تم نے ترجلیم پتھر
سے لدا ہوا ٹرک پاکیشیا پہنچایا ہے ناں" ۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں
کہا۔

"ہاں ہاں۔ پہنچایا ہے۔ ابھی وہیں سے تو فارغ ہو کر گھر آیا تھا
مگر......" استاد ہاشم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیکن
اب اس کے چہرے پر خوف کے ساتھ ساتھ حیرت کے بھی تاثرات
نمایاں تھے۔

"یہ ترجلیم پتھر پاکیشیا کے خلاف ایک خوفناک جرم کے لئے
لے جایا گیا ہے۔ اس لئے تم پوری تفصیل سے بتاؤ کہ تم نے پہلے کہاں
یہ پتھر پہنچایا ہے۔ اور اب کہاں پہنچایا ہے۔ کن لوگوں نے تمہیں
سپلائی کے لئے کہا۔ اور کیا کیا کوڈ طے ہوئے تھے" ۔۔۔ عمران
نے سخت لہجے میں کہا۔

"جج۔ جناب مجھے تو معلوم نہیں کہ پتھر بھی جرم کر سکتے ہیں جناب
وہ تو پتھر ہیں۔ بیس پچیس روز پہلے ایک غیر ملکی ہمارے اڈے
کے منیجر سے ملا۔ اس نے کہا کہ اس نے دار میر قصبے کے گوداموں
سے پتھر پاکیشیا پہنچانے ہیں۔ اس نے معاوضہ ہماری مرضی کا دیا۔ چنانچہ

www.urdukorner.com

پچیس ٹرک روزانہ کے لئے اڈے سے بک کر دیئے گئے۔ جس میں
میرا ٹرک بھی تھا۔ میں چونکہ سب ڈرائیوروں سے بڑا ہوں اور ٹرک
بھی میرا اپنا ہے۔ اس لئے وہ مجھ سے ہی بات چیت کرتے تھے انہوں
نے باکشا کے کھنڈرات کے قریب ایک وسیع میدان میں ان
پتھروں کو ڈھیر کرنا شروع کر دیا۔ ہمیں انہوں نے کہا کہ ہم رات کو
بھی سپلائی دیں گے اور وہاں ہمارے آدمی موجود ہوں گے۔ ہم
ٹرک باکشا سے دو کلومیٹر دور درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس روک
دیں گے۔ دور سے جب ہم تین بار ٹارچ چمکتی دیکھیں تو ٹرک آگے
لے جائیں۔ اس سے پہلے نہیں۔ اور جب ہم اس میدان میں پہنچیں
گے تو وہاں دو آدمی موجود ہوں گے۔ جن میں سے ایک ہمارے پاس
آکر پوچھے گا کہ پتھر کس سائز کے ہیں تو ہم اُسے جواب دیں گے۔ کہ
پتھروں کا کوئی سائز نہیں ہوتا۔ پھر وہ ہمیں آگے لے جائے گا۔ اور
جہاں وہ کہے گا ہم نے وہاں پتھر ان لوڈ کر دینے ہیں اور واپس
چلے جانا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا بھی تھا کہ آخر پتھر لے جانے
کے لئے وہ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ
یہاں فولادی بھٹیاں بنانے کا ایک اور کارخانہ بھی بننے والا ہے۔
اور ہم نہیں چاہتے کہ انہیں معلوم ہو سکے کہ ہم نے پتھروں کی
سپلائی شروع کر دی ہے۔ تاکہ ہمارا کارخانہ ان سے پہلے
شروع ہو جائے۔ اس طرح وہ جب ہمارا کارخانہ چالو دیکھیں گے
تو اپنا کارخانہ لگانے کا ارادہ ختم کر دیں گے۔ ورنہ ہو سکتا ہے
کہ وہ ہم سے پہلے کارخانہ چالو کر دیں اور ہمیں کام روکنا پڑے۔

اس پر ہم مطمئن ہو گئے۔ پچیس ٹرک روز کے حساب سے تقریباً پانچ سو
ٹرک وہاں گئے۔ اس کے بعد ہمیں روک دیا گیا۔ پھر آج وہی غیر ملکی
اڈے پر آیا تو میں وہاں موجود تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ فوری طور
پر ایک ٹرک پہنچانا ہے۔ جس پر میں تیار ہو گیا۔ وہ میرے ساتھ
دادمیر کے سٹور پر گیا۔ وہاں ایک ٹرک کا ہی مال موجود تھا۔ اس
کے آدمی وہاں موجود تھے۔ ٹرک لوڈ ہوا۔ اور وہ میرے ساتھ بیٹھ
کر دارالحکومت کے بیرونی چنگی ناکے تک آیا۔ اس نے بتایا کہ کوڈ
وہی پرانا ہو گا۔ میں چونکہ پہلے سے جانتا تھا۔ اس لئے مجھے زیادہ
بتانے کی ضرورت نہ تھی۔ جب میں وہاں درختوں کے جھنڈ کے پاس
پہنچا تو ویسے ہی دور سے تین بار ٹارچ جلائی گئی۔ اور میں ٹرک اس
میدان میں لے گیا۔ ایک غیر ملکی نے اُسی طرح مجھ سے بات کی۔ پھر
ٹرک وہیں میدان میں ہی ان لوڈ کیا گیا۔ اور میں واپس آ گیا۔ ٹرک
چونکہ بارشوں کی وجہ سے خاصا خراب ہو رہا تھا۔ اور صبح میں نے دور
جانا تھا۔ اس لئے میں اسے سروس اسٹیشن پر چھوڑ کر اپنے گھر آ گیا جہاں
سے آپ مجھے یہاں لے آئے ہیں"۔۔۔ استاد ہاشم نے پوری
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہاں میدان میں کتنے غیر ملکی موجود تھے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"دس بارہ ہوں گے۔ ان کے پاس مخصوص قسم کے بیلچے تھے۔ ان
سے انہوں نے آدھے گھنٹے میں ٹرک ان لوڈ کر لیا۔ اور میں واپس
آ گیا"۔۔۔ استاد ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میدان میں تمہیں ان پتھروں کو لاد کر کہیں اور لے جانے کے لئے

www.urdukorner.com

ٹرالیاں وغیرہ نظر آئی تھیں "۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" نہیں جناب۔ ویسے بھی آسمان پر گھرے بادل تھے۔ اور دور دور تک کوئی روشنی نہ تھی۔ یہ پتھر اتارنے والا کام بھی گھپ اندھیرے میں ہوتا رہا "۔۔۔ استاد ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ میدان کھنڈرات سے کس طرف ہے۔ اور جہاں مال اتارا گیا تھا وہاں سے کھنڈرات کتنی دور ہیں "۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" جناب جہاں پکی سڑک ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں سے دائیں طرف ایک کچا راستہ جاتا ہے۔ یہ راستہ کھنڈرات کے شمال میں گھومتا ہوا پہاڑوں کے پاس تک چلا جاتا ہے۔ کھنڈرات کے بعد پہاڑوں تک میدان ہی میدان ہے۔ اور مال پہلے بھی اور اب بھی پہاڑوں کے قریب ہی اتارا گیا ہے "۔۔۔ استاد ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" داد میر قصبے میں کس جگہ گودام ہیں۔ جہاں سے تم نے مال اٹھایا تھا "۔۔۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا اور جواب میں استاد ہاشم نے پوری تفصیل سے پتہ بتا دیا۔

" او کے۔ استاد ہاشم تم نے سب کچھ سچ بتا دیا ہے۔ اس لئے تم ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رہے ہو۔ لیکن اب ایک اور بات سن لو اگر تم نے کسی کو بھی یہ بات بتائی کہ تم سے ہم نے پوچھ گچھ کی ہے۔ تو پھر تم دنیا کے کسی بھی خطے میں پہنچ جاؤ۔ عبرت ناک موت تمہارا مقدر بن جائے گی "۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" جناب۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ کسی سے کچھ نہیں کہوں گا "۔

استاد ہاشم نے جلدی سے کہا۔

" او۔ کے۔ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسے اس سینما کے قریب چھوڑ آؤ "۔۔۔ عمران نے مڑ کر کیپٹن شکیل سے کہا۔ اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے اس طرح ہاتھ ہلایا جیسے جیب سے کوئی پٹی نکالنا چاہتا ہو۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور استاد ہاشم کی کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹا اور استاد ہاشم چیخ مار کر ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا۔

" جوزف۔ تم اسے کار میں ڈالو اور اعظمی محلے کے آغاز میں جو سینما آتا ہے وہاں کسی تاریک جگہ پر لٹا آؤ۔ جب اسے ہوش آئے گا تو خود بخود اٹھ کر گھر چلا جائے گا "۔۔۔ عمران نے اب جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا کرسی پر بے ہوش پڑے ہاشم کی طرف بڑھ گیا۔

" آؤ ہمیں اب فوری طور پر اس میدان کا جائزہ لینا ہو گا "۔۔۔ عمران نے صفدر اور دوسرے ساتھیوں سے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

" لیکن اس پتھر سے آخر وہاں کیا جرم ہو رہا ہے۔ یہ بات تو اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی "۔۔۔ صفدر نے عمران کے پیچھے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

" سمجھ میں تو میرے بھی نہیں آ رہا۔ لیکن بہرحال کچھ نہ کچھ وہاں ہو ضرور رہا ہے "۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ دو کاروں میں بیٹھے رانا ہاؤس سے نکل کر باکشک کے کھنڈرات کی

www.urdukorner.com

طرف بڑھے چلے جا رہے تھے ۔

سرنگ کے اندر ہالوڈال مشن پوری تیز رفتاری سے تکمیل کے مراحل طے کر رہا تھا ۔ اس وقت سرنگ کے اندر بلیو لائن کے انجینئر اور کمربگر سیکشن کے آدمی موجود تھے ۔ کیونکہ سر ہنری فریڈ اپنی پوری ٹیم سمیت کھدائی کا کام ختم کر کے دارالحکومت واپس چلے گئے تھے ۔ باہر موجود مشینری بھی دارالحکومت شفٹ کر دی گئی تھی ۔ اس لئے سرنگ کے باہر ویرانی سی ویرانی تھی ۔ دفتر اور رہائشی بیرکیں خالی پڑی ہوئی تھیں ۔ ان میں موجود تمام سامان بھی شفٹ کر دیا گیا تھا ۔ طے یہ کیا گیا تھا کہ کمربگر سیکشن اور بلیو لائن سیکشن سرنگ میں رہ کر رات کو کام مکمل کرے گا اور صبح سر ہنری فریڈ ویگنیں بھیجیں گے ۔ جس پر سوار ہو کر وہ دارالحکومت پہنچ جائیں گے ۔ اور پھر دوپہر کے وقت وہ سب چارٹرڈ جہازوں کے ذریعے گریٹ لینڈ کی طرف پرواز

کر جائیں گے ۔ کل دوپہر کے قریب سیلاب بھی اپنے پورے زور پر ہو گا ۔ اس لئے جب ایئرپورٹ پہنچ کر وائرلیس چارجر کا بٹن آن ہو گا تو ہالوڈال اہم کو دریا کا راستہ روک دے گی تو پھر خوف ناک سیلاب خوف ناک تباہیاں مچانا شروع کر دے گا ۔ اس طرح ان کا مشن حتمی طور پر کامیاب ہو جائے گا ۔ اور پاکیشیا حکومت کو نہ صرف کاشیر کا مسئلہ بھول جائے گا ۔ بلکہ اس کو ملک کی بقا کے بھی لالے پڑ جائیں گے ۔ کمربگر نے اپنے دس ساتھیوں میں سے چار کو حفظ ماتقدم کے طور پر پاکث کھنڈرات کی طرف پہاڑی چٹانوں پر بٹھایا ہوا تھا ۔ جب کہ چار ساتھی سوراجیا ٹیلے کے پیچھے پہاڑوں پر موجود تھے ۔ ان کے پاس نائٹ ٹیلی سکوپس اور فکسڈ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر بھی موجود تھے ۔ گو کسی قسم کا کوئی خطرہ دور دور تک نظر نہ آتا تھا ۔ لیکن کمربگر نے اپنی محتاط طبیعت کی وجہ سے یہ انتظامات کئے تھے تاکہ کسی بھی ہنگامی صورت حال میں اس خطرے سے نمٹا جا سکے ۔ ان آٹھوں کے علاوہ باقی دو افراد سرنگ کے سوراجیا والے دہانے پر موجود تھے تاکہ اگر کوئی خطرہ وغیرہ ہو تو سپاٹ چٹان کی مدد سے سرنگ کا دہانہ فوری طور پر بند کیا جا سکے ۔ جب کہ کمربگر مشن سپاٹ پر ایک کرسی پر اطمینان سے بیٹھا پاکیشیا کی تباہی کا سامان تکمیل پذیر ہوتے دیکھ رہا تھا ۔ بلیو لائن کے آدمی مسلسل کام میں مصروف تھے ۔ جب کہ چیف انجینئر رابرٹ ادھر ادھر دوڑ کر اپنے آدمیوں کو خصوصی ہدایات دے رہا تھا ۔ پوری سرنگ فلور اسینٹ ٹیوبوں کی مدد سے دن کی طرح روشن ہو رہی تھی ۔ اور مشینوں کی تیز دھمک کی وجہ سے پوری سرنگ کی زمین اور دیواریں لرز رہی تھیں ۔ اچانک کمربگر کی جیب میں موجود

www.urdukorner.com

ٹرانسمیٹر سے کال آنی شروع ہو گئی۔ اور کریگر نے بُری طرح چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ اس وقت کسی کال کے آنے پر اُسے بے حد حیرت ہو رہی تھی۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ جیمز کالنگ اوور" ۔۔۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر سے جیمز کی آواز سنائی دی۔ اور کریگر کی حیرت میں اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ جیمز باکٹ کھنڈرات کی طرف پہاڑوں میں موجود تھا۔

"یس۔ کریگر اٹنڈنگ۔ کیا بات ہے اوور" ۔۔۔ کریگر نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ دو کاریں انتہائی تیز رفتاری سے دارالحکومت کی طرف سے آتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں اوور" ۔۔۔ جیمز نے کہا۔

"اس وقت۔ اس وقت کھنڈرات کی طرف آنے کا کیا مطلب ہوا اوور" ۔۔۔ کریگر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اسی لئے تو میں نے کال کیا ہے۔ کہ یہ کاریں مجھے مشکوک لگ رہی ہیں اوور" ۔۔۔ جیمز نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چیک کرتے رہو۔ لیکن کسی قسم کی مداخلت نہ کرنا ہاں۔ اگر وہ کھنڈرات میں سرنگ کے دہانے کی طرف جانے لگیں تو مجھے فوراً کال کرنا اوور" ۔۔۔ کریگر نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور کریگر نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"کیا بات ہے مسٹر کریگر۔ کس کی کال تھی" ۔۔۔ رابرٹ نے تیزی

سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں ہے۔ آپ اپنا کام جاری رکھیں" ۔۔۔ کریگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اُسی لمحے رابرٹ کے کسی آدمی نے اُسے آواز دی تو وہ اس کی طرف واپس پلٹ گیا۔ تقریباً پانچ چھ منٹ بعد دوبارہ کال آئی اور کریگر نے جلدی سے گود میں رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"جیمز کالنگ اوور" ۔۔۔ جیمز کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے اوور" ۔۔۔ کریگر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"باس۔ دونوں کاریں سیدھی اس جگہ آ کر رکی ہیں۔ جہاں ٹرکوں سے مال اتارا جاتا رہا ہے۔ ان میں سے چار آدمی اترے ہیں اور وہ ٹارچوں کی مدد سے اس ساری جگہ کا معائنہ کر رہے ہیں ان چاروں کے ہاتھوں میں مشین گنیں بھی نظر آ رہی ہیں اوور" ۔۔۔ جیمز نے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں تو جیسے سپلائی کا پتہ لگ گیا ہے۔ لیکن وہ وہاں سے کوئی اندازہ نہیں لگا سکیں گے۔ سر ہنری فریڈ کا خیال تھا کہ ٹرک کو سیدھا سوراجیلے آیا جائے اور مال یہاں اتارا جائے۔ لیکن میں نے احتیاط کے پیش نظر ایسا نہیں کیا۔ ورنہ یہ لوگ سیدھے ہمارے سروں پر پہنچ جاتے اوور" ۔۔۔ کریگر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ چاروں ہماری زد میں ہیں۔ اگر حکم کریں تو چاروں کو مار گراؤں اوور" ۔۔۔ جیمز نے کہا۔

www.urdukorner.com

"احمق ہو گئے ہو تم۔ نانسنس۔ ان چاروں کی ہلاکت سے مسئلہ ختم نہیں ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے ان کے پیچھے اور لوگ آ رہے ہوں اور ان کے مرتے ہی اس سارے علاقے کو گھیر لیا جائے گا۔ خاموش بیٹھے رہو۔ ہاں اگر یہ کھنڈرات میں اس طرف جائیں جہاں دہانہ ہے تو مجھے بتانا اوور اینڈ آل"۔۔۔ کریگر نے تیز لہجے میں جیمز کو جھاڑ پلاتے ہوئے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات اور زیادہ نمایاں ہو گئے تھے۔ لیکن اُسے یقین تھا کہ یہ لوگ اس مال کی وجہ سے یہاں تک کسی طور نہ پہنچ سکیں گے۔ کیونکہ مال وہاں اتار کر اس ٹرک کے جانے کے بعد دوبارہ ویگنوں میں لادا گیا تھا۔ اور پھر یہ ویگنیں واپس جا کر دارالحکومت کے قریب پل پار کر کے ایک لمبا چکر کاٹ کر سوراجیا آئے تھے۔ کیونکہ درمیان سے قدیم اور خستہ پل کا سیلاب کی وجہ سے ایک بڑا حصہ ٹوٹ چکا تھا۔ اس لئے وہ ناقابل استعمال تھا۔ حالانکہ رابرٹ اور سرہنری فریڈ دونوں کا بھی یہی کہنا تھا کہ مال کو کھنڈرات والا دہانہ کھول کر براہِ راست سرنگ کے اندر لے آیا جائے۔ لیکن کریگر نے انکار کر دیا تھا۔ اب اگر ایسا کیا جاتا تو ظاہر ہے پتھروں کے گرنے کی وجہ سے یہ لوگ سراغ لگاتے ہوئے سیدھے اس دہانے تک پہنچ جاتے۔ جب کہ اب انہیں کسی قسم کا کوئی سراغ نہ مل سکتا تھا۔ کھنڈرات والے دہانے کی بات بھی کریگر نے صرف اس لئے جیمز سے کی تھی کہ یہ لوگ اگر ادھر جاتے ہیں تو فوری طور پر مشینری اور لائٹیں بند کر دی جائیں گی۔ اس طرح مشینری کی دھمک اور لائٹ کی وجہ سے وہ لوگ

سرنگ کا سراغ نہ لگا سکیں گے۔

تقریباً دس منٹ تک ٹرانسمیٹر خاموش رہا۔ لیکن پھر اس پر کال آ گئی۔

"جیمز کالنگ اوور"۔۔۔ جیمز کی آواز سنائی دی۔

"یس اوور"۔۔۔ کریگر نے اپنا نام بتائے بغیر جلدی سے کہا۔

"باس وہ لوگ اب کھنڈرات کی طرف جا رہے ہیں اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے جیمز نے کہا۔

"او۔کے اوور اینڈ آل"۔۔۔ کریگر نے جلدی سے کہا۔ اور پھر اس نے چیخ کر رابرٹ کو مشینیں اور لائٹیں فوری طور پر بند کرنے کا حکم دینا شروع کر دیا۔

"کیوں۔ کیا ہوا"۔۔۔ رابرٹ نے حیران ہو کر کہا۔

"جلدی کرو۔ دشمن ایجنٹ سرنگ کے دہانے کی طرف جا رہے ہیں۔ اگر انہوں نے مشینوں کی دھمک اور لائٹ دیکھ لی تو سارا مشن فیل ہو جائے گا"۔۔۔ کریگر نے انتہائی غصے کے عالم میں چیختے ہوئے کہا۔ اور رابرٹ یہ سنتے ہی چیخ چیخ کر اپنے آدمیوں کو احکامات دینے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی تمام مشینیں ایک ایک کر کے ساکت ہو گئیں اور اس کے بعد ایک جھماکے سے تمام لائٹیں بھی بجھ گئیں اور سرنگ میں گھپ اندھیرا چھا گیا۔ اور ساتھ ہی موت جیسی خاموشی بھی۔ آدھے گھنٹے سے بھی زیادہ وقت اسی طرح گزر گیا۔ تو ٹرانسمیٹر کال آئی۔ اور کریگر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"جیمز کالنگ اوور"۔۔۔ جیمز کی آواز سنائی دی۔

www.urdukorner.com

" یس ۔ کیا رپورٹ ہے اوور" ___ کریگر نے تیز لہجے میں پوچھا ۔

" باس ۔ وہ کھنڈرات میں کافی دیر گھومنے پھرنے کے بعد اب باہر آگئے ہیں اور اپنی کاروں کی طرف بڑھ رہے ہیں اوور" ___ جیمز نے جواب دیا ۔

" جب کاریں واپس جائیں ۔ پھر اطلاع دینا اوور اینڈ آل" ___ کریگر نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا ۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا پھر تقریباً سات آٹھ منٹ بعد جیمز کی دوبارہ کال آئی اور اس نے کاروں کے واپس جانے کی اطلاع دی تو کریگر نے چیخ کر لائٹیں دوبارہ آن کرنے اور مشینری چلانے کا حکم دے دیا ۔ چند لمحوں بعد سرنگ دوبارہ فلوراسینٹ ٹیوبوں کی روشنی سے جگمگا اٹھی اور اس کے بعد ایک ایک کر کے تمام مشینیں دوبارہ کام کرنے لگ گئیں

" یہ کون دشمن ایجنٹ تھے کریگر" ___ رابرٹ نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا اور کریگر نے اُسے اب تک پیش آنے والے واقعات تفصیل سے بتا دیئے ۔

" اوہ اس کا مطلب ہے کہ اگر ٹرک یہاں ڈائریکٹ لایا جاتا تو یہ لوگ عین ہمارے سروں پہ پہنچ جاتے ۔ تم واقعی دوربین آدمی ہو مسٹر کریگر" ___ رابرٹ نے کہا ۔ اور کریگر مسکرا دیا ۔

" ابھی مجھے خطرہ ہے کہ یہ لوگ لازماً ادھر سوراجیا کی طرف بھی چیکنگ کے لئے آئیں گے ۔ لیکن تم فکر نہ کرو ۔ ہمارا مشن ہر صورت میں مکمل ہوگا اور پاکیشیا کی تباہی ہمارے ہی ہاتھوں مقدر ہو چکی ہے" ___ کریگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ

ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا ۔

" ہیلو ہیلو ___ کریگر کالنگ راکسن اوور" ___ کریگر نے بار بار کال دینی شروع کر دی ۔

" یس ۔ راکسن کالنگ اوور" ___ چند لمحوں بعد ایک آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی ۔ یہ راکسن اس گروپ کا انچارج تھا جو سوراجیا ٹیلے کے پیچھے موجود پہاڑوں میں نگرانی کے لئے موجود تھا ۔ جیمز کی طرح اس کے پاس بھی نائٹ ٹیلی سکوپ ٹرانسمیٹر موجود تھا ۔ اور چونکہ یہ فکسڈ فریکونسی کا ٹرانسمیٹر تھا ۔ اس لئے ظاہر ہے جیمز اور کریگر کے درمیان ہونے والی گفتگو ساتھ ساتھ راکسن بھی سنتا رہا ہو گا ۔

" راکسن ۔ جیمز اور میری گفتگو تو تم نے سنی ہو گی ۔ اس لئے تمہیں حالات کا علم ہو گا اوور" ___ کریگر نے کہا ۔

" یس باس ۔ لیکن یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں اور انہیں کیسے یہاں کا کلیو ملا ہو گا اوور" ___ راکسن نے کہا ۔

" ظاہر ہے ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا انٹیلی جنس کے لوگ ہوں گے اور انہیں ٹرک پہ کوئی شک پڑا ہو گا ۔ جس کے لئے وہ یہاں آئے ہیں ۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ دارالحکومت کے قریب موجود دریا کا بڑا پل کراس کر کے یہاں سوراجیا بھی چیکنگ کے لئے آئیں ۔ اس لئے اب تم نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے ۔ اور یہ بھی سن لو کہ جیمز کی طرح تم نے بھی کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کرنی ۔ سمجھ گئے اوور" ___ کریگر نے تیز لہجے میں کہا ۔

www.urdukorner.com

"یس باس اوور" ___ راکسن نے جواب دیا۔ اور کریگر نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

مشن پر کام اب آخری مراحل میں تھا۔ اور اب اسے وائرلیس چارجر کی مدد سے آپریٹ کرنے کے انتظامات تیزی سے مکمل کئے جا رہے تھے۔ کریگر خاموش بیٹھا کام ہوتے دیکھتا رہا۔ پھر تقریباً چالیس پینتالیس منٹوں کے بعد یک لخت ٹرانسمیٹر بول پڑا۔ اور کریگر نے چونک کر گود میں رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ___ راکسن کالنگ اوور" ___ راکسن کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس ___ کیا رپورٹ ہے اوور" ___ کریگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"باس۔ دو کاریں سوراجیا ٹیلے کی طرف بڑھ رہی ہیں میں انہیں دور سے آتا دیکھ رہا ہوں اوور" ___ راکسن نے کہا۔

"او۔ کے۔ جب یہ آکر اور چیکنگ کے بعد چلی جائیں پھر کال کرنا۔ اوور اینڈ آل" ___ کریگر نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ اٹھا اور بھاگتا ہوا سرنگ کے اس دہانے کی طرف بڑھنے لگا جو سوراجیا ٹیلے کے قریب تھا۔ وہاں اس کے دو آدمی موجود تھے۔ لیکن ان کے پاس ٹرانسمیٹر نہ تھا۔ لیکن یہ دہانہ قریب تھا۔ اس لئے کریگر دوڑتا ہوا جلد ہی وہاں پہنچ گیا۔

"دہانہ بند کر دو۔ جلدی کرو" ___ کریگر بھی ان کے ساتھ

شامل ہو گیا۔ اور چند لمحوں بعد انہوں نے چٹان کی مدد سے دہانہ بند کر دیا۔ اور پھر واپس دوڑتا ہوا مشن سپاٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ایک بار پھر اس نے مشینیں بند کرنے اور لائٹیں بجھا دینے کا حکم دیا اور چند لمحوں بعد مشینیں ساکت ہو گئیں اور لائٹیں بجھا دی گئیں۔

"کوئی آدمی کسی قسم کی حرکت نہ کرے اور نہ ہی کوئی آواز پیدا ہو" کریگر نے چیخ کر کہا۔ اور دوڑتا ہوا واپس اپنے آدمیوں کے پاس دہانے کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے انہیں یہاں دہانے سے کافی اندر آکر رکنے اور بالکل ساکت رہنے کے لئے کہا۔ اُسے خدشہ تو تھا کہ کہیں اس چٹان کو ہٹانے کی کوشش نہ کی جائے۔ کیونکہ اس نے پروفیسر راشد حسین کو اس چٹان میں خاصی دلچسپی لیتے دیکھا تھا۔ لیکن یہ چٹان ڈبل تھی۔ اس لئے اوپر والی چٹان زور لگانے سے ہٹ جاتی تھی جب کہ نیچے عام سی چٹان رہ جاتی تھی جسے وہ زمین سمجھ سکتے تھے۔

"اس چٹان کے نیچے زمین تک بڑے بڑے پتھر لگا دو۔ جلدی کرو۔ سائیڈوں میں ڈھیر موجود ہیں" ___ اچانک کریگر نے ایک خیال آتے ہی کہا۔ اُسے خیال آگیا تھا۔ کہ اگر اوپر والی چٹان ہٹانے کے بعد انہوں نے دوسری تہہ پر پیر مارے تو انہیں نیچے موجود خلا کا پتہ چل جائے گا۔ اس لئے اس نے اس خلا کو فوری طور پر پُر کر دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اندھیرے میں اب انہیں کافی نظر آنے لگ گیا تھا۔ اور دہانے کے قریب ہی سرنگ کی دونوں

www.urdukorner.com

سائیڈوں پر بڑے بڑے پتھر موجود تھے۔ سرنگ کے دہانے کے قریب بلندی بھی کچھ زیادہ نہ تھی۔ جب کہ آگے جا کر وہ گہری ہوتی تھی۔ اس لئے ان تینوں نے بڑے بڑے پتھر اٹھا کر دہانے کی چٹان کے نیچے رکھنے شروع کر دیئے۔ دس منٹ برق رفتاری سے کام کرنے کے بعد آخر کار انہوں نے چٹان سے نیچے زمین پر پتھروں کی باقاعدہ بنیاد کھڑی کر دی۔ اب اوپر سے چٹان پر پیر مارنے سے نیچے خلا کا احساس نہ ہو سکتا تھا۔ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کی وجہ سے چونکہ وہ تینوں ہی بُری طرح ہانپ رہے تھے، اس لئے وہ تینوں دہانے سے کافی پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے، تاکہ ان کے سانسوں کی آواز بھی باہر نہ جا سکے۔ سرنگ میں اندھیرے کے ساتھ ساتھ موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ پھر کچھ دیر بعد انہیں اوپر سے ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے کچھ لوگ مل کر دہانے کی اوپر والی چٹان ہٹا رہے ہوں اور کریگر کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس نے بے اختیار جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پسٹل باہر نکال لیا۔ لیکن یہ اس کی اضطراری حرکت تھی۔ کچھ دیر بعد باہر ایک ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا۔ اور کریگر سمجھ گیا۔ کہ چٹان کا اوپر والا حصہ اٹھا کر ایک طرف پھینکا گیا ہے۔ اب اس مشن کا نازک ترین پوائنٹ آ گیا تھا۔ لیکن کریگر فیصلہ کر چکا تھا کہ اگر یہ لوگ اندر آئے تو انہیں قتل کر کے وہ فوری طور پر باہر نکل کر ہالووال کو اوپر کر دے گا۔ پھر وہ دوسرے روز دوپہر تک کا انتظار نہ کرے گا۔ کیونکہ اب بھی سرنگ کے اوپر

بہتا ہوا دریا خاص طوفانی تھا۔ پھر ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ جیسے دہانے کے اوپر دو افراد کھڑے زور زور سے پیر مار رہے ہوں۔ لیکن یہ آوازیں چند لمحوں تک سنائی دیں۔ اور پھر ختم ہو گئیں۔ اس دوران لاشعوری طور پر کریگر سانس لینا بھی بھول گیا تھا۔ جب یہ آوازیں ختم ہوئیں تب بے اختیار کریگر نے ایک طویل سانس لیا۔ اطمینان بھرا طویل سانس۔ اور پھر تقریباً دس پندرہ منٹ بعد ٹرانسمیٹر کی کال آ گئی۔ اور کریگر کی آنکھیں اندھیرے میں ہی مسرت کی وجہ سے جگنوؤں کی طرح چمکنے لگیں۔ اس نے جلدی سے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور دوسری جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو ہیلو — راکسن کالنگ اوور" — راکسن کی آواز خاموشی میں بے حد واضح سنائی دے رہی تھی۔

" یس۔ کریگر اٹینڈنگ یو اوور" — کریگر نے تیز لہجے میں کہا۔

" باس وہ لوگ کاروں میں بیٹھ کر واپس جا رہے ہیں اوور" — راکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پوری تفصیل بتاؤ۔ وہ یہاں کیا کیا کرتے رہے ہیں اوور" — کریگر نے کہا۔

" باس۔ انہوں نے براہِ راست ٹیلے کے قریب آ کر کاریں روکیں اور پھر نیچے اتر کر وہ ادھر ادھر گھومتے رہے۔ انہوں نے دفاتر اور بیرکیں بھی چیک کیں۔ اس کے بعد وہ دہانے کی طرف آئے۔ پہلے تو دہانے کی اوپر والی چٹان کو ٹارچ کی لاٹوں سے

www.urdukorner.com

چیک کرتے رہے۔ پھر ان میں سے تین نے وہ چٹان اٹھانی شروع کر دی۔ چٹان اٹھا کر انہوں نے ایک طرف پھینکی اور پھر وہ دہانے پر چڑھ کر کچھ دیر تک اچھلتے رہے۔ اس کے بعد ادھر ادھر گھوم کر وہ واپس کاروں کی طرف بڑھ گئے۔ اور کاریں تیزی سے واپس چلی گئیں اوور"۔۔۔ راکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے۔ پھر بھی محتاط رہنا۔ ہو سکتا ہے وہ دوبارہ واپس آئیں۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ کریگر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے رابرٹ کو لائٹیں آن کرنے اور مشینیں چلا دینے کے لئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد لائٹیں جل گئیں اور مشینیں آن ہو گئیں۔ اور مشن پر دوبارہ کام شروع ہو گیا۔

کریگر تیزی سے اپنی کرسی کی طرف بڑھا اور اس نے کرسی کے پاس دیوار کی جڑ میں موجود ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر اٹھایا۔ اور تیزی سے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اس کے ذہن میں اچانک ایک خیال آیا تھا۔ اور وہ اس خیال کے تحت سر ہنری فریڈ کو فوری کال کرنا چاہتا تھا۔

"ہیلو ہیلو۔ کریگر کالنگ۔ سر ہنری فریڈ اوور"۔۔۔ فریکونسی ایڈجسٹ کر کے کریگر نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔ جو شاید مخصوص ٹائپ کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس لئے کریگر پورے اطمینان سے کال کر رہا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اس ٹائپ کے ٹرانسمیٹر سے ہونے والی کال کہیں بھی کیچ نہیں کی جا سکتی۔

"یس ۔۔ ہنری فریڈ اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ سر ہنری فریڈ

کی آواز سنائی دی۔

"سر ہنری فریڈ۔ یہاں سپاٹ پر پاکیشیائی ایجنٹ چیکنگ کے لئے آئے تھے۔ انہیں شاید ترجیم والے ٹرک پر کوئی شک پڑا ہے۔ بہر حال وہ یہاں سے ناکام ہو کر واپس چلے گئے ہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ آپ سے فوری طور پر رابطہ کر کے چیکنگ کریں کہ یہاں سے کتنے آدمی واپس چلے گئے ہیں۔ تو آپ ہمارے متعلق انہیں کہہ دیں کہ ہم دارالحکومت میں اپنے دوستوں کے پاس چلے گئے ہیں اور آپ کو ہمارے پتوں کا علم نہیں ہے اوور"۔۔۔ کریگر نے کہا۔

"لیکن وہ پھر مجھ سے تو پوچھیں گے کہ ہمارا کیا پروگرام ہے۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ وہ پھر ائیرپورٹ پر آجائیں اوور"۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے کہا۔

"اس کی فکر نہ کریں۔ ہم دوستوں کے پاس سے ائیرپورٹ مقررہ وقت پر پہنچ بھی سکتے ہیں۔ بلکہ ہم واقعی اسی طرح پہنچیں گے۔ کون سا وقت رکھا ہے آپ نے پرواز کا اوور"۔۔۔ کریگر نے کہا۔

"دو جیٹ جہاز چارٹرڈ کرائے ہیں۔ جو گیارہ بجے پرواز کریں گے۔ لیکن بلیو لائن والوں کا کیا ہو گا۔ اگر وہ لوگ ائیرپورٹ پر آئے تو وہ بھی وہاں موجود ہوں گے اوور"۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ آپ کی بات درست ہے۔ آپ ایسا کریں کہ ان کے لئے صبح آٹھ ساڑھے آٹھ بجے کوئی جہاز علیحدہ چارٹرڈ کرا لیں۔ ہم یہاں سے جیسے ہی فارغ ہوئے فوراً ہی شہر کو چل دیں

www.urdukorner.com

گے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ صبح یہ لوگ پھر چیکنگ کے لئے آئیں۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ ہمیں دوپہر گیارہ بجے کا انتظار کرنے کی بجائے صبح سویرے ہی مشن مکمل کر دینا چاہیئے۔ تاکہ ان لوگوں کو اپنی پڑی جائے اور ان کی توجہ ہماری طرف ہو ہی نہ سکے۔ البتہ ہمیں کہیں قریب ہی کوئی سواری چاہیئے کیونکہ اگر ہم اتنے سارے لوگ پیدل شہر میں گئے تو وہاں موجود پولیس اور دوسرے افراد مشکوک بھی ہو سکتے ہیں۔ اوور"۔۔۔ کریگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے اچانک آجانے کی وجہ سے اب ان کے لئے واقعی بے شمار مسائل پیدا ہوتے جا رہے تھے۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں ابھی اپنے آدمیوں کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ بڑے پل کے پاس دیمان فارم میں دو بڑی جیپیں پہنچا دیں گے۔ وہ علیحدہ رہ رہے ہیں۔ میں یہاں ٹیکنو کویٹس والی کوٹھی میں اکیلا ہوں اور میرے ساتھ والی کوٹھی اتفاق سے کرائے کے لئے خالی پڑی ہوئی ہے اس لئے تم لوگ اس کوٹھی میں آسانی سے چھپ سکتے ہو۔ میں تمہیں پتہ بتا دیتا ہوں اوور"۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے کہا۔ اور پھر اس نے پوری تفصیل سے پتہ کریگر کو سمجھا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم براہ راست اس خالی کوٹھی میں ہی جائیں گے اور موقع دیکھ کر آپ سے رابطہ کریں گے۔ اگر ہمارے پہنچنے تک انہوں نے آپ سے رابطہ نہ کیا ہو گا تو پھر میرا سیکشن آپ کے پاس ٹھہر جائے گا۔ اور بلیو لائن والے ساتھ

والی کوٹھی میں۔ ورنہ پھر ہم سب ساتھ والی کوٹھی میں ہی رہیں گے اوور"۔۔۔ کریگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے اوور"۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے مطمئن لہجے میں کہا اور کریگر نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کیا اور ٹرانسمیٹر واپس نیچے رکھ کر وہ رابرٹ کی طرف بڑھ گیا تاکہ اس کے ساتھ ڈسکس کر کے واپسی اور مشن کی تکمیل کی تمام پلاننگ حتمی طور پر طے کر سکے۔ کیونکہ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی۔ کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے واپس جانے کے باوجود خطرہ دور نہیں ہوا۔

www.urdukorner.com

رات کافی گزر جانے کے باوجود عمران بستر پر مسلسل پہلو بدل رہا تھا۔ اس کے ذہن اور دل دونوں میں شدید بے چینی اور اضطراب نے گھر سا بنا لیا تھا۔ حالانکہ صفدر اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ باگش کے کھنڈرات اور پھر سوراجیا کے ٹیلے کو وہ اچھی طرح چیک کر چکا تھا۔ اور وہاں کوئی مشکوک بات سامنے نہ آئی تھی۔ سر ہنری فریڈ اور اس کے آدمی سوراجیا سے جا چکے تھے۔ ظاہر ہے ساتھ ہی دریا سیلاب پر تھا اور اب تو اس کا پانی دونوں کناروں سے نکل کر کچھ دور تک بھی بہہ رہا تھا۔ اس لئے شاید سیلاب کے شدید خطرے کی وجہ سے وہ دارالحکومت آ گئے تھے۔ اب ان کا پتہ تو صبح کو ہی لگ سکتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس کا ذہن بار بار خطرے کی گھنٹی تو ایک طرف شدید خطرے کا باقاعدہ سائرن بجا

رہا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے کوئی خوفناک خطرہ تیزی سے ان کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہو۔ لیکن خطرہ کیا تھا اور کیسا تھا۔ اس کا انہیں علم نہ ہو رہا تھا۔ ایک اضطرابی کیفیت نے مسلسل اس کے ذہن اور قلب پر اپنے پنجے گاڑ لیئے تھے اور اسی وجہ سے نہ صرف نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور ہو چکی تھی بلکہ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا نروس سسٹم بریک ڈاؤن ہونے والا ہو۔ یہ ایسی کیفیت تھی جس سے زندگی میں پہلے وہ کبھی دوچار نہ ہوا تھا۔

اچانک وہ اٹھا اور اس نے جلدی سے ساتھ پڑے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ ٹائیگر کو کال کر رہا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ٹائیگر رات گئے تک کلبوں میں رہتا ہے۔ لیکن اس وقت آدھی رات ہونے والی تھی۔ اس لئے وہ لازماً اپنے ہوٹل کے کمرے میں واپس آ چکا ہو گا۔ اور وہی ہوا پہلی گھنٹی بجتے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس"— ٹائیگر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں"— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی کلب سے واپس آیا ہوں"— ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر۔ تم ایسا کرو کہ نائٹ ٹیلی سکوپ اور اسلحہ لے کر فوراً دارالحکومت کے باہر دریائے کانڈس کے اس بڑے پل پر پہنچ جاؤ جہاں سے باگش کے کھنڈرات اور سوراجیا ٹیلے کی طرف جانے والے دونوں راستے آ کر ملتے ہیں۔ وہاں کسی جگہ

www.urdukorner.com

چھپ کر تم نے ان دونوں راستوں اور دریا کے دونوں کناروں کو چیک کرتے رہنا ہے۔ اگر کوئی مشکوک بات ہو تو مجھے فوراً ٹرانسمیٹر پر کال کرنا۔ لیکن صبح تک تم نے پلکیں نہیں جھپکنیں۔ سمجھ گئے ہو"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اپنے فرض میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا"۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا اور عمران نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار ہلکا سا قہقہہ نکل گیا۔ وہ اپنے آپ پر اور اپنے ذہن پر خود ہی ہنس رہا تھا۔ کیونکہ اضطراری کیفیت میں اس نے خواہ مخواہ ٹائیگر کے ذمے ایک ڈیوٹی لگا دی تھی۔ حالانکہ وہ ابھی خود پاکستا کے کھنڈرات اور سوداجیا کے ٹیلے دونوں اطراف کو خوب اچھی طرح چیک کر کے آیا تھا۔ وہاں اُلو بول رہے تھے۔ اس لئے اب وہاں کیا مشکوک بات ہونی تھی۔ جسے ٹائیگر چیک کرتا۔ نجانے کس جھونک میں اس نے ٹائیگر کو کال کر کے احمقانہ حکم دے دیا تھا۔ اس نے رسیور اٹھا کر دوبارہ ٹائیگر کے نمبر ڈائل کر کے اُسے رک جانے کا سوچا ہی تھا کہ پھر رسیور رکھ دیا۔ اس نے سوچا کہ اتنی تیزی سے حکم بدل دینے سے ٹائیگر خواہ مخواہ پریشان ہو گا۔ اگر وہ رات دریا کی سیلابی کیفیت کا نظارہ کر بھی لے گا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ سوچ کر بھی اس نے رسیور رکھ دیا تھا۔ لیکن اس کا ذہن اور قلبی اضطراب کم نہ ہوا تھا۔ وہ دوبارہ بستر پر لیٹ کر اُسی طرح پہلو بدلنے لگا کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اور

دوسرے لمحے وہ جلدی سے بستر سے اٹھا اور سلیپر پہن کر تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے اماں بی کی ہدایت یاد آگئی تھی۔ کہ جب نامعلوم خطرات اور پریشانیاں انسان کے دل کو جکڑ لیں تو پھر سکون کے لئے اُسے اللہ تعالٰے کے سامنے حاضر ہو جانا چاہیئے۔ چنانچہ اس نے اپنے آپ کو پرسکون بنانے کے لئے اس ہدایت پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ باتھ روم میں جا کر اس نے وضو کیا۔ لباس بدلا اور باتھ روم سے آ کر بیڈ کی سائیڈ دراز سے کپڑے کی ٹوپی نکال کر پہنی اور جائے نماز اٹھا کر اس نے قالین پر بچھائی اور نفل کی نیت کر کے اس نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ وہ دو دو کر کے مسلسل نفلیں پڑھتا رہا اور ہر دو نفل کے بعد اس نے گڑگڑا کر اللہ تعالٰے سے دعا کی کہ یا اللہ اگر پاکیشیا کے بے گناہ اور معصوم انسانوں کے خلاف کوئی دنیاوی طاقت کوئی منصوبہ تیار کر رہی ہے تو اُسے اپنی رحمت سے ناکام بنا دے۔ اور مجرموں کا کوئی سراغ عنایت فرما دے۔ دعا مانگنے کے بعد وہ پھر نفل کی نیت کرتا اور نماز پڑھنا شروع کر دیتا۔ جیسے جیسے وہ نفلیں پڑھتا جا رہا تھا اس کے ذہن اور قلب پر چھائی ہوئی خوف ناک اضطرابی کیفیت اور بے چینی سکون میں بدلتی جا رہی تھی۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے نامعلوم خطرات کے مہیب بادل تیزی سے چھٹتے جا رہے ہوں۔۔۔ وہ مسلسل نفلیں ادا کرتا رہا۔ ان کی کوئی گنتی اس کے ذہن میں نہ تھی۔ کہ اچانک الماری میں رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے کال کی آواز آنی شروع ہو گئی۔ عمران اس وقت دعا مانگ کر مزید

www.urdukorner.com

نفل کی ادائیگی کے لئے کھڑا ہو رہا تھا۔ وہ تیزی سے گھوم کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ ٹرانسمیٹر کال کا مطلب تو یہی نکلتا تھا کہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہے۔ اور ٹائیگر کی کال کا مطلب تھا کہ اس نے واقعی کوئی مشکوک بات چیک کر لی ہے۔

"ہیلو ہیلو — ٹائیگر کالنگ اوور" — ٹرانسمیٹر کا بٹن دبتے ہی ٹائیگر کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس — عمران اٹنڈنگ اوور" — عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"باس، سوراجیا کی طرف سے بیس بائیس افراد بل کی طرف آ رہے ہیں۔ اور باس ان میں وہ بردس بھی شامل ہے جو سر ہنری فریڈ کا گارڈ چیف تھا۔ وہ ان کا لیڈر لگ رہا ہے اوور" — ٹائیگر کی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی اور عمران کو واقعی ایسے محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن کو حیرت کی شدت نے ماؤف کر دیا ہو۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو۔ بیس بائیس افراد۔ اور وہ بردس بھی شامل ہے۔ کیا تم نے کوئی خواب تو نہیں دیکھ لیا اوور" — عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"نہیں باس۔ میں تو سویا ہی نہیں۔ وہ اس وقت بھی نائٹ ٹیلی سکوپ میں مجھے واضح طور پر نظر آ رہے ہیں اوور" — ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ذرا اپنے بازو پر چٹکی بھرو اور اگر پھر بھی وہ دکھائی دیتے رہیں تو پھر مجھے بتاؤ اوور" — عمران نے کہا۔ اُسے واقعی یقین نہ آ رہا

تھا کہ ٹائیگر واقعی نیند میں نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی وہ خود، صفدر، اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ سوراجیا اور اس کے ارد گرد کے علاقے کو اچھی طرح دیکھ کر آیا تھا۔ وہاں بیس بائیس افراد تو کجا چڑیا کا بچہ تک موجود نہ تھا۔ پھر یہ بیس بائیس افراد اور بردس کہاں سے آ رہے ہیں۔

"میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ اب تو وہ کافی نزدیک آ گئے ہیں اوور" — ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ اوہ۔ تم ایسا کرو کہ ان کی مکمل نگرانی کرو۔ اس طرح کہ انہیں ذرہ برابر بھی شک نہ ہو سکے۔ یہ بردس یقیناً کریگ ہی ہے۔ اس لئے یہ منجھے ہوئے ایجنٹ ہیں۔ یہ جہاں جائیں وہاں سے مجھے فوری واچ ٹرانسمیٹر پہ اطلاع دینا۔ انتہائی محتاط رہنا اوور اینڈ آل" — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ ٹیلی فون کی طرف لپکا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر تک گھنٹی کی آواز بجتی رہی۔ پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس" — صفدر کی نیند کے خمار سے بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

"صفدر۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ کیپٹن شکیل اور تنویر کو ساتھ لے کر تم جس قدر ممکن ہو سکے سوراجیا کے ٹیلے پہ پہنچ جاؤ۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ پوری طرح مسلح ہو کر آنا۔ میں وہیں جا

www.urdukorner.com

رہا ہوں۔ دشمن ایجنٹوں کے بارے میں انتہائی اہم اطلاع ملی ہے"۔ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ ابھی تو ہم اس ٹیلے کو اچھی طرح چیک کر کے آئے ہیں"۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وقت مت ضائع کرو۔ جلدی پہنچو"۔۔۔ عمران نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔ اور ہاتھ مار کر اس نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"جولیا سپیکنگ"۔۔۔ جولیا کی آواز بھی نیند کے خمار میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ جولیا اس طرح چونک کر بولی جیسے اب نیند سے پوری طرح بیدار ہوئی ہو۔

"صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے علاوہ سیکرٹ سروس کے باقی تمام ممبروں کو الرٹ کر دو کہ وہ پوری طرح مسلح ہو کر اپنے اپنے فلیٹس میں تیار رہیں۔ میں نے عمران کو صفدر اور کیپٹن شکیل اور تنویر کے ساتھ ایک اہم مشن پر بھیجا ہے۔ اور شاید مجھے ساری سیکرٹ سروس کو فوری طور پر حرکت میں لانا پڑے۔ اس لئے یہ سب لوگ پوری طرح الرٹ رہیں۔ میں نے عمران کو حکم دے دیا ہے۔ اُسے جیسے ہی ایک اہم اطلاع ملے گی وہ تمہیں ٹرانسمیٹر پر کال کر کے مزید ہدایات دے گا۔ تم سب نے فوری طور پر اس کی

ہدایات پر عمل کرنا ہے"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا نے کہا اور عمران نے کریڈل دبا کر بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کئے۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو سے رابطہ قائم ہو گیا۔ عمران نے اُسے جولیا کو دی گئی ہدایات بتا دیں۔ تاکہ اگر جولیا لنک کرے تو بلیک زیرو اُسے سنبھال سکے۔

اور پھر رسیور رکھ کر وہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے دل پر چھائی ہوئی تمام اضطرابی کیفیت کا مکمل خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور وہ لباس بدلنے کے ساتھ ساتھ بار بار دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا۔ کہ اس نے اس کی دعا قبول کر لی ہے۔ اور ایک اہم کلیو سامنے آ گیا ہے۔ اگر ٹائیگر بروس کا نام نہ لیتا تو شاید عمران یہی سمجھتا کہ ہو سکتا ہے کوئی مجرم گروپ جو پہاڑوں میں چھپا ہوا ہو۔ رات کے وقت کہیں کوئی جرم کرنے شہر آ رہا ہو۔ لیکن بروس کے نام نے یہ واضح کر دیا تھا کہ یہ لوگ کسی خاص منصوبے پر عمل کرنے سوراجیا ٹیلے یا اس کے ساتھ پہاڑ پر چھپے رہے ہیں۔ اور اب فارغ ہو کر واپس آ رہے ہیں۔ لیکن چونکہ پہلے وہ سوراجیا ٹیلے کی کھدائی میں بھی مصروف تھے۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ یقیناً اس قدیم شہر کے نیچے کوئی تہہ خانے انہوں نے ڈھونڈھ نکالے ہیں۔ اور یہ لوگ وہاں چھپے ہوئے تھے۔ ان تہہ خانوں میں رہ کر وہ کوئی ایسا منصوبہ تو بروئے کار نہ لا سکتے تھے۔ جس کا سیلاب سے کوئی تعلق ہوتا۔ لیکن پھر بھی اس نے ان تہہ خانوں کو چیک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے سوراجیا کی

www.urdukorner.com

طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ پل تک پہنچ گیا لیکن وہاں نہ ٹائیگر تھا اور نہ وہ بیس بائیس افراد۔ بہرحال عمران نے کار پل کراس کر کے سوراجیا ٹیلے کی طرف بڑھا دی اور تھوڑی دیر بعد وہ ٹیلے کے پاس پہنچ چکا تھا۔ وہاں اسی طرح ہر طرف اندھیرا اور ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ اسی لمحے تیز بارش شروع ہو گئی۔ لیکن عمران پہلے سے اس کا انتظام کر کے آیا تھا۔ اس لئے اس نے کار میں رکھی ہوئی برساتی اٹھا کر پہنی اور پھر کار کی فرنٹ سیٹ اٹھا کر اس نے نیچے موجود باکس میں سے ایک طاقتور ٹارچ چند ڈائنامیٹ سٹکس اور ایک لوڈڈ مشین گن اٹھائی۔ ڈائنامیٹ سٹکس اس نے کوٹ کی جیبوں میں ڈالیں۔ مشین گن کو برساتی کے اندر بغل میں لٹکایا اور ٹارچ لے کر وہ کار سے نکلا اور تیزی سے ٹیلے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹارچ کی تیز روشنی میں اچانک اسے کافی افراد کے قدموں کے نشانات ایک طرف جاتے دکھائی دیئے۔ نشانات تیز بارش کی وجہ سے مٹتے جا رہے تھے۔ لیکن عمران نے کسی حد تک ان کے رخ کا اندازہ کر لیا اور پھر وہ ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا جہاں وہ سپاٹ چٹان تھی۔ سپاٹ چٹان ویسے ہی ایک طرف پڑی ہوئی تھی۔ جہاں صفدر اور تنویر نے اسے اٹھا کر پھینکا تھا۔ اور عمران اس چٹان کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کا تو یہی مطلب تھا کہ اس طرف ان کے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ لیکن قدموں کے نشانات کا رخ اس طرف کو آتا محسوس ہو رہا تھا۔ عمران نے سوچا کہ شاید اس جگہ سے آگے کہیں سے یہ لوگ آئے ہوں چنانچہ وہ ٹارچ لئے آگے بڑھتا گیا لیکن جیسے ہی اس نے تیزی سے اس جگہ کو کراس کیا جہاں سے انہوں نے چٹان اٹھا

کر ایک طرف پھینکی تھی۔ وہ بے اختیار اچھل کر مڑا۔ کیونکہ اسی جگہ تیزی سے گزرتے ہوئے اسے یوں احساس ہوا تھا۔ جیسے اس جگہ کے نیچے خلا ہو۔ اس کے تیز اٹھتے ہوئے قدموں کی وجہ سے ایسی ہی آواز آئی تھی۔ وہ تیزی سے مڑا اور ایک بار پھر اس جگہ کے اوپر سے گزرا۔ اور اس بار اس نے جان بوجھ کر زور سے قدم مارے اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ کیونکہ واقعی اس جگہ کے نیچے خلا تھا۔ مخصوص آواز اس بار صاف سنائی دی تھی۔ اس نے پوری طرح یقین کرنے کے لئے دو تین بار وہاں مختلف جگہوں پر ادھر ادھر قدم مارے اور اسے معلوم ہو گیا کہ جتنی جگہ وہ چٹان موجود تھی جو انہوں نے اٹھا کر ایک طرف پھینکی تھی اتنی جگہ کے نیچے خلا تھا۔

اسی لمحے اسے دور سے ایک کار کی ہیڈ لائٹس چمکتی ہوئیں دکھائی دیں اور وہ رک گیا۔ کیونکہ دو ہی صورتیں ہو سکتی تھیں۔ یا تو ایجنٹ دوبارہ وہاں آ رہے تھے یا پھر صفدر اپنے ساتھیوں سمیت آ رہا تھا۔ ابھی عمران انہیں دیکھ ہی رہا تھا کہ اس کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں۔ اس نے جلدی سے ڈائل کو دیکھا۔ تو ڈائل پر ایک ہندسہ تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ ہندسہ دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ ٹائیگر کی طرف سے کال ہو گی۔ اس نے ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں کھینچ کر گھمایا اور گھڑی کو کان سے لگا لیا۔

"ہیلو ہیلو ـــ ٹائیگر کالنگ اوور" ـــ ٹائیگر کی آواز عمران کے کان میں پڑی۔

www.urdukorner.com

"یس، عمران سپیکنگ۔ کیا رپورٹ ہے اوور"۔۔۔۔ عمران نے
گھڑی کو منہ کے قریب لے آتے ہوئے پوچھا۔
"باس۔ وہ بائیس افراد ہیں۔ وہ پل پار کر کے قریبی ویران سے زرعی
فارم گئے۔ وہاں دو بڑی جیپیں موجود تھیں۔ جن پر بیٹھ کر وہ دارالحکومت
کی طرف بڑھ گئے۔ میں نے ان کا تعاقب کیا۔ یہ لوگ دارالحکومت
کی ڈیفنس کالونی سے ملحقہ ٹیکنو کریٹس کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو آٹھ
اے بلاک میں گئے ہیں۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ کوٹھی
کے باہر کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ بھی موجود ہے اور
گیٹ پر بڑا سا تالہ بھی لگا ہوا تھا۔ جسے کھول کر وہ جیپیں اندر
لے گئے ہیں، اور ابھی تک اندر ہیں اوور"۔۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل سے
رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔
"تم وہاں نگرانی کرو۔ میں چیف کو کہہ کر سیکرٹ سروس کے
ممبروں کو بھجواتا ہوں۔ وہ تم سے کنٹکٹ کر لیں گے۔ کہاں ہو گے
تم اوور"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
"یہاں تیز بارش ہو رہی ہے۔ میں اس کوٹھی سے ذرا ہٹ کر ایک
بڑے درخت کے نیچے کار میں موجود ہوں اوور"۔۔۔۔ ٹائیگر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ اور سیکرٹ سروس کے ممبران وہاں
پہنچیں گے۔ جولیا ان کے ساتھ ہو گی۔ جولیا تمہاری قیادت کرے
گی اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس نے ونڈ بٹن کو اور
زیادہ کھینچ کر گھمایا اور ڈائل پر موجود چمکدار سوئیوں کو اس نے

جب ایک مخصوص ہندسے پر اکٹھا کیا۔ تو وہ ہندسہ تیزی سے
جلنے بجھنے لگا۔ عمران نے ونڈ بٹن کو دبا دیا۔
"ہیلو۔ عمران کالنگ اوور"۔۔۔۔ عمران نے بار بار کال دینی
شروع کر دی۔
"یس۔ جولیا اٹنڈنگ اوور"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز
سنائی دی۔
"جولیا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران کو لے کر فوراً ڈیفنس کالونی
سے ملحقہ کالونی ٹیکنو کریٹس کالونی کے بلاک اے کوٹھی نمبر ایک سو
آٹھ پر پہنچ جاؤ۔ شدید بارش کی وجہ سے کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے
کے رخ ذرا ہٹ کر ایک درخت کے نیچے ٹائیگر اپنی کار میں موجود
ہے۔ اس کوٹھی کے اندر گریٹ لینڈ کے کریگر سیکشن کے بائیس
افراد موجود ہیں۔ کوٹھی کے گیٹ پر کرائے کے لئے خالی ہے" کا بورڈ
بھی موجود ہے۔ تم نے ان کی چاروں طرف سے نگرانی کرنی ہے صرف
نگرانی۔ لیکن اگر یہ لوگ کہیں جائیں تب بھی تم نے انہیں نگاہوں سے
اوجھل نہیں ہونے دینا۔ ٹائیگر کو میں نے کہہ دیا ہے وہ تمہاری
ماتحتی میں کام کرے گا۔ باقی تفصیلات ان سے حاصل کر لینا لیکن
جب تک میں مزید ہدایات نہ دوں۔ تم لوگوں نے کوئی مداخلت
نہیں کرنی اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عمران نے پوری تفصیل سے ہدایات
دینے کے ساتھ ہی کال ختم کر کے ونڈ بٹن پریس کر کے رابطہ ختم
کر دیا۔ شدید بارش میں جگنوؤں کی طرح چمکتی ہوئی کار کی
ہیڈ لائٹس اس دوران ٹیلے کے بالکل قریب پہنچ چکی تھیں۔ لیکن

www.urdukorner.com

اب عمران اطمینان سے کھڑا تھا۔ کیونکہ ٹائیگر کی کال سے اُسے یہ بہرحال اطمینان ہو گیا تھا کہ کوبگر یا اس کے ساتھی واپس نہیں آ رہے۔ اس لئے یقیناً آنے والے صفدر اور اس کے ساتھی ہی ہوں گے۔ عمران نے ٹارچ جلا کر انہیں اپنی موجودگی کی جگہ بتائی۔ اور کار ٹیلے کے قریب آ کر رکی اور پھر کار میں سے برساتیاں پہنے ہوئے تین افراد نکلے اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھنے لگے۔ یہ صفدر کیپٹن شکیل اور تنویر تھے۔

"عمران صاحب۔ دوبارہ یہاں آنے کا کیا مقصد ہوا۔ یہاں تو ہر طرف ویرانی ہی ویرانی ہے"۔۔۔ صفدر نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ذرا اس جگہ جہاں سے ہم نے چٹان ہٹائی تھی پیر مارو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پیر ماروں۔ کیا مطلب۔ یہاں پہلے بھی چیکنگ کر لی گئی تھی۔ یہ جگہ ٹھوس ہے"۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یار کہیں بارش کے ساتھ ضد تو نہیں اتر رہی۔ خواہ مخواہ ضد اور حجت کئے جا رہے ہو"۔۔۔ عمران نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔ اور صفدر نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس جگہ پیر مارا تو دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ بارش اور اندھیرے کے باوجود ٹارچ کی روشنی میں اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں نظر آ رہے تھے۔

"اوہ اوہ۔۔۔ یہاں نیچے تو خلا ہے۔ حالانکہ پہلے ...."

صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے کی بات چھوڑو۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میرے پاس ڈائنامیٹ سٹکس تو ہیں لیکن بارش کی وجہ سے وہ استعمال نہیں ہو سکتیں۔ اور میرا آئیڈیا ہے کہ یہ کسی بڑے اور قدیم تہہ خانے کا راستہ ہے اور یقیناً اندر کوئی خاص منصوبہ بندی کی گئی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کار میں سیلوفین کا ایک بڑا لفافہ موجود ہے۔ میں نے اس میں برساتی رکھی ہوئی تھی۔ اُسے ڈائنامیٹ سٹکس پر چڑھا لیتے ہیں" صفدر نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا تیزی سے صفدر کی کار کی طرف بڑھتا گیا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے تھا۔ عمران دروازہ کھول کر عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ صفدر نے آگے والی سیٹ پر بیٹھ کر ڈیش بورڈ کے اندر سے سیلوفین کا ایک بڑا سا لفافہ نکال کر عمران کو دیا۔ عمران نے برساتی کی زپ کھولی اور پھر اندر لباس کی جیب سے اس نے ڈائنامیٹ سٹکس باہر نکالیں۔ سیلوفین کو ان کے اوپر چڑھا کر اس نے صرف فلیتہ باہر رکھا۔ اندرونی جیب سے ایک لائیٹر نکال کر بھی اس نے جیب میں ڈالا اور پھر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اور پھر دوڑتا ہوا اس جگہ گیا جہاں تنویر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔

"دو تین بڑے پتھر اٹھا لاؤ۔ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور تنویر اور کیپٹن شکیل نے دوڑ کر ارد گرد پھیلے ہوئے تین چار بڑے پتھر اٹھائے۔ اور عمران نے انہیں اس خلا والے حصے

www.urdukorner.com

کے عین درمیان میں ایک دوسرے سے جوڑ کر اس طرح رکھ دیا - کہ درمیان میں ایسا خلا سا بن گیا جس پر بارش براہِ راست نہ پڑ سکتی تھی۔ عمران نے ڈائنامیٹ سٹکس ان کے نیچے رکھیں - گو سٹکس پر سیلوفین چڑھا ہوا تھا - لیکن بارش اس قدر زوردار ہو رہی تھی کہ سیلوفین کے باوجود نمی سٹکس کے اندر تک پہنچ سکتی تھی - اور سٹکس کا فلیتہ چونکہ خاصا لمبا رکھا جاتا تھا تاکہ سٹکس تک آگ پہنچنے تک اسے لگانے والے دور پہنچ سکیں - اس لئے عمران کو خطرہ تھا کہ کہیں آگ پہنچنے تک سٹکس شدید بارش کی وجہ سے ناکارہ نہ ہو جائیں - یہی وجہ تھی کہ اس نے انہیں پتھروں کی آڑ میں رکھا تھا فلیتے کے بارش میں بھیگنے کا کوئی مسئلہ نہ تھا - کیونکہ ایک بار آگ لگنے کے بعد آگ بھیگے ہوئے فلیتے کے اندر دوڑتی ہوئی سٹکس تک پہنچ جاتی تھی - اور سرے پر باقاعدہ حفاظتی کیپ چڑھی ہوئی تھی - سٹکس اندر رکھ کر اس نے تیزی سے فلیتے کو دور تک پھیلایا اور پھر ان سب کو دور ہٹ جانے کا اشارہ کرتے ہوئے اس نے لائیٹر جیب سے نکالا اور فلیتے کی کیپ ہٹا کر اس نے ہتھیلی کی آڑ میں گیس لائیٹر جلایا اور اسی آڑ میں اس نے سرے کو آگ لگانی شروع کر دی - چند لمحوں بعد فلیتہ سلگ اٹھا - اور آگ تیزی سے سٹکس کی طرف بڑھنے لگی - عمران نے لائیٹر بجھایا اور دوڑتا ہوا دور چلا گیا - چند لمحوں بعد خوفناک دھماکہ ہوا اور جس جگہ سٹکس موجود تھیں وہاں سے اس طرح پتھر اوپر کی طرف اٹھے جیسے کوئی چھوٹا سا

آتش فشاں پھٹ پڑا ہو - لیکن چند لمحوں بعد وہاں ایک بار پھر خاموشی طاری ہو گئی -

صرف تیز بارش کی آواز کے علاوہ دور سے دریائے کانڈس کی طوفانی لہروں کا شور سنائی دے رہا تھا - خاموشی ہوتے ہی عمران سمیت ادھر ادھر بکھرے ہوئے سب افراد تیزی سے اس جگہ پہنچے اور پھر ٹارچوں کی روشنی میں ایک بڑا خلا اور انسانی ہاتھوں کی بنائی ہوئی سرنگ انہیں صاف دکھائی دی -

" اوہ - یہ تو کوئی قدیم سرنگ ہے " ____ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے نیچے چھلانگ لگا دی - اس کے پیچھے صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی نیچے اترے اور پھر ٹارچوں کی روشنی میں وہ آگے بڑھتے چلے گئے - ذرا سا آگے بڑھتے ہی وہ یک لخت ٹھٹھک کر رک گئے - کیونکہ ٹارچ کی تیز روشنی میں سرنگ کی چھت پر نصب فلوراسینٹ ٹیوب انہیں صاف دکھائی دے رہی تھی - اور ظاہر ہے یہ ٹیوب قدیم زمانے کے افراد کی لگائی ہوئی تو نہ تھی -

" ہوں - تو یہاں کافی کچھ ہوتا رہا ہے " ____ عمران نے کہا - اور تیزی سے آگے بڑھتا گیا -

" عمران صاحب - یہ سرنگ دریا کی طرف جا رہی ہے " ____ صفدر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب اس طرح حیرت سے بت بنے کھڑے تھے - جیسے انہوں نے دنیا کا نواں عجوبہ دیکھ لیا ہو - نہ صرف ان کے جسم

www.urdukorner.com

ساکت تھے۔ بلکہ ان کی آنکھیں بھی حیرت کی شدت سے اس طرح ساکت ہو گئی تھیں جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر انہیں مجسموں میں تبدیل کر دیا ہو۔

" اوہ اوہ خدایا۔ ہم لوگ اوپر گھومتے رہے اور یہ مجرم یہاں اس قدر پیچیدہ کام کرتے رہے" ——— عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

" یہ یہاں کیا کیا گیا ہے۔ یہ تو یوں لگتا ہے جیسے سرنگ کی چھت کو کسی خاص مصلحت سے نیچے پشتہ دیا گیا ہو۔ تاکہ طوفان کی وجہ سے سرنگ کی چھت بیٹھ نہ جائے لیکن یہ مشینیں وغیرہ" ——— تنویر کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

" یہ تو جسیم پتھر سے دیوار بنائی گئی ہے۔ وہ پانچ سو ٹرک اور یہ آخری ٹرک کا پتھر یہاں استعمال ہوا ہے" ——— عمران نے کہا اور پھر تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ دیوار کے ساتھ عجیب و غریب قسم کی مشینیں فٹ تھیں لیکن وہ سب ساکت کھڑی تھیں۔ عمران نے دیوار پر ہاتھ پھیرا اور ٹارچ کی روشنی میں اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ اُسے خود سمجھ نہ آ رہی تھی۔ کہ آخر یہ کیسی دیوار ہے۔ بظاہر تو تنویر کی بات درست نظر آ رہی تھی۔ کہ سرنگ کی چھت کو بیٹھنے سے روکنے کے لئے پشتہ بندی کی گئی ہے۔ اور فاصلے سے یہ بات بھی واضح تھی کہ جس جگہ یہ دیوار بنائی گئی ہے اس کے عین اوپر دریا کا بیڈ ہے۔ اور دیوار بے حد طویل تھی۔ کیونکہ اس کا دوسرا سرا نظر نہ آ رہا

تھا۔ دیوار درمیان میں تھی۔ جب کہ اس کے دونوں اطراف میں مشینیں فٹ تھیں۔ اور باقاعدہ دیوار تھی۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر آگے بڑھتا ہی گیا۔

" اوہ۔ اس قدر طویل دیوار" ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ تو دریا کے پورے بیڈ کے نیچے ہے۔ کم از کم تین کلومیٹر تو ہو گی" ——— دوسرے سرے تک پہنچتے پہنچتے صفدر نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ عمران نے اب ان مشینوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ لیکن یہ مشینیں زمین اور دیوار کے ساتھ جگہ جگہ پیوست تھیں۔ اور ایک مخصوص فاصلے پر موجود تھیں اور دیوار کے دونوں اطراف میں ایسا ہی تھا۔

" اوہ۔ یہ تو مخصوص قسم کی پریشر مشینیں ہیں" ——— عمران نے کہا اور سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

" پریشر مشینیں۔ کیا مطلب۔ یہاں پریشر کا کیا مطلب" ——— صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن عمران اب دیوار کی جڑ کے ساتھ اکڑوں بیٹھا ہوا ٹارچ کی مدد سے اس کے اس حصے کا جائزہ لے رہا تھا جو زمین کے اندر جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

" اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ۔ اوہ اس قدر خوفناک منصوبہ" ——— یک لخت عمران جیسا شخص بھی خوف کی شدت سے چیخ پڑا۔

www.urdukorner.com

"کیا ہوا۔ کیا ہوا عمران صاحب۔ کیسا منصوبہ" ___ صفدر کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں نے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑے۔ کیونکہ عمران کے چہرے پر یک لخت جو دہشت سی ابھر آئی تھی اس نے انہیں چونکا دیا تھا۔

"اوہ اوہ۔ کاش کچھ وقت مل جائے۔ تم سب دونوں طرف سرنگ کی دیواروں کا جائزہ لو۔ جلدی کرو۔ اس کا آپریٹنگ پینل یقیناً دیوار کے اندر چھپایا گیا ہے۔ جلدی کرو۔ میں اس کی لنکنگ تار ڈھونڈھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جلدی کرو۔ اگر یہ منصوبہ آپریٹ کر دیا گیا تو پاکیشیا کے کروڑوں افراد موت کے گھاٹ اتر جائیں گے" ___ عمران نے وحشیانہ انداز میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹارچ کو دیوار کی جڑ سے لگا کر انتہائی تیز رفتاری سے دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑنا شروع کر دیا۔ جب کہ صفدر اور کیپٹن شکیل ٹارچیں لے کر سرنگ کی دیوار کا جائزہ لیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ جب کہ تنویر دوڑ کر اس مصنوعی دیوار کی دوسری طرف موجود سرنگ کی دیوار کا جائزہ لینے پہنچ گیا۔ تین کلو میٹر لمبی دیوار ختم ہونے میں ہی نہ آ رہی تھی۔ لیکن عمران کے پیروں میں تو جیسے مشینیں فٹ ہو گئی تھیں۔ وہ بجلی کی سی تیز رفتاری سے دیوار کی جڑ میں ٹارچ کی روشنی ڈالتا ہوا دوڑا چلا جا رہا تھا۔ حالانکہ زمین ناہموار تھی۔ اور وہاں مختلف سائزوں کے پتھر بھی تھے۔ لیکن عمران

کو کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔ اس کے نہ صرف چہرے پر بلکہ دوڑنے کے انداز میں بھی وحشت تھی۔ دوڑتے دوڑتے یکلخت عمران نے رکنے کی کوشش کی اور اچانک رکنے کی وجہ سے اس کے قدم لڑکھڑائے اور دوسرے لمحے وہ پہلو کے بل پتھروں پر ایک دھماکے سے گرا۔ اس نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے ذہن میں ایک لمحے کے لئے جیسے سورج اتر آیا ہو۔ اور دوسرے لمحے تاریکی سی چھا گئی۔ لیکن پھر جیسے دور کسی گہرے کنوئیں کی تہہ سے آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ اس طرح اس کے ذہن نے آوازوں کو قبول کیا اور اس کے ساتھ ہی گہرا اندھیرا تیزی سے چھٹنے لگا۔

"عمران صاحب۔ عمران صاحب" ___ یہ آواز صفدر کی تھی۔ جو اسے بری طرح جھنجھوڑ رہا تھا۔

"اوہ اوہ۔ وہ تار کا سرا۔ وہ تار کا سرا" ___ عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے وحشت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اچانک گرنے کی وجہ سے ٹارچ اس کے ہاتھوں سے نکل گئی تھی۔

"آپ کی کنپٹی سے اوپر گہرا زخم ہے۔ آپ ادھر دیوار کے ساتھ بیٹھ جائیں اور ہمیں بتائیں کیا کرنا ہے" ___ صفدر نے اسے سنبھالتے ہوئے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"لعنت بھیجو میرے زخم پر۔ اس وقت کروڑوں بے گناہ افراد موت کی سولی پر لٹکے ہوئے ہیں۔ مجھے ٹارچ دو" ___ عمران

www.urdukorner.com

نے ساتھ کھڑے کیپٹن شکیل کے ہاتھ سے ٹارچ جھپٹی اور اٹھ کر اس طرف کو دوڑ پڑا جہاں اُسے دیوار کی جڑ کے ساتھ موٹی سی تار کا ایک سرا نظر آیا تھا۔ اور جسے دیکھ کر اس نے بے تحاشا دوڑنے کے دوران رکنے کی کوشش کی تھی۔ عمران نے ٹارچ ایک طرف رکھی۔ اور وحشیانہ انداز میں وہاں سے مٹی اور پتھر ہٹانے شروع کر دیئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اور ان کی مشترکہ کوششوں سے انہوں نے سیاہ رنگ کی ایک موٹی سی تار جو تقریباً ایک انچ سے بھی زیادہ موٹائی کی تھی۔ باہر نکل آئی۔ یہ تار سرنگ کی دیوار کی طرف جا رہی تھی۔ وہ تار کو باہر نکالتے نکالتے سرنگ کی دیوار تک پہنچ گئے۔ لیکن تار سرنگ کی ٹھوس پتھروں کی دیوار کے اندر جا کر غائب ہو گئی تھی۔ عمران نے وحشیانہ انداز میں دیوار کے اس حصے پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔ لیکن یہ سارے حصے ٹھوس تھے۔

" اوہ اوہ۔ یقیناً یہاں آپریشن پینل ہو گا "۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اس حصے کو ٹھونک بجا کر دیکھنے لگے۔ لیکن کوئی پتھر بھی ڈھیلا یا خالی نہ تھا۔ اتنی دیر میں تنویر بھی دوڑتا ہوا وہاں آ گیا۔

" کہیں یہ تار دیوار پار کر کے دوسری طرف نہ چلی گئی ہو "۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" اوہ اوہ۔ یہ بجلی کی تار ہو گی۔ باہر سے اندر آ رہی ہو گی۔

ہٹ جاؤ۔ میں اسے فائرنگ سے توڑتا ہوں اور کوئی صورت نہیں "۔۔۔ عمران نے کہا اور اسی لمحے صفدر نے اس کے ہاتھ میں مشین گن پکڑا دی۔ عمران تیزی سے پیچھے ہٹا۔ باقی ساتھی بھی پیچھے ہٹ گئے۔ اور دوسرے لمحے سرنگ مشین گن کی تیز فائرنگ سے گونج اٹھی۔ گولیاں پورے تواتر سے سیاہ رنگ کی اسی تار پر پڑ رہی تھیں لیکن دوسرے لمحے ان سب کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ جب فائرنگ رکنے پر انہوں نے تار کو اُسی طرح درست حالت میں دیکھا مشین گن کی گولیوں کی بارش نے بھی تار کا کچھ نہ بگاڑا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے تار کے اوپر کوئی فائر پروف مواد چڑھا ہوا ہو۔

" اوہ۔ یہ تو اینٹی سافٹنگ تار ہے۔ اس پر تو نہ گولیاں اثر کریں گی اور نہ ہی یہ کٹر سے کاٹی جا سکتی ہے۔ انتہائی جدید سامان استعمال کیا گیا ہے "۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" صفدر۔ بھاگ کر جاؤ۔ اور میری کار کی فرنٹ سیٹ کے نیچے باکس میں سے ڈائنامیٹ سٹکس اٹھا لاؤ۔ ہمیں اب اس دیوار کے حصے کو جگہ جگہ سے توڑنا پڑے گا۔ تب ہی آپریشنل پینل مل سکے گا۔ ورنہ نہیں۔ اور بغیر آپریشنل پینل ملے ہم اس خوف ناک منصوبے کو ختم نہیں کر سکتے۔ جاؤ۔ جلدی کرو۔ کہیں وہ لوگ اسے آپریٹ نہ کر دیں "۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" میں جاتا ہوں "۔۔۔ تنویر نے کہا اور تیزی سے واپس دہانے کی طرف دوڑ پڑا۔

" بینڈ یج کا سامان بھی لے آنا تنویر "۔۔۔ صفدر نے چیخ کر کہا۔

www.urdukorner.com

اور تنویر نے دوڑتے دوڑتے سر ہلا دیا۔

"یہ کیسا منصوبہ ہے۔ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"کیا بتاؤں صفدر۔ یہ منصوبہ جس کے ذہن کی بھی تخلیق ہے اُسے تخریب کاری کا شیطانی انعام دیا جانا چاہیئے۔ ترجیسم پتھر کے ساتھ کیمیکلز مکس کر کے انہوں نے دریا کے بیڈ کے نیچے ایک ہالو وال تیار کر دی ہے اور اس کے نیچے پریشر مشینوں کے بیڈ لگا دیئے ہیں۔ یہ جو ایک دیوار نظر آ رہی ہے۔ یہ دراصل دو دیواریں ہیں جن کے درمیان خلا ہے۔ اس کے اوپر۔ نیچے اور سائیڈوں کے حصوں کو جوڑ دیا گیا ہے اور اندر گیس بھری ہو گی یہ دیوار اب انتہائی طاقتور ڈائنامیٹ اور طاقتور بموں سے بھی نہیں ٹوٹ سکتی۔ لیکن ابھی اسے پانی نہیں لگا۔ جس طرح عام سیمنٹ پانی لگنے سے پختہ ہو جاتی ہے۔ اس طرح یہ کیمیکلز کے ساتھ مکس کی ہوئی ترجیسم بھی پانی لگنے سے زیادہ پختہ ہو جائے گی۔ انہوں نے منصوبہ یہ بنایا ہے کہ جب اوپر موجود دریائے کانڈس میں بھرپور سیلاب آئے تو اسے آپریٹ کر دیا جائے۔ پریشر مشینیں اس پوری طویل دیوار کو یک لخت اوپر کو پوری قوت سے اٹھائیں گی۔ اور یہ دیوار سرنگ کی چھت توڑ کر اوپر مٹی سے نکل کر دریا کے عین درمیان میں اوپر کافی بلندی تک قائم ہو جائے گی۔ دریا کی نرم ریتلی مٹی کی تہہ اس پر چڑھ جائے گی اور پھر مسلسل اسے پانی لگتا رہے گا۔ چنانچہ یہ ہالو وال اس قدر مضبوط اور سخت ہو جائے گی کہ شاید ایٹم بم بھی اسے نہ توڑ سکے۔ اب کیا ہو گا۔ دریا کا پانی آگے دریا کے بیڈ میں

بہنے سے رک جائے گا اور پوری قوت سے دریا کی سائیڈوں میں بہنے لگ جائے گا۔ سیلاب چونکہ مسلسل اور خوف ناک رفتار سے آ رہا ہو گا۔ اس لئے یہ وسیع رقبے میں مسلسل تباہیاں پھیلاتا ہوا نئے راستے بناتا آگے بڑھتا جائے گا۔ پہلے دارالحکومت اس کی زد میں آئے گا۔ اور دوسرے شہر۔ اور یہ اس طرح تباہیاں پھیلاتا بڑے چھوٹے شہر۔ قصبے۔ فصلیں۔ زمین مکانات اور انسانوں کا خاتمہ کرتا چلا جائے گا۔ ہزاروں، لاکھوں افراد خوف ناک سیلاب کی زد میں آ کر ہلاک ہو جائیں گے۔ راستے میں آنے والی تمام فصلیں مکانات۔ اہم فوجی سٹور۔ چھاؤنیاں۔ سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔ نہ ہی یہ دیوار ٹوٹے گی اور نہ ہی اس وسیع رقبے میں پھیل کر آگے بڑھنے والے سیلاب کو کوئی بند باندھ کر روکا جا سکے گا۔ یہاں سے عقب میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں ڈیم موجود ہو اور دریا کے پانی کا رخ بدلا جا سکے۔ اس لئے سوائے خوف ناک اور مکمل تباہی کے اور پاکیشیا کا کوئی مقدر نہ رہے گا"۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کے چہرے غیظ و غضب سے بُری طرح بگڑتے چلے گئے۔ اب انہیں عمران کی وحشت کا صحیح اندازہ ہو رہا تھا۔ اور اب حقیقت میں انہیں ایک ایک لمحہ شاق گزر رہا تھا۔

"اوہ اوہ۔ اس قدر خوف ناک اور تباہ کن منصوبہ"۔۔۔ ان دونوں کے حلق سے بے اختیار نکلا۔ اُسی لمحے تنویر کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ واقعی پوری رفتار سے دوڑا چلا آ

www.urdukorner.com

رہا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ نمودار ہو گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں دو بڑے بڑے تھیلے اٹھائے ہوئے تھے۔

"میں مکینکل فٹنگ بیگ بھی ساتھ لے آیا ہوں"۔۔۔ تنویر نے قریب آ کر کہا۔ عمران ایک تھیلے پر جھپٹا اور پھر اس نے اس میں سے ڈائنامیٹ سٹکس نکال کر نیچے رکھنی شروع کر دیں۔ ساتھ ہی عمران نے تھیلے کے اندر سے فلیتے کا ایک بڑا سا گچھا نکال کر صفدر کی طرف پھینک دیا۔

"دس دس فٹ کے فاصلے سے ایک ایک کر کے باندھ دو۔ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں ان سٹکس کے بنڈلوں کو توڑ کر ایک ایک سٹک علیحدہ علیحدہ کر کے باندھنے میں مصروف ہو گئے۔ پھر عمران بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ ان چاروں کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔ اور تھوڑی دیر بعد سٹکس کا ایک ڈھیر سا بن گیا جو فلیتے کی مدد سے ایک دوسرے سے بندھی ہوئی تھیں۔ جس جگہ وہ انچ سا خشک تار دیوار میں غائب ہو رہی تھی اس کو مرکز بنا کر دونوں طرف ڈائنامیٹ لگایا جا رہا تھا۔

"جہاں جہاں سرنگ کی دیوار میں جگہ نظر آئے اٹکاتے جاؤ۔ جلدی کرو جلدی"۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے بعد دیوار کے ابھرے ہوئے پتھروں میں سٹکس اٹکائی جانے لگیں۔ وہ سب واقعی انتہائی برق رفتاری سے کام میں مصروف تھے۔

"بیگ اٹھا لو۔ اور سب ادھر آ جاؤ"۔۔۔ عمران نے چیخ کر

کہا۔ وہ اس وقت سوراخ نما والے دہانے کی طرف موجود تھا۔ حالانکہ اس کا پورا چہرہ اور سائیڈ خون سے بھری ہوئی تھی۔ اور اس خون کی وجہ سے اس کا چہرہ عجیب و غریب لگ رہا تھا۔ لیکن اس وقت اسے کسی چیز کا ہوش نہ تھا۔ اور صفدر وغیرہ کو بھی شاید اب سوائے اس کام کے اور کسی بات کا خیال نہ رہا تھا۔ جب سے عمران نے اسے ہالووال کے تباہ کن منصوبے کی تفصیل بتائی تھی۔ ان کے دل اس قدر تیزی سے دھڑک رہے تھے جیسے ابھی سینہ توڑ کر باہر آ جائیں گے۔ ان کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اس دیوار کو گھسیٹتے ہوئے دریا سے دور لے جائیں یا پھر کسی طرح دریا کو اوپر سے ہٹا دیں۔ لیکن ظاہر ہے دونوں ہی باتیں ان کے بس میں نہ تھیں۔ بہرحال بیگ اٹھائے وہ دوڑتے ہوئے عمران کے قریب پہنچے تو عمران نے فلیتے کے سرے کو لائٹر سے آگ لگا دی۔ اور پھر وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے دہانے کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد پہلا دھماکہ ہوا اور جب وہ دہانے پر پہنچے تو دوسرا دھماکہ ہوا۔ اور پھر تیزی سے دھماکے ہوتے چلے گئے۔ ان دھماکوں کے ساتھ ہی بڑے بڑے پتھروں کے گرنے اور ہالووال سے ٹکرانے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ جب کوئی ڈائنامیٹ پھٹتا تو سرنگ میں جیسے بجلی سی چمک جاتی اور ایک بار پھر گھپ اندھیرا سا چھا جاتا۔ عمران دل ہی دل میں دھماکوں کی باقاعدہ گنتی کر رہا تھا۔ ڈائنامیٹ سٹکس کی تعداد دو سو کے قریب تھی۔ اور گو یہ پوری دیوار کی لمبائی تک نہیں آ سکتے تھے عمران نے اسے ہالووال کے تقریباً درمیانی حصے میں سامنے والی دیوار

www.urdukorner.com

یہیں لگایا تھا۔ کیونکہ اس کا آئیڈیا تھا کہ پریشر مشینوں کا آپریٹنگ پینل ہال وال کے تقریباً سائیڈ میں ہی ہوگا۔ جب تمام سٹکس پھٹ گئیں تو عمران اور اس کے ساتھی ٹارچیں جلائے آگے بڑھنے لگے۔ نیچے پتھروں کے ڈھیر تھے۔ وہ ان پتھروں پر چلتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے لیکن عمران کی ٹارچ کی روشنی سرنگ کی اس دیوار پر پڑ رہی تھی جس میں ڈائنامائیٹ سٹکس لگائی گئی تھیں اور پھر جیسے ہی روشنی کا دائرہ ایک فولاد کے بڑے سے چوکھٹے پر پڑا۔

"یہ ہے پینل"۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور باقی ساتھیوں کی ٹارچیں بھی اس پر پڑنے لگیں۔ واقعی دیوار کے اندر کافی گہرائی میں سیاہ رنگ کے فولاد کا ایک بڑا سا باکس جو باہر سے بالکل بند تھا۔ فٹ نظر آ رہا تھا۔ اور وہ سیاہ رنگ کی تار باکس کے نیچے سے اس کے اندر جا رہی تھی۔

"اوہ۔ یہ بجلی کی تار نہیں ہے بلکہ آپریشنل وائر ہے۔ اس لئے اسے انٹی سائنٹک انداز میں تیار کیا گیا ہے۔ تاکہ انتہائی توڑ پھوڑ برداشت کر سکے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور باقی ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔

"وہ میکینکل فٹنگ بیگ کہاں ہے۔ مجھے دو۔ تنویر نے واقعی عقلمندی کی ہے۔ کہ اسے بھی ساتھ اٹھا لایا ہے۔ ورنہ اسے کھولنے کے لئے پھر اسے لینے جانا پڑتا"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور تنویر کے چہرے پر عمران کے تعریفی الفاظ سن کر مسکراہٹ سی رینگنے لگی۔ ویسے بھی اس نے منصوبے کی تباہ کاریوں کی تفصیلات

نہ سنی تھیں۔ اس لئے اس کے چہرے پر وہ وحشت نہ تھی جو صفدر اور کیپٹن شکیل کے چہروں پر تھی۔ عمران نے بیگ لے کر رکھا اور پھر ٹارچ کی مدد سے اس نے اس باکس پر لگے ہوئے سکرو تلاش کرنے شروع کر دیئے۔ تاکہ انہیں کھول کر اس باکس کو کھولا جا سکے۔ لیکن غور سے دیکھنے کے بعد اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ باکس پر کوئی سکرو نہ تھا۔ اسے شاید چاروں طرف سے ویلڈ کر دیا گیا تھا۔ تاکہ کوئی اسے کھول ہی نہ سکے۔ باکس کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ انتہائی مضبوط ترین فولاد سے بنا ہوا ہے اور اس پر بھی انٹی سائنٹک میٹریل چڑھا ہوا ہے۔ اب یہ باکس بھی بم پروف ہو چکا تھا۔

"اسے ویلڈ کر دیا گیا ہے۔ اور اس پر بھی انٹی سائنٹک میٹریل چڑھا ہوا ہے۔ اب اسے نہ ہی تباہ کیا جا سکتا ہے اور نہ کھولا جا سکتا ہے۔ صرف یہی حل ہے کہ ویلڈنگ پلانٹ یہاں لایا جائے اور طاقتور ویلڈنگ فلیم کی مدد سے اس کے جوڑ کاٹے جائیں۔ لیکن فوری طور پر ایسا ہونا ناممکن ہے"۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر اب کیا کیا جائے"۔۔۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"اس پر گولیاں مار کر تو دیکھو شاید مسئلہ حل ہو ہی جائے۔ آخر اسے اندر گہرائی میں چھپا کر لگانے کا مقصد تو یہی نظر آتا ہے کہ اس کے ٹوٹنے یا کھلنے کا خطرہ ان کے ذہنوں میں بھی موجود تھا"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

www.urdukorner.com

اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے مشین گن کی نال کا رخ اس کی سائیڈ پر کیا اور فائر کھول دیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح وہ ویلڈنگ جوڑ توڑ دیئے جائیں۔ لیکن کوشش کا نتیجہ یکسر بے سود رہا۔ گولیاں باکس سے ٹکرا کر چپٹی ہو کر نیچے گرتی جا رہی تھیں۔ لیکن باکس پر معمولی سا ڈنٹ بھی نہ پڑ رہا تھا۔

"ہٹو۔ میں اس پر بم مارتا ہوں۔ میں بم لے آیا ہوں بم" ــــ تنویر نے کہا اور اس نے برساتی ہٹا کر جیب سے ایک چھوٹا مگر طاقتور بم نکالا۔ اور اس کے ساتھیوں کے ایک طرف ہٹتے ہی اس نے پوری قوت سے بم کی پن کو انگوٹھے سے دبا کر باکس پر دے مارا۔ ایک خوفناک سا دھماکہ ہوا۔ اور باکس کے گرد دھواں سا پھیل گیا۔ لیکن جب دھواں چھٹا تو باکس اسی طرح اپنی جگہ پر موجود تھا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی بم پروف ہے" ــــ تنویر نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ اور عمران سمیت سب کے چہرے لٹک گئے۔ اس باکس کو کھولنے یا توڑنے کی کوئی تجویز کسی کے ذہن میں بھی نہ آ رہی تھی۔ عمران کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ وہ اس باکس کو کھولنے کی کوئی تجویز سوچنے کے لئے اپنی پوری ذہنی قوت کو آزما رہا تھا لیکن نتیجہ صفر۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے ذہن نے سرے سے کام کرنا ہی چھوڑ دیا ہو۔

"اگر باکس کی سائیڈوں پر چاروں طرف بم مارے جائیں تو شاید وہ کیل اکھڑ جائیں جن سے اس بکس کو دیوار میں لگایا گیا ہے" اچانک صفدر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ ترکیب شاید کام کر جائے" ــــ عمران نے کہا اور تنویر نے جلدی سے جیب سے یکے بعد دیگرے کئی بم نکالے۔ اور ایک اس نے اپنے پاس رکھا۔ باقی صفدر، اور کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیئے۔ اور پھر وہ مختلف سمتوں میں کھڑے ہو گئے۔ جب کہ عمران ہونٹ دبائے ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔ باکس کی دونوں سائیڈوں میں بم خوفناک دھماکے سے پھٹے اور پتھر اڑ اڑ کر نیچے گرے اور اسی لمحے تنویر نے باکس کے اوپر والے حصے پر دیوار پر بم مارا۔ اور اس بار اس کے ساتھ ہی چٹان کا بڑا سا حصہ اکھڑ کر نیچے ایک دھماکے سے گرا اور باکس بھی اس چٹان کے ساتھ ہی نیچے پتھروں پر گر گیا۔ عمران تیزی سے باکس کی طرف بڑھا۔ وہ چٹان کے ساتھ اس طرح چپکا ہوا تھا جیسے لوہا مقناطیس سے چپکا ہوا ہوتا ہے۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس چٹان کو سیدھا کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی باکس بھی اوپر آ گیا۔ لیکن وہ اسی طرح چٹان کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ اسے شاید کسی خاص مصالحے کے ذریعے اس چٹان کے ساتھ چپکایا گیا تھا۔ اور یہ اس قدر مضبوطی سے چپکا ہوا تھا کہ چٹان دیوار سے علیحدہ ہو کر نیچے گرنے کے باوجود وہ علیحدہ نہ ہوا تھا۔ عمران نے تیزی سے چٹان کو دوبارہ پلٹ دیا۔

"اب اس چٹان پر بم مارو" ــــ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے تنویر سے کہا۔

"یہ میرے پاس آخری بم ہے" ــــ تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ گھما کر پوری قوت سے بم اس چٹان کے

www.urdukorner.com

اوپر مار دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور چٹان ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئی۔ لیکن باکس کی اندرونی سطح بھی اُسی طرح کی تھی۔ جیسی اس کی سامنے والی سطح تھی وہ بالکل بند تھا۔ اسی طرف سے بند۔ عمران نے باکس کو سیدھا کیا۔ لیکن مسئلہ ویسے کا ویسے ہی تھا۔ باکس بند تھا۔ اور اس کے کھلنے کا کوئی طریقہ بھی ذہن میں نہ آ رہا تھا۔

"اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ یہ ٹی۔ ایکس۔ ایلیون ٹائپ باکس ہے۔ ایک سپیشل ٹائپ کا باکس۔ نہیں کھل سکے گا۔ لیکن یہ اتنی بڑی مشینری یقیناً یا تو بجلی سے چل سکتی ہے۔ یا پھر اس کے لئے کوئی اٹیمک بیٹری استعمال کی گئی ہوگی۔ اب ایک ہی صورت ہے کہ ہمیں اس کی پاور سپلائی کاٹنی ہوگی۔ صفدر، تم باہر جا کر بجلی کے کھمبوں کو چیک کرو۔ یقیناً کسی کھمبے کے ساتھ تار نیچے زمین پر جا رہی ہوگی۔ اُسے مشین گن سے اڑا دو۔ اور کیپٹن شکیل تم باہر جا کر دریا کی طرف جاؤ۔ سرنگ کے ساتھ ساتھ۔ اگر کوئی اٹیمک بیٹری ہے تو پھر لازماً اسے دریا کے قریب کسی اونچی جگہ کسی بند پر فٹ کیا گیا ہوگا۔ کیونکہ پانی لگنے سے وہ بےکار ہو سکتی ہے۔ اور اگر مل جائے تو اس کو فوراً پوائنٹ آف کر دینا۔ جلدی کرو"۔۔۔۔ عمران نے چیخ چیخ کر انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور وہ دونوں تیزی سے واپس دہانے کی طرف دوڑ پڑے۔ جب کہ عمران اس باکس پر ایک بار پھر جھک گیا۔ ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹارچ کی روشنی میں اس نے اس باکس کو اب چاروں طرف سے غور سے چیک کرنا شروع کر دیا۔ پھر اچانک ٹارچ کی روشنی

ایک جگہ پر رک گئی۔ یہ باکس کی سائیڈ تھی۔

"کیا ہوا۔ کوئی خاص بات"۔۔۔۔ تنویر نے روشنی کو کچھ دیر ایک جگہ پر رکتے دیکھ کر چونک کر پوچھا۔

"ایک چھوٹا سا سوراخ موجود ہے۔ ٹارچ پکڑو۔ میں دیکھتا ہوں۔ شاید فٹنگ بیگ میں کوئی ایسی چیز نکل آئے جس سے اس باریک سے سوراخ کو استعمال میں لایا جا سکے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے ٹارچ پکڑ لی۔ عمران مڑ کر بیگ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس نے بیگ کی زپ کھولی اور اُسے ایک ذرا خالی جگہ پر الٹ دیا۔ بیگ میں سے مختلف قسم کے چھوٹے بڑے اوزار نکل کر ڈھیر ہو گئے۔ عمران نے تیزی سے اس ڈھیر کو ہٹانا شروع کر دیا۔ اور پھر اس کی نظریں ایک باریک سی سوئی والے آلے پر پڑ گئیں۔ جس کے پیچھے ایک سرنج جیسی سرخ رنگ کی لمبی سی نلکی فٹ تھی۔ اور نلکی کے اینڈ میں ایک بٹن سا لگا ہوا تھا۔ عمران نے جھپٹ کر اُسے اٹھایا۔ اس کی آنکھوں میں بے اختیار چمک سی ابھر آئی۔ کیونکہ یہ انتہائی جدید قسم کا گیس کٹر تھا۔ اس نلکی کے اندر سرخ رنگ کی ایسی گیس بھری ہوئی تھی جو فولاد کو بھی اس طرح کاٹ دیتی تھی۔ جیسے تار صابن کو کاٹ دیتی ہے۔ ابھی عمران نے یہ گیس کٹر اٹھایا ہی تھا کہ یک لخت پوری سرنگ میں تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دینے لگی۔ اور اس کے ساتھ ہی باکس کے اندر سے سائیں سائیں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔

"دیوار اوپر کو اٹھ رہی ہے عمران"۔۔۔۔ تنویر نے بری طرح

www.urdukorner.com

چیختے ہوئے کہا۔ واقعی دیوار آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھ رہی تھی۔ اور سرنگ کا وہ حصہ جس کے نیچے دیوار موجود تھی سے پتھر اور چٹانیں ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے گر رہی تھیں۔

"باہر۔ باہر نکلو عمران۔ ابھی یہ ساری سرنگ بیٹھ جائے گی"۔ تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔

"تم جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے دہشت زدہ انداز میں کہا۔ اسی لمحے اس کے اوپر اور ارد گرد بھی پتھر تیزی سے گرنے لگے لیکن عمران کو کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔ وہ سوئی کی کیپ ہٹا کر نلکی کے آگے لگی ہوئی سوئی کو اس باریک سوراخ میں داخل کرنے کی کوشش میں مصروف تھا لیکن تیز گڑگڑاہٹ اور مشینوں کے چلنے کی وجہ سے پوری سرنگ اس طرح لرز رہی تھی جیسے شدید زلزلے کی زد میں آ گئی ہو۔ اور پھر اوپر سے مسلسل پتھر اور پتھریلی مٹی بھی اس پر گر رہی تھی۔ لیکن عمران ہر چیز سے بے نیاز اپنے کام میں مصروف تھا۔ ٹارچ اس نے اس طرح پھنسا کر رکھی ہوئی تھی۔ کہ اس کی روشنی مسلسل باکس پر پڑتی رہے۔

"تم اطمینان سے کام کرو عمران۔ میں اوپر سے آنے والی ہر بلا سے تمہاری حفاظت کروں گا"۔۔۔۔ اسی لمحے تنویر نے کہا۔ لیکن عمران ذہنی طور پر اس سٹیج پر پہنچ چکا تھا۔ کہ اس کے کان میں تو شاید تنویر کی آواز پڑی ہو گی۔ لیکن اس کے ذہن نے اسے قبول نہ کیا تھا۔ مشینیں مسلسل چل رہی تھیں۔ دیوار آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھ رہی تھی۔ اور سرنگ کی چھت سے اب بڑے بڑے

پتھر۔ پتھریلی چٹانیں اور ملبہ تیزی سے نیچے گرنے لگا تھا۔ اور یقیناً چند لمحوں بعد کوئی چٹان عمران پر گر کر اس کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ بھی کر سکتی تھی۔ لیکن عمران ان سب باتوں سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ اس کے ذہن میں صرف کروڑوں بے گناہ شہریوں کی موت اور پاکیشیا کی عبرت ناک تباہی کا منظر بھی اس طرح ساکت ہو گیا تھا جیسے سکرین پر کسی فلم کا سین آگے بڑھنے کی بجائے ساکت ہو جاتا ہے۔ سوراخ بے حد باریک تھا۔ چونکہ زمینی دیواریں مسلسل ہل رہی تھی۔ اس لئے باوجود کوشش کے گیس کٹر کی باریک سوئی اس سوراخ میں نہ جا رہی تھی۔ لیکن عمران جنونی انداز میں جدوجہد میں مصروف تھا اور پھر اچانک سوئی سوراخ سے ٹکرائی اور باریک سوئی آدھے سے زیادہ ٹوٹ گئی۔ عمران کے پہلے سے بھنچے ہوئے ہونٹ اور زیادہ شدت سے بھنچ گئے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ کیونکہ سوئی ٹوٹ جانے کی وجہ سے اس کا باقی حصہ ایک جھٹکے سے سوراخ کے اندر داخل ہو گیا۔ اور دوسرے لمحے عمران نے پوری قوت سے نلکی کے پیچھے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر دیا۔ نلکی ایک لمحے کے لئے اس کے ہاتھ میں لرزی۔ دوسرے لمحے وہ سرخ کی جگہ سفید رنگ اختیار کر گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی باکس میں سے نکلنے والی مخصوص آواز اور مشینوں کی تیز گڑگڑاہٹ بھی یکلخت بند ہو گئی۔ اب صرف پتھر گرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"ہرا۔ آخر کار اللہ نے ہمیں بچا لیا"۔۔۔۔ عمران نے ایک جھٹکے

www.urdukorner.com

سے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا اٹھتا ہوا جسم اپنے اوپر جھکے ہوئے تنویر سے ٹکرایا اور تنویر ایک دھماکے سے الٹ کر پہلو کے بل پتھروں پر جا گرا۔ تنویر کا جسم بے حس و حرکت تھا۔

"ارے ارے۔ کیا ہوا تمہیں"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں تنویر پر جھکتے ہوئے کہا۔ لیکن تنویر کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ بے ہوش تھا۔

"اوہ اوہ۔ تم نے مجھ پر آڑ کر کے اوپر سے گرنے والے سارے پتھروں کی ضرب خود کھائی ہے۔ اوہ۔ تم عظیم ہو تنویر"۔۔۔۔ عمران نے بے اختیار چیخنے کے سے انداز میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے جھپٹ کر فرش پر پڑے تنویر کو اٹھا کر کاندھے پر لادا۔ پتھروں میں دبی پڑی ٹارچ اٹھائی جو ابھی تک جل رہی تھی۔ اور دہانے کی طرف دوڑنے لگا۔ دیوار اب اوپر کو اٹھنی بند ہو چکی تھی۔ مشینیں ساکت کھڑی تھیں۔ اور چھت پر سے گرنے والے پتھر اور چٹانوں میں بھی اب خاصی کمی آگئی تھی۔ سرنگ کی چھت کا وہ حصہ زیادہ متاثر ہوا تھا جہاں سے دیوار اوپر کو اٹھی تھی۔ باقی چھت سے چھوٹے بڑے پتھر گرے ضرور تھے لیکن بہرحال وہ اپنی جگہ قائم تھی۔

"عمران صاحب۔ عمران صاحب۔ تنویر۔ تنویر"۔۔۔۔ اسی لمحے دور سے ٹارچوں کی روشنی اور صفدر اور کیپٹن شکیل کی تیز آوازیں سنائی دیں اور چند لمحوں بعد وہ دوڑتے ہوئے قریب آ گئے۔

"تنویر کو سنبھالو صفدر۔ میرا اپنا سر بری طرح چکرا رہا ہے"۔۔۔۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا کہ صفدر نے تیزی سے جھپٹ کر تنویر کو عمران کے کاندھے سے کھینچ کر اپنے کاندھے پر لاد لیا۔ جب کہ کیپٹن شکیل نے عمران کو سنبھالا۔ اور پھر وہ سب واپس دہانے کی طرف بڑھ گئے۔ باہر اسی طرح بارش پورے زور و شور سے جاری تھی۔ اس لئے وہ ان عمارتوں کی طرف بڑھ گئے جو خالی پڑی تھیں۔

"خدا کا شکر ہے۔ پاکیشیا اپنی تاریخ کی سب سے بڑی تباہی سے دوچار ہونے سے بچ گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کمرے میں جا کر ایک دیوار سے پشت لگا کر بیٹھتے ہوئے طویل سانس لے کر کہا۔

"تنویر تو شدید زخمی ہے عمران صاحب۔ اس کی پوری پشت۔ سر کا پچھلا حصہ اور گردن زخموں سے اٹی پڑی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے سینے کے بل تنویر کو فرش پر لٹا کر پہلی بار ٹارچ کی روشنی میں اس کی پشت اور سر کے پچھلے حصے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ اور عمران کی آنکھیں بھی تنویر کی حالت دیکھ کر حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس کے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ تنویر اس قدر شدید زخمی بھی ہو سکتا ہے۔

"اوہ اوہ۔ وہ میڈیکل بیگ وہیں سرنگ میں رہ گیا ہے۔ جاؤ اٹھا لاؤ۔ جلدی کرو تنویر کی حالت بے حد خراب ہے"۔۔۔۔ عمران نے اپنی تکلیف بھول کر چیختے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن

www.urdukorner.com

شکیل دونوں ہی مڑ کر دوڑتے ہوئے اس کمرے سے باہر نکل گئے۔

"اوہ اوہ تنویر۔ تم نے پاکیشیا کے کروڑوں افراد کی موت اور پورے ملک کی عبرت ناک تباہی کو اپنی پشت پر روکا ہے۔ اوہ۔ تم عظیم ہو تنویر۔ میں تمہاری عظمت کو سلام کرتا ہوں"۔۔۔ عمران نے بے اختیار ہو کر عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔

تھوڑی دیر بعد صفدر اور کیپٹن شکیل واپس آ گئے۔ اور عمران نے بیگ کھول کر سب سے پہلے تنویر کو دو انجکشن لگائے۔ اور پھر اس نے صفدر کو اس کے زخم صاف کر کے بینڈیج کرنے کے لئے کہا۔ کیونکہ اب اس کی اپنی حالت بھی کافی سے زیادہ خراب ہو چکی تھی۔ تنویر یہ میڈیکل باکس سرنگ میں لایا تو اس کے زخموں کی بینڈیج کے لئے تھا۔ لیکن پھر حالات اس قدر تیزی سے آگے بڑھتے رہے کہ اس بیگ کو کھولنے کا ہی کسی کو موقع نہ ملا۔

"آپ لیٹ جائیں عمران صاحب۔ میں آپ کی بینڈیج کر دیتا ہوں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے عمران کو بازوؤں سے پکڑ کر تنویر کے ساتھ فرش پر لٹاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے بھی عمران کو یکے بعد دیگرے تین مختلف قسموں کے انجکشن لگائے اور پھر اس کے سر اور جسم کے زخموں پر بینڈیج میں مصروف ہو گیا۔ انجکشن لگنے سے عمران کا ڈوبتا ہوا دل اور دماغ کی کیفیت تیزی سے سنبھل گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد تنویر کو بھی ہوش آ گیا اور پھر عمران کی

ہدایت پر صفدر نے تنویر کو ہوش آنے کے بعد بھی دو انجکشن لگا دیئے۔ ان انجکشنوں کے لگنے کے بعد تنویر کی حالت خطرے سے باہر ہو گئی۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل حتیٰ کہ عمران کے چہرے پر بھی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"وہ۔ وہ دیوار۔ کیا ہوا اُس سے"۔۔۔ تنویر نے ہوش میں آتے ہی اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تنویر۔ تم نے پاکیشیا کی تاریخ کا وہ کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ کہ اگر اس کی تفصیلات پاکیشیا کے عوام کو بتا دی جائیں تو یقیناً پاکیشیا کا ایک ایک بچہ تمہارے پیر دھو کر پینے کو اپنے لئے سعادت سمجھے گا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے۔ میں نے کیا کیا ہے۔ تم پر پتھر برس رہے تھے اور تم زخمی ہو سکتے تھے۔ جب کہ تم کسی اہم کام میں مصروف تھے۔ اس لئے میں نے تو صرف اتنا کیا ہے کہ دیوار پر دونوں ہاتھ جما کر تمہارے اوپر اپنے جسم کی آڑ کر دی تھی تاکہ اوپر سے گرتے ہوئے پتھر تم تک نہ پہنچ سکیں اور تم جو کام کر رہے ہو۔ وہ کر ڈالو۔ اس کے بعد بس مجھے یہی احساس ہوتا رہا ہے جیسے میری پشت پر مسلسل برچھیاں ماری جا رہی ہوں۔ پھر کیا ہوا۔ یہ مجھے معلوم نہیں۔ اب میں یہاں ہوں۔ مجھے بتاؤ۔ وہ کام ہو گیا یا نہیں"۔۔۔ تنویر نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔۔۔ تمہاری اس آڑ کی وجہ سے تو مجھے موقع مل گیا۔ کہ اس سوراخ میں گیس کٹر کی سوئی داخل کر کے مخصوص گیس اس باکس کے اندر انجکٹ کر سکوں۔ جیسے ہی گیس انجکٹ ہوئی۔ اس نے اندر موجود نازک اور پیچیدہ سسٹم کی سب تاروں کو

www.urdukorner.com

کاٹ کر رکھ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پروسس آف ہو گیا۔ اور دیوار اوپر چڑھنی بند ہو گئی۔ میرا خیال ہے زیادہ سے زیادہ ایک فٹ دیوار اوپر گئی ہو گی اور اس سیلابی پانی میں ایک فٹ کی رکاوٹ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ پروسس آف نہ ہو سکتا تو یقیناً ہالووال دس بارہ فٹ دریا کے بند سے باہر بلند ہو جاتی اور پھر کروڑوں افراد کی ہلاکت اور اربوں، کھربوں کے مالی نقصانات بلکہ پاکیشیا کی ہر لحاظ سے عبرتناک تباہی کا آغاز ہو جاتا"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور تنویر کی آنکھیں پہلی بار حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ اس کے ذہن میں تو اس منصوبے کے اس ہولناک نتائج کا تصور ہی نہ تھا۔ جس وقت عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو تفصیل بتائی تھی اس وقت تنویر کمرے سے باہر گیا ہوا تھا۔

"کروڑوں افراد کی ہلاکت اور پاکیشیا کی تباہی اسی دیوار سے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔۔۔ تنویر نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم نہیں تنویر۔ عمران صاحب درست کہہ رہے ہیں"۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تنویر کو تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔ اور تنویر کا چہرہ ان تفصیلات کو سنتے ہی بری طرح بگڑتا چلا گیا۔

"اوہ اوہ۔ اس قدر ہولناک اور تباہ کن منصوبہ تھا ان لوگوں کا۔ عمران۔ تم نے یہ منصوبہ ناکام کر کے نہ صرف پاکیشیا پر احسان

کیا ہے بلکہ تم نے میری نظروں میں بھی اپنی عظمت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھا لی ہے۔ تم جیسا آدمی شاید صدیوں میں دوبارہ پیدا نہیں ہو سکتا"۔۔۔ تنویر نے انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

"پیدا کیسے ہو سکتا ہے۔ رقیب رقابت سے باز آئیں گے، تو بات آگے بڑھے گی اور کوئی پیدا بھی ہو سکے گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور دوسرے لمحے کمرہ کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں کے حلق سے نکلنے والے بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ تنویر بھی بے اختیار ہنس دیا۔

"بس یہی تم میں بکواس کرنے والا عیب نہ ہوتا تو لاکھوں کے تھے"۔۔۔ تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لاکھوں۔ لاحول ولا قوۃ۔ بھائی۔ اتنے پیدا نہیں ہو سکتے۔ مجھے معاف رکھو"۔۔۔ عمران نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا اور اس بار اس قدر زوردار قہقہے پڑے کہ جیسے کمرے کی چھت ہی اڑ جائے گی۔ اور ان قہقہوں میں تنویر کا قہقہہ بھی شامل تھا۔

"اب ذرا ان کا حال بھی معلوم کر لیں جو صاحبان اس خوفناک ہالووال منصوبے کے پلانر ہیں۔ پاکیشیا کے قومی مجرم"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی اتار لی۔ اور اس کا ونڈ بٹن کھینچ کر سوئیوں کو ایک مخصوص ہندسے پر جمع کرنے میں مصروف ہو گیا۔ تاکہ جولیا کو کال کر سکے۔ اور صفدر اور دوسرے ساتھی خاموش ہو کر اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھنے لگے۔

www.urdukorner.com

عمران کے چہرے پر ایک بار پھر گہری سنجیدگی طاری ہو گئی تھی۔

ایک بڑے سے کمرے میں سر ہنری فریڈ اور کریگر صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کریگر کے ساتھ اس کا نمبر ٹو جیمز کے علاوہ بلیو لائن کا چیف انجینئر رابرٹ بھی بیٹھا ہوا تھا۔ ان سب کے چہرے کامیابی کی اندرونی مسرت سے چمک رہے تھے۔ وہ اس طرح ڈھیلے ڈھالے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ ان کے کندھوں سے اتر گیا ہو۔ البتہ سر ہنری فریڈ کے چہرے پر قدرے پریشانی اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"آپ بے فکر رہیں سر ہنری فریڈ۔ اول تو اب وہاں کسی کے جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ باہر انتہائی زوردار بارش ہو رہی ہے۔ اور وہ تو ویسے بھی میدانی علاقہ ہے۔

وہاں تو ہر طرف پانی ہی پانی پھیلا ہوا ہوگا۔ دوسری بات یہ کہ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ کوئی اس سرنگ کے اندر پہنچ بھی جائے تو اُسے صرف دیوار اور اس سے چمٹی ہوئی مشینیں ہی نظر آئیں گی۔ مشینیں مکمل طور پر فول پروف ہیں انہیں نہ توڑا جا سکتا ہے نہ ان کی کارکردگی کو روکا جا سکتا ہے۔ دیوار بھی اس وقت تک اس پوزیشن میں پہنچ چکی ہے کہ اُسے طاقتور ڈائنامیٹ سے بھی معمولی سا نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا۔ پھر آپریشنل پینل میں نے کریگر صاحب کی ہدایت پر دیوار کے اندر چھپا کر چسپاں کیا ہے۔ اور یہ آپریشنل پینل اور اس سے ملحقہ آپریشنل وائر ہٹ فول پروف ہیں۔ ان پر آگ، پانی۔ فائرنگ کسی چیز کا بھی کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ آپریشنل پینل باکس کے اوپر چٹانیں ایک مخصوص مصالحے سے چپکا دی گئی ہیں۔ اس لئے اُسے تو کسی صورت چیک بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر چیک بھی کر لیا جائے تو اُسے نہ بموں سے توڑا جا سکتا ہے نہ کاٹا جا سکتا ہے"۔

رابرٹ نے پوری تفصیل سر ہنری فریڈ کو بتلاتے ہوئے کہا کیونکہ سر ہنری فریڈ کو مسلسل یہی فکر کھائے جا رہا تھا کہ اگر ان کی عدم موجودگی میں سرنگ کو چیک کر لیا گیا تو پھر ان کی پوزیشن بین الاقوامی طور پر انتہائی خراب ہو جائے گی اور ٹنشن بھی۔ جس کی خاطر انہوں نے اپنا پورا کیریئر داؤ پر لگا دیا ہے۔ وہ بھی معلوم نہیں مکمل بھی ہو سکے گا یا نہیں۔ اور رابرٹ ان کے انہی سوالات کی وجہ سے انہیں تفصیل بتا رہا تھا۔

www.urdukorner.com

"لیکن آخر یہ نظام کسی انرجی سے ہی چلے گا۔ اس شدید بارش میں بجلی بھی تو فیل ہو سکتی ہے۔ پھر کیا ہو گا" ____ سر ہنری فریڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"بجلی فیل ہو سکتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ بجلی کیوں فیل ہو جائے گی۔ جب سب تار درست ہوں تو کیسے بجلی فیل ہو جائے گی" رابرٹ نے ایسے انداز میں کہا جیسے اس کے ذہن میں بجلی فیل ہو جانے کا کوئی تصور تک نہ ہو۔ کریگر کے چہرے پر بھی ایسے ہی تاثرات تھے۔

"تم شاید گریٹ لینڈ سے باہر کبھی نہیں گئے یا پھر پاکیشیا جیسے ملک میں نہیں گئے بھائی۔ یہاں تو بجلی فیل ہوتی ہے۔ جب سے میں یہاں کام کر رہا ہوں اکثر بجلی فیل ہو جاتی تھی۔ پھر پتہ چلتا تھا کہ فلاں ٹرانسفارمر جل گیا ہے یا فلاں جگہ سے تار ٹوٹ گئی ہے۔ یا پورا گرڈ اسٹیشن کا نظام ہی فیل ہو گیا ہے اور گھنٹوں بجلی نہ آتی تھی۔ اس لئے تو ہنگامی طور پر میں نے اپنے دفتر میں جنریٹر رکھا ہوا تھا" ____ سر ہنری فریڈ نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہ واقعی انتہائی تشویش انگیز بات ہے۔ یہ نظام تو بجلی کی سپلائی سے ہی چلے گا۔ اگر بجلی فیل ہو گئی تو ہمارا تو سارا کیا دھرا ہی ختم ہو کر رہ جائے گا۔ آپ یہ بات پہلے بتاتے تو میں گریٹ لینڈ سے ایٹمی بیٹریاں منگوا کر متبادل ذریعے کے طور پر نصب کر دیتا" ____ رابرٹ کے چہرے پر پہلی بار انتہائی تشویش انگیز تاثرات ابھر آئے۔ کریگر بھی جواب سن کر ڈھیلے ڈھالے

انداز میں بیٹھا ہوا تھا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"اوہ پھر ہمیں انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔ فوری طور پر مشن کو مکمل کر دینا چاہیئے" ____ کریگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے ایک چھوٹا سا باکس باہر نکال لیا۔ جو ایک مخصوص دھات کا بنا ہوا تھا۔

"لیکن ہماری پرواز تو کل گیارہ بجے دوپہر کو جائیں گی۔ اور اس وقت مشن مکمل کرنے کا مطلب ہے کہ یہ سارا علاقہ بھی شدید ترین سیلاب اور طوفان کی زد میں آجائے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ ہماری واپسی کا راستہ بھی بند ہو جائے" ____ سر ہنری فریڈ نے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے سر ہنری فریڈ۔ ایئرپورٹ اور یہ ہمارا علاقہ سوراجیا ٹیلے والی طرف ہے یہ محفوظ علاقہ ہے۔ جب کہ اہم فوجی چھاؤنیاں اور دارالحکومت کا اصل علاقہ دریا کی دوسری طرف باکش کے کھنڈرات والے حصے کی طرف ہے۔ اور میں نے یہ بھی چیک کر لیا تھا کہ اگر سیلابی پانی کا زیادہ زور دوسری طرف ہو تو ادھر جب دریا اپنا راستہ بنائے گا۔ تو پاکیشیا کے سب بڑے بڑے شہر اور اہم علاقے تباہ ہوں گے۔ اس لئے میں نے جان بوجھ کر ہالو وال کو اس طرح بنایا ہے کہ وہ سوراجیا ٹیلے کی طرف سے دو فٹ زیادہ بلند اور باکش کے کھنڈرات کی طرف دو فٹ نیچی ہو گی۔ اس طرح جب ہالو وال سے پانی ٹکرائے گا تو لازماً اس کا پورا زور

www.urdukorner.com

باکش کے کھنڈرات والے حصے کی طرف زیادہ پڑے گا اور ادھر پانی کم آئے گا۔ اس لئے اگر پورا دارالحکومت تباہ بھی ہو جائے تب بھی ایئرپورٹ بچ جائے گا۔ اور ہم بھی۔ اور پھر ویسے بھی ہم سرکاری مہمان ہیں۔ اس لئے ہماری ہنگامی حالات میں بھی خصوصی حفاظت کی جائے گی"۔۔۔۔ رابرٹ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ پھر ہمیں یہ مشن مکمل کر لینا چاہیئے۔ ویسے بھی ہالووال سے دارالحکومت اتنا دور ہے کہ یہاں مکمل تباہی میں کافی وقت لگ جائے گا۔ اس لئے ہم محفوظ رہیں گے۔ لیکن اگر واقعی عین وقت پر بجلی فیل ہو گئی تو پھر سب کچھ ختم ہو جائے گا"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے کہا۔

"او۔ کے۔ پھر مشن کی تکمیل کر ہی دی جائے"۔۔۔۔ کریگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے باکس کی سائیڈ پر اپنا انگوٹھا رکھ کر اسے دبایا تو باکس کا ڈھکن ایک جھٹکے سے کھل گیا اس کے اندر ایک اور سیاہ رنگ کا ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ موجود تھا۔ جس پر تین بڑے بڑے بٹن ایک قطار کی صورت میں موجود تھے اور ان کے اوپر تین مختلف رنگوں کے چھوٹے چھوٹے بلب بھی لگے ہوئے تھے۔

"سر ہنری۔ ان بٹنوں کے اندر پاکیشیا کے کروڑوں افراد کی موت چھپی ہوئی ہے۔ پورے پاکیشیا کی مکمل تباہی ان بٹنوں کے اندر ہے۔ یہ یقینی موت اور یقینی تباہی کا آلہ ہے اس وقت ایک ایشیائی ملک کی تقدیر اس آلے میں موجود

ہے"۔۔۔۔ کریگر نے انتہائی پرجوش اور جذباتی لہجے میں کہا۔

"ہماری محنت اور ہماری کارکردگی بھی اس آلے میں چھپی ہوئی ہے۔ مسٹر کریگر۔ یہ ایک تاریخی لمحہ ہے جب ہم چند افراد ایک ملک کو موت کی اندھی دلدل میں دھکیل رہے ہیں۔ ملک کے کروڑوں افراد جو اس وقت عیش کی نیند سو رہے ہوں گے۔ ہمارے رحم و کرم پر ہیں۔ دباؤ بٹن"۔۔۔۔ رابرٹ نے انتہائی جذباتی اور فخریہ لہجے میں کہا۔ جیسے وہ کروڑوں بے گناہ افراد کی موت کی بجائے ان کی زندگی بچانے کی بات کر رہا ہو۔

اور کریگر نے سر ہلاتے ہوئے پہلے زرد رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کے اوپر لگا ہوا زرد رنگ کا بلب تیزی سے جل اٹھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ آلہ صحیح کام کر رہا ہے۔ اور اس کا رابطہ اصل مشن سے قائم ہے۔ کریگر نے دوسرا بٹن دبا دیا تو اس کے اوپر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اور اس کے ساتھ ہی سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔ کیونکہ اس بلب کے جلنے کا مطلب تھا کہ مشن کی مشینری اور اس کا آپریشنل پینل بالکل درست حالت میں ہے اور بجلی کی رو بھی موجود ہے۔

"اب میں مشن کی تکمیل اور پاکیشیا کی مکمل تباہی کا بٹن دبانے والا ہوں"۔۔۔۔ کریگر نے تیز لہجے میں کہا اور کمرے میں موجود ہر شخص کی نگاہیں اس آلے پر موجود سرخ رنگ کے بٹن پر جم گئیں اور پھر کریگر کی انگلی ایک جھٹکے سے حرکت میں آئی اور

www.urdukorner.com

سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے اوپر موجود سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

"ہرا۔ ہم کامیاب ہو گئے" ـــــ بیک آواز سب نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ان سب کے چہرے کامیابی کی بے پناہ مسرت سے جگمگا اٹھے۔ چند لمحوں بعد یک لخت تینوں بلب ایک جھماکے سے خود بخود بجھ گئے۔

"ارے۔ یہ کیا ہوا" ـــــ سر ہنری فریڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"گھبرائیں نہیں سر ہنری فریڈ۔ اس آلے کا کام ختم ہو گیا ہے۔ اور وہاں آپریشنل پینل خودکار انداز میں کام شروع کر چکا ہے۔ اب جب تک ہالووال سرنگ کی چھت پھاڑ کر اوپر اپنی پوری بلندی تک نہ پہنچ جائے گی اس وقت تک یہ پراسس دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی" ـــــ رابرٹ نے مسرت بھرے انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور سر ہنری فریڈ کا چہرہ جو قدرے سکڑ سا گیا تھا۔ رابرٹ کی بات سن کر ایک بار پھر کھل اٹھا۔

"ٹی وی لگا دیں سر ہنری فریڈ۔ سیلاب کی خطرناک صورتحال کی بنا پر آج ساری رات بلیٹن نشر ہو رہے ہیں۔ اور ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ کس طرح بوکھلاتے ہیں کس طرح مرتے ہیں" ـــــ کریگر نے کہا۔ اور سر ہنری فریڈ نے اٹھ کر ایک طرف میز پر رکھا ہوا ٹی وی آن کر دیا۔ ٹی وی پر نیوز ریڈر

مطمئن انداز میں بلیٹن نشر کر رہا تھا۔ اور اس کے مطابق دریاؤں کی صورتحال قابو میں تھی۔ اور تمام بند صحیح حالت میں ہیں۔ کسی قسم کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

"ابھی تمہیں پتہ چل جائے گا کہ تمہارے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔ ابھی دیکھنا صورتحال کیسے تمہارے قابو سے نکلتی ہے۔ ہا۔ ہا ـــ نادان، جاہل لوگ" ـــــ کریگر نے بلیٹن ختم ہوتے ہی زور سے قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ اور باقی سب افراد بھی اس کی اس بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"وہ سیکرٹ سروس جس سے میٹنگ کے دوران لارڈ اسٹلی ڈرا رہے تھے۔ وہ بھی اپنے بستروں میں پڑی سو رہی ہو گی اور وہ مسخرہ بھی جو پروفیسر راشد حسین بن کر جائزہ لینے آیا تھا۔ نانسنس" ـــــ چند لمحوں بعد کریگر نے کہا۔ اور سر ہنری فریڈ بھی ہنس پڑے۔

ٹی وی پر کوئی مزاحیہ پروگرام دکھایا جا رہا تھا۔ وہ سب خاموش بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔ انہیں اس لمحے کا شدت سے انتظار تھا۔ جب ان کے خیال کے مطابق پروگرام کو فوری طور پر بند کر کے دارالحکومت کے بچاؤ کے لئے ہنگامی حالات کا اعلان کیا جائے گا۔ لیکن پروگرام مسلسل چل رہا تھا۔

"یہ کیسے غافل لوگ ہیں۔ خوفناک موت جبڑے پھاڑے ان پر لپک رہی ہے اور انہیں ابھی تک خبر بھی نہیں ہوئی"

www.urdukorner.com

کریگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا۔ کہ پروگرام ختم ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر خصوصی سیلاب بلیٹن کا ٹیلپ نظر آنے لگا۔

" ہونہہ ۔۔۔ اب بتائیں گے یہ اپنی مکمل تباہی کے متعلق پہلی خبر" ۔۔۔ کریگر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے نیوز ریڈر سکرین پر نظر آیا۔ لیکن اس کے چہرے پر کسی قسم کے خوف و ہراس کے تاثرات موجود نہ تھے۔ وہ پوری طرح مطمئن نظر آ رہا تھا۔

" ملک کے تمام شہریوں کو انتہائی مسرت سے بتایا جاتا ہے کہ دریاؤں میں پانی سیلابی درجے تک چڑھ آنے کے باوجود سیلاب کی صورت حال مکمل طور پر قابو میں ہے۔ تمام حفاظتی بند اور سپر بند محفوظ ہیں۔ کسی قسم کی پریشانی کی ضرورت نہیں ہے۔ اعلان ختم ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک نغمہ دکھایا جانے لگا۔

" اوہ اوہ۔ یہ لوگ یقیناً عوام سے اس صورت حال کو چھپا رہے ہیں۔ یہ دھوکہ دے رہے ہیں پبلک کو۔ یہ یقیناً دھوکہ دے رہے ہیں۔ لیکن یہ کب تک دھوکہ دیں گے۔ آخر کب تک آخر کار انہیں بتانا پڑے گا۔ کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے" کریگر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

" آپ کو کس بات کی فکر ہے۔ اب ان کی موت اور تباہی مقدر ہو چکی ہے" ۔۔۔ رابرٹ نے کہا اور کریگر نے سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر ٹی وی آف کر دیا۔

" میں اس صریحاً دھوکے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ ایشیائی واقعی دھوکے باز ہیں" ۔۔۔ کریگر نے کہا اور اس کی اس بے چینی اور حالت پر سب مسکرا دیئے۔ ان سب کے دلوں کی بھی یہی کیفیت تھی وہ سب اپنی انا کی تسکین کے لئے وہ اعلان سننا چاہتے تھے جس کی انہیں سو فیصد توقع تھی۔

" اب صبح تک نیند تو بہر حال نہیں آئے گی۔ لیکن آرام تو کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے میرے خیال میں ہمیں اپنے اپنے کمروں میں چلے جانا چاہیئے" ۔۔۔ کریگر نے کہا۔ اور باقی سب افراد نے سر ہلا دیئے۔

www.urdukorner.com

شدید بارش میں دو کاریں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں ٹیکنو کمرشل کالونی میں داخل ہوئیں۔ ایک کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر اور دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن شکیل تھا جب کہ تنویر، کیپٹن شکیل کے ساتھ اور عمران صفدر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کے سر اور گردن پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ جب کہ تنویر کی ساری پشت پٹیوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اس کے سر اور گردن کا عقبی حصہ پر بھی چونکہ شدید زخمی تھا۔ اس لئے ان دونوں حصوں پر بھی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ لیکن عمران اور تنویر کے چہروں پر گہرا اطمینان اور قلبی مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ کاریں کالونی میں داخل ہو کر آہستہ آہستہ آگے بڑھتی گئیں۔ آگے صفدر کی کار تھی۔ اس نے عمران کی ہدایت پر تین بار ہیڈ لائٹس کو جلا بجھا کر مخصوص

کاشن دیا تو دور ایک گھنے درخت کے نیچے سے بھی ایک کار کی ہیڈ لائٹس جلیں اور پھر اسی طرح تین بار جل بجھ کر تاریک ہو گئیں۔ صفدر کار اس درخت کی طرف لے گیا۔ اور چند لمحوں بعد دونوں کاریں اس گھنے اور تناور درخت کے نیچے پہنچ گئیں۔ برگد کا یہ درخت خاصا پرانا تھا اور اس کی شاخیں چاروں طرف دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ پہلے ہی اس کے نیچے جولیا کی کار موجود تھی۔ عمران نے سوراجیا ٹیلے سے روانگی سے پہلے وائرلیس ٹرانسمیٹر پر جولیا سے رپورٹ لے لی تھی۔ اور جولیا کی رپورٹ کے مطابق کوئی شخص اس کوٹھی سے باہر نہ آیا تھا۔

"ارے۔ تم لوگ زخمی ہو۔ کیا ہوا"۔۔۔۔ کار سے باہر کھڑی جولیا نے عمران اور تنویر کے کار سے باہر آتے ہی چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر انتہائی تشویش کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ خاص طور پر وہ عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"رقابت رنگ لائی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل آہستہ سے ہنس پڑے۔ اور تنویر کے لبوں پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی۔ جب کہ جولیا کے چہرے پر شرم کے ساتھ ساتھ غصے کے تاثرات بھی ابھر آئے۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کیا ہوا ہے۔ پھر تنویر تو بہت زیادہ زخمی لگتا ہے۔ کیا ہوا تنویر۔ تم بتاؤ"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

www.urdukorner.com

"مس جولیا ۔ مشن کے دوران چوٹیں آئی ہیں اور کیا ہونا ہے"۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور اس سے پوچھو کہ مشن کہاں تھا۔ مشن تو یہاں کھڑا بارش کے نظارے سے لطف اندوز ہو رہا تھا اور تنویر بیچارہ وہاں مشن کی خاطر چوٹیں کھا رہا تھا"۔۔۔ عمران نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر کی کار رینگتی ہوئی درخت کے نیچے آگئی۔

"یہ ٹائیگر اس بارش میں کہاں گیا تھا"۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"کہہ رہا تھا ذرا راؤنڈ لگا آؤں۔ میں نے کہا جاؤ"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"باس ۔ آپ زخمی ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی تشویش بھرے انداز میں کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے چھوڑو۔ اپنی بات کرو۔ کیا پوزیشن ہے"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس ۔ میں یہ جائزہ لینے گیا تھا کہ اگر اس کوٹھی کے اندر جانا پڑے تو کون سا پوائنٹ زیادہ مناسب رہے گا۔ کیونکہ بہرحال اندر موجود افراد تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"پھر کون سا پوائنٹ پسند آیا"۔۔۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"باس ۔ کوٹھی کی عقبی سمت اسی طرح کا ایک بڑا درخت ہے۔ جس کی مضبوط شاخیں عمارت کی چھت تک چلی گئی ہیں۔ اس درخت کے ذریعے ہم آسانی سے براہِ راست عمارت کی چھت تک پہنچ سکتے ہیں دو منزلہ کوٹھی ہے۔ اس لئے ہمارے چھت پر چلنے پھرنے سے نیچے آوازیں بھی نہ جا سکیں گی"۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے چلو۔ کاروں سے اسلحہ لے لو تاکہ ان قومی مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے۔ تنویر ۔ تم خاصے زخمی ہو۔ اس لئے یہیں جولیا کے ساتھ رکو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں ۔ میں ساتھ جاؤں گی"۔۔۔ جولیا نے فوراً ہی کہا۔

"میں خود انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے انجام تک پہنچتا دیکھنا چاہتا ہوں"۔۔۔ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری یہ خواہش ضرور پوری ہو گی۔ لیکن یہاں نہیں۔ ابھی تم دونوں یہیں رکو گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے کہا نہیں ۔ کہ ......" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا ۔ جو میں کہہ رہا ہوں تمہیں ویسے ہی کرنا ہوگا سمجھیں" عمران نے یک لخت انتہائی سخت لہجے میں جولیا کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ اور جولیا ہونٹ چباتے خاموش ہو گئی۔

"صفدر، کیپٹن شکیل اور ٹائیگر میرے ساتھ چلیں گے ۔ تم دونوں یہیں رکو گے اور تمہارا رابطہ عقب میں موجود ساتھیوں سے مسلسل رہے گا۔ اگر یہ لوگ سامنے یا عقب یا کسی طرف سے بھی

www.urdukorner.com

فرار ہونے کی کوشش کریں تو تم نے انہیں ہر صورت میں روکنا ہے۔
میں ہر صورت کے الفاظ کہہ رہا ہوں" ـــــ عمران نے اُسی طرح
سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی" ـــــ جولیانے اس طرح دانت
پیستے ہوئے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔ جیسے اس کا بس نہ چل رہا
ہو۔ کہ دانتوں سے عمران کی گردن ادھیڑ ڈالے۔

"مس جولیا۔ تمہیں نہیں معلوم کہ ہم کس قدر خوفناک مرحلوں
سے گزر کر یہاں آئے ہیں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ کسی قسم کی
جذباتیت کی وجہ سے یہ خوفناک قومی مجرم ہاتھوں سے نکل جائیں
اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ پورے ہوش و حواس کے
ساتھ یہاں رہنا۔ اگر تم نے کسی قسم کی کمزوری دکھائی تو گولیوں
سے اڑا دوں گا" ـــــ عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ جولیا کا
پورا جسم بے اختیار کانپ اٹھا۔

"کس قسم کا اسلحہ چاہیئے باس" ـــــ ٹائیگر نے شاید موضوع
بدلنے کے لئے کہا۔

"بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول پسٹل۔ اور سائیلنسر
لگے مشین پسٹل نکال لاؤ" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا اور ٹائیگر جس کے جسم پر بھی برساتی تھی تیزی سے اپنی
کار کی طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا۔ تو اس نے
ایک ایک سائیلنسر لگا مشین پسٹل اور ایک ایک بے ہوش
کر دینے والی گیس کا پسٹل سب کو دے دیا۔ عمران نے

دونوں پسٹل برساتی کی جیب میں ڈال کر اس کی زپ بند کی۔ اور سر پر
برساتی سے منسلکہ کیپ اچھی طرح چڑھا کر وہ درخت سے باہر آ
گیا۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور ٹائیگر بھی اس کے عقب میں چلتے
ہوئے باہر بارش میں آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کی سائیڈ
سے گھوم کر اس کے عقب میں پہنچ گئے۔

"عمران صاحب آپ" ـــــ ایک درخت کی اوٹ سے
نعمانی نے باہر آتے ہوئے کہا

"تم نے اس بارش میں مجھے کیسے پہچان لیا" ـــــ عمران
کے چہرے پر حیرت تھی۔

"آپ جب کوٹھی کی سائیڈ سے گھومے تھے تو بجلی کی چمک
میں آپ کا چہرہ مجھے نظر آ گیا تھا" ـــــ نعمانی نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ ہم اندر جا رہے ہیں۔ تم نے پوری طرح محتاط رہنا
ہے۔ اگر کوئی ادھر سے نکل کر فرار ہونے کی کوشش کرے تو
گولیوں سے اڑا دینا" ـــــ عمران نے کہا اور نعمانی نے سر
ہلا دیا۔ اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت اُس درخت کی طرف
بڑھ گیا۔ جس کی نشاندہی ٹائیگر نے کی تھی اور پھر وہ چاروں
انتہائی محتاط انداز میں درخت پر چڑھے اور اس کی ایک موٹی
اور مضبوط شاخ پر آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے چھت کی طرف
بڑھتے چلے گئے۔ تیز بارش کی وجہ سے درخت اور شاخیں
گیلی ہو رہی تھیں۔ اور ان کے ہاتھ بار بار پھسل جاتے تھے۔

www.urdukorner.com

لیکن وہ سب چونکہ انتہائی حد تک محتاط تھے۔ اس لئے درمیان میں کوئی خلاف معمول بات نہ ہوئی اور ایک ایک کر کے وہ شاخ سے چھت پر اتر گئے۔ ایک طرف سیڑھیوں کا دروازہ نظر آرہا تھا۔ وہ چھت کے کنارے کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اس دروازے تک پہنچے اور پھر آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترنے لگے۔ کوٹھی میں مکمل خاموشی طاری تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوٹھی خالی پڑی ہو۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ اپنے طور پر مشن مکمل کر کے اطمینان سے سوئے ہوئے ہیں۔ سب سے آگے عمران تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نچلی منزل کے برآمدے میں پہنچ گئے۔ عمران کے ایک ہاتھ میں چھوٹی نال والا پسٹل اور دوسرے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ درمیانی گیلری میں گھستے ہی وہ یکلخت رک گئے۔ کیونکہ انہیں گیلری کے اختتام پر موجود دروازے میں نکلتی ہوئی روشنی کے ساتھ باتیں کرنے کی آواز بھی آرہی تھی۔ وہ سب دیوار کے ساتھ پشت لگائے انتہائی احتیاط سے قدم اٹھاتے دروازے کی طرف رینگتے رہے۔

"میرا خیال ہے جوزف۔ سب ساتھیوں کو اٹھا لیا جائے ایسا نہ ہو کہ یہاں اچانک سیلاب آجائے اور یہ لوگ سوتے ہی رہ جائیں"—— ایک آواز سنائی دے رہی تھی۔

"باس۔ یہاں سے مشن سپاٹ کا فاصلہ کافی سے زیادہ ہے۔ اور صبح اب قریب ہے۔ اس لئے خطرہ صبح کے قریب ہی پیدا ہوگا۔ اس وقت تک اگر سوتے رہیں تو کوئی حرج نہیں۔ سب

نے دن رات انتہائی محنت سے کام کیا ہے"—— دوسری آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ واقعی۔ چلو ٹھیک ہے۔ مجھے تو نیند نہ آرہی تھی اس لئے میں، کریگر اور سرمہزی فریڈ کو چھوڑ کر یہاں آگیا ہوں"—— پہلی آواز نے کہا۔

"باس۔ مشن کا فائنل بٹن کریگر نے دبایا ہوگا"—— جوزف نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"—— دوسری آواز نے کہا۔

"باس۔ اصل مشن تو ہم نے مکمل کیا ہے۔ اس لئے یہ فائنل ٹچ بھی آپ کے ہاتھوں سے مکمل ہونا چاہیئے تھا۔ کریگر اور اس کے ساتھی تو خواہ مخواہ کریڈٹ لے گئے ہیں"—— جوزف نے کہا۔

"ارے چھوڑو جوزف۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہمیں نہیں سوچنی چاہئیں۔ مقصد مشن کی کامیابی تھی وہ پورا ہو گیا"—— دوسری آواز نے کہا۔

"آپ چیف انجینئر تھے۔ بہرحال حق تو آپ کا ہی تھا"—— جوزف اپنی بات پر مصر تھا۔

"اچھا۔ اب جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ چھوڑو ان باتوں کو"—— دوسری آواز سنائی دی۔ عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو دیکھا اور ہاتھ اٹھا کر اس نے مخصوص اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے وہ آہستہ سے آگے بڑھا اور اس نے چھوٹی نال والے پسٹل کا رخ

www.urdukorner.com

ہاتھ بڑھا کر اندر کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ چٹ کی آواز سنائی دی۔

"ارے۔ یہ کیا"۔۔۔۔ جوزف کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور عمران اچھل کر دروازے کے سامنے آ گیا۔ کمرے میں آمنے سامنے رکھے ہوئے صوفوں پر دو غیر ملکی ڈھیر ہوئے پڑے تھے۔ باقی کمرہ خالی تھا۔ عمران نے سانس بند کر رکھا تھا پھر بھی وہ ایک طرف ہٹ گیا۔ اور پھر تقریباً دو منٹ بعد وہ دوبارہ آگے بڑھا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ گیس انتہائی زوداثر ہونے کے ساتھ ساتھ دو منٹ تک ہی فضا میں رہتی تھی۔ پھر اس کے اثرات ختم ہو جاتے تھے۔ اس لئے عمران نے دو منٹ تک انتظار کیا تھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے اندر آ گئے۔

"ساری کوٹھی میں پھیل جاؤ۔ اور یہاں جتنے افراد ہوں سب کو بے ہوش کر دو"۔۔۔۔ عمران نے مڑ کر آہستہ سے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے مڑے اور کمرے سے باہر نکل گئے۔

عمران خاموش کھڑا صوفوں پر پڑے ان دونوں غیر ملکیوں کو دیکھتا رہا۔ ان میں سے ایک تو جوزف تھا۔ جب کہ دوسرا چیف انجینئر تھا اور ظاہر ہے ان میں سے جو بھی چیف انجینئر تھا اس کی سرکردگی میں یہ ہالووال تعمیر ہوئی تھی۔ اس لئے عمران انہیں مارنے سے پہلے ان کی مکمل شناخت چاہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے سب کو بے ہوش کر دینے کے احکامات دیئے تھے۔ تقریباً دس منٹ بعد اس کے ساتھی واپس کمرے میں آ گئے۔

"نو افراد مختلف کمروں میں سوئے پڑے تھے انہیں بے ہوش کر

دیا گیا ہے اور کوئی آدمی کوٹھی میں نہیں ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"نو افراد۔ مگر ٹائیگر تم نے تو کہا تھا کہ بائیس افراد اندر گئے ہیں"۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ میں نے خود گنے تھے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن نو وہ اور دو یہ۔ یہ کل گیارہ ہوئے۔ باقی گیارہ کہاں گئے۔ باہر بھی کوئی نہیں نکلا۔ کہیں نیچے تہہ خانے نہ ہوں۔ وہاں وہ ہوں" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ان نو میں بروس بھی موجود نہیں ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور عمران نے سر ہلایا اور پھر جیب سے ایک پتلی دھار کا خنجر نکال لیا۔ کیونکہ اس گیس کے اثرات باقی آٹھ گھنٹوں بعد خود بخود ختم ہو جاتے تھے۔ یا پھر اگر جسم میں سے خون کے چند قطرات باہر نکال دیئے جائیں تو گیس کا ذہن اور اعصاب پر چھایا ہوا اثر کل ختم ہو جاتا تھا۔ اس کیلئے کسی انٹی انجکشن لگانے کی ضرورت نہ تھی۔ عمران نے یہ گیس سردار سے کہہ کر خصوصی طور پر تیار کرائی تھی اس لئے اس میں تین اہم خصوصیات اکٹھی کی گئی تھیں۔ فوری اثر اور دو منٹ کے اندر فضا میں اثرات کا خاتمہ اور صرف خون کے چند قطرات کی جسم سے برآمدگی کے ساتھ اس کے جسم پر بھی اثرات ختم ہو جاتے تھے۔ ویسے اس کا سائنسی نام تو کچھ اور تھا۔ لیکن عمران اسے داوری گیس کہتا تھا۔ عمران نے صوفے پر پڑے ہوئے ایک غیر ملکی کے بازو میں خنجر گھونپ دیا۔ اور خنجر باہر کھینچ کر اس

www.urdukorner.com

نے اس پر لگا ہوا خون اس کے لباس سے ہی صاف کر دیا۔ دوسرے لمحے وہ غیر ملکی ہلکی سی چیخ مار کر ہوش میں آیا۔ اور ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ عمران ہاتھ میں خنجر لئے اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"کک ۔۔ کک ۔۔ کون ہو تم" ۔۔۔۔ اس غیر ملکی نے انتہائی خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اور اس کی آواز سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ جوزف ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ دوسرا آدمی چیف انجینئر تھا۔

"تمہارا نام جوزف ہے" ۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں۔ میرا نام جوزف ہے۔ مم ۔۔ مم ۔۔ مگر تم کون ہو" ۔۔۔۔ جوزف نے خوف زدہ اور بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے بازو پر آنے والے زخم پر رکھ کر اُسے بھینچ رکھا تھا۔

"یہ چیف انجینئر ہے۔ کیا نام ہے اس کا" ۔۔۔۔ عمران نے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ چیف انجینئر ہیں رابرٹ۔ بلیو لائن کے چیف انجینئر" جوزف نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔ وہ چونکہ مکینکل کام کرنے والا آدمی تھا۔ اس کا تعلق فیلڈ سے نہ تھا۔ اس لئے وہ صرف عمران کے سرد لہجے اور بازو پر زخم کھا کر سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا۔

"بلیو لائن۔ اوہ سمجھ گیا۔ تم لوگوں نے یہ ہالو وال کا منصوبہ مکمل کیا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔ مگر تم کون ہو" ۔۔۔۔ اب جوزف قدرے سنبھل گیا تھا۔

"کریگر کہاں ہے" ۔۔۔۔ عمران نے اُسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

"مجھے کیا معلوم۔ پہلے تم بتاؤ۔ تم کون ہو" ۔۔۔۔ اس بار جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا تھا اور اس کا ایک کان کٹ کر دور جا گرا تھا۔

"بولو۔ کہاں ہے کریگر" ۔۔۔۔ عمران نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

"وہ ۔۔ وہ سر ہنری فریڈ کے ساتھ ہے" ۔۔۔۔ جوزف نے انتہائی تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔ اب اس نے زخم سے ہاتھ اٹھا کر کان پر رکھ لیا تھا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بُری طرح مسخ ہو رہا تھا۔

"اس بار آنکھ نکال دوں گا۔ سمجھے۔ بتاؤ کہاں ہے" ۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔۔۔ وہ ساتھ والی کوٹھی میں ہیں۔ سر ہنری فریڈ کے پاس" جوزف نے تکلیف کی شدت سے قدرے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران چونک پڑا۔

"ساتھ والی کوٹھی میں کتنے افراد ہیں۔ بولو" ۔۔۔۔ عمران نے خون آلود خنجر آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کریگر کے ساتھی اور سر ہنری فریڈ ہیں۔ باقی کا مجھے علم نہیں

www.urdukorner.com

ہے"۔۔۔ جوزف نے کہا اور عمران نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے پٹک کی آواز کے ساتھ ہی جوزف کی کھوپڑی بے شمار ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا۔

"سوائے اس رابرٹ کے باقی یہاں موجود سب افراد کو ختم کر دو۔ یہ سب گریٹ لینڈ کے مشین شعبے بلیولائن کے لوگ ہیں۔ رابرٹ بڑا مجرم ہے۔ اس لئے اس کا فیصلہ الگ ہو گا" عمران نے کہا۔ اور اپنے ساتھیوں کے باہر مڑتے ہی اس نے خنجر کو مُردہ جوزف کے لباس سے اچھی طرح صاف کیا۔ اور پھر اُسے جیب میں رکھ کر اس نے جیب سے داوری پسٹل نکالا۔ اور اس کے پچھلے حصے میں لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے وہ کمرے سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا گیلری سے ہوتا ہوا برآمدے میں آیا اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا دوسری منزل پر آگیا۔ ٹائیگر نے بائیس افراد بتائے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ کریگر کے ساتھ دس اور افراد ہوں گے۔ اور ظاہر ہے وہ سب تربیت یافتہ ایجنٹ تھے۔ اور ہو سکتا ہے وہ جاگ رہے ہوں اس لئے عمران نے اس کوٹھی میں جانے سے پہلے انہیں داوری گیس سے بے ہوش کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ دوسری منزل کے ایک کمرے کی کھڑکی ساتھ والی کوٹھی کے برآمدے کے بالکل سامنے پڑتی تھی۔ کیونکہ دوسری کوٹھی کی تعمیر اس کوٹھی کی تعمیر سے مختلف انداز کی تھی۔ عمران نے پسٹل کا مخصوص بٹن اس لئے دبایا تھا کہ اب ایک فائر کے ساتھ ہی چار کیپسول بیک وقت

نکل کر پھٹتے اور چار کیپسولوں کے بیک وقت پھٹنے سے بہرحال اتنی گیس نکلتی تھی۔ کہ پوری کوٹھی میں آناً فاناً پھیل جاتی۔ کوٹھی کا فرنٹ کا حصہ خالی تھا۔ اب بارش بھی رک گئی تھی۔ سامنے برآمدے اور اس کے اندر جاتی ہوئی گیلری صاف نظر آ رہی تھی۔ عمران نے پستول کا رخ اس گیلری کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ چٹ کی آواز کے ساتھ ہی یکے بعد دیگرے چار سرخ رنگ کے کیپسول نال سے نکلے اور ایک قطار کی صورت میں ایک دوسرے کے پیچھے اڑتے ہوئے ٹھیک گیلری کے اندر جا گرے۔ عمران واپس مڑا اور پھر پستول جیب میں رکھ کر وہ سیڑھیاں اترتا نیچے آگیا۔ اس کے تینوں ساتھی برآمدے میں کھڑے تھے۔

"سب کو ختم کر دیا ہے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اور پھر ساتھ والی کوٹھی کی درمیانی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اس کے پیچھے تھے۔ ٹائیگر کو عمران نے رابرٹ اور اس عمارت کی نگرانی کے لئے وہیں رکنے کا کہہ دیا تھا۔

www.urdukorner.com

شدید بے چینی کی وجہ سے کریگر کو قطعی نیند نہ آ رہی تھی۔ پہلے تو وہ بستر پر پڑا پہلو بدلتا رہا۔ لیکن جب اس طرح بے چینی اور بڑھ گئی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے کمرے میں بھی ٹی۔وی موجود تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر ٹی۔وی کا سوئچ آن کر دیا۔ وہ اپنی اس شدید بے چینی کی وجہ اچھی طرح سمجھتا تھا۔ کہ وہ اپنے مشن کی کامیابی کی خبر کھلے عام سننا چاہتا تھا۔ لیکن سوائے ٹی۔وی سے خصوصی نیوز بلیٹن چیک کرنے کے اور کوئی صورت نہ تھی۔ ایک بار تو اس کا دل چاہا کہ وہ ٹیلی فون کر کے براہِ راست کسی بڑے افسر سے بات کرے۔ لیکن پھر یہ سوچ کر اس نے یہ ارادہ بدل دیا کہ وہ لوگ اس خبر کو اگر دانستہ چھپا رہے ہیں تو اس کی بات سن کر چونک پڑیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس ٹیلی فون کی جائے وقوع

معلوم کر کے فوج لے کر اس پر چڑھ دوڑیں۔ چونکہ یہ براہِ راست اپنے آپ کو مشکوک کرنے والی بات تھی۔ اس لئے اس نے یہ ارادہ ختم کر دیا تھا ٹی۔وی کے بلیٹن میں چونکہ سب خیریت ہے اور صورت حال قابو میں ہے کو بار بار دہرایا جا رہا تھا۔ جب کہ مشن مکمل ہو چکا تھا۔ اور اب تک ہالو وال نے دریائے کانڈرس کا راستہ بدل دیا ہوگا اور یقیناً خوفناک سیلاب اب پوری قوت سے دارالحکومت کی طرف بڑھا آ رہا ہو گا۔ بلکہ سیلاب کی قوت اور پانی کی بے پناہ رفتار کی وجہ سے اُسے یقین تھا کہ سیلاب اب تک یقیناً دارالحکومت کے نواحی علاقے کو تباہ و برباد کر چکا ہوگا اور دارالحکومت کے اعلیٰ حکام اور عوام میں اس وقت شدید بھگدڑ مچی ہوئی ہوگی۔ اس لئے اس نے سوچا کہ شاید اب وہ ٹی۔وی پر مزید اس خبر کو نہ چھپا سکیں لیکن ٹی۔وی پر نشر ہونے والے نیوز بلیٹن جس میں نیوز ریڈر انتہائی اطمینان بھرے انداز میں سیلاب کی صورت حال پوری طرح قابو میں ہے کا فقرہ کہہ رہا تھا۔ کریگر کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"تم دھوکے باز۔ میں دیکھتا ہوں تم کب تک لوگوں کو دھوکہ دے سکو گے"۔۔۔ کریگر نے غصے کی شدت سے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اور ٹی۔وی بند کر کے وہ کمرے سے باہر نکل آیا پھر راہداری میں سے گزرتا ہوا وہ جب برآمدے میں آیا تو بارش رک چکی تھی۔ وہ فرنٹ سے ہو کر عمارت کی عقبی سائیڈ میں آ گیا۔ وہ اس طرح کان لگا کر متوجہ تھا جیسے اس کو یقین واثق ہو کہ دور سے سیلابی پانی کی گرجدار آوازیں اور مرتے ہوئے لوگوں

www.urdukorner.com

کی چیخ وپکار اُسے واضح سنائی دے جائے گی۔ لیکن جب ہر طرف چھایا ہوا سکوت اُسے محسوس ہوتا تو اس کے دل میں موجود غصہ لاوے کی طرح ابلنے لگتا۔

"یہ ___ یہ آخر ہو کیا رہا ہے۔ مشن بھی مکمل ہو گیا۔ لیکن یہ سب کچھ اس طرح خاموشی کیوں ہے آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیوں اب تک تباہی نہیں آئی" ___ کریگر نے عقبی باغ میں ٹہلتے ہوئے کہا۔

"مجھے خود باہر جانا چاہیے۔ ورنہ اس طرح یہاں کھڑے کھڑے تو میں پاگل ہو جاؤں گا" ___ کریگر نے کہا اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا سامنے کے رخ آیا۔ کریگر برآمدے میں گیا اور پھر سیدھا سر ہنری فریڈ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا بات ہے۔ خیریت" ___ سر ہنری فریڈ نے جو بستر پر بیٹھے ہوئے تھے چونک کر پوچھا۔ کمرے میں ہلکی لائٹ جل رہی تھی۔

"جیپ کی چابیاں دیں۔ میں باہر جا کر خود حالات کا جائزہ لینا چاہتا ہوں" ___ کریگر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور سر ہنری فریڈ نے شاید کریگر کے چہرے پر موجود کیفیات دیکھتے ہوئے خاموشی سے چابی سرہانے سے اٹھا کر اسے دے دی۔ کریگر چابی لے کر واپس پورچ میں آیا۔ اور اچھل کر جیپ میں بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد جیپ کا انجن جاگ اٹھا۔ اسی لمحے جیمز برآمدے میں نمودار ہوا۔ شاید اس کے کانوں میں جیپ کے انجن کی آواز پڑ گئی تھی۔

"باس۔ آپ کہاں جا رہے ہیں" ___ جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے تیز بارش پھر برسنے لگ گئی تھی۔

"میں باہر جا رہا ہوں۔ تاکہ اپنے مشن کی تکمیل اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں۔ یہ لوگ خبریں چھپا رہے ہیں۔ اور اب مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا۔ پھاٹک کھولو اور میرے ساتھ آجاؤ" ___ کریگر نے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔ اور جیمز سر ہلاتا ہوا تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک کھولا تو کریگر جیپ باہر لے آیا۔ جیمز نے پھاٹک دوبارہ بند کیا۔ اور پھر چھوٹی کھڑکی سے باہر نکل کر اس نے کھڑکی بند کی اور دوڑ کر جیپ پر سوار ہو گیا۔ اتنی دیر میں ہی اس کا لباس خاصا بھیگ گیا تھا۔

"یہ سامنے درخت کے نیچے کس کی کار کھڑی ہے" ___ کریگر نے حیرت بھرے انداز میں ایک بڑے سے درخت کے نیچے کھڑی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جیمز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بارش کی وجہ سے رک لی گئی ہو گی" ___ جیمز نے کہا اور کریگر نے سر ہلاتے ہوئے جیپ آگے بڑھا دی۔ بارش کی وجہ سے سڑکوں پر خاصا پانی موجود تھا اور سڑکیں سنسان پڑی ہوئی تھیں۔ بس پولیس کی جیپیں یا کوئی اکا دکا کاریں گزرتی نظر آ رہی تھیں۔ کریگر تیزی سے جیپ آگے بڑھائے لئے گیا۔

"یہاں تو واقعی حالات نارمل لگتے ہیں" ___ کریگر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مگر یہ کیسے ممکن ہے باس۔ یہاں تو قیامت برپا ہو جانی چاہیے" ___ جیمز کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔ کریگر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور جیپ آگے بڑھائے لئے گیا۔ حالات

www.urdukorner.com

واقعی نارمل تھے۔ بس بارش مسلسل ہو رہی تھی اور کاریں اور جیپیں کبھی کبھار سڑک پر نظر آتیں اور پھر کہ اس کرتی ہوئیں گزر جاتیں۔ سڑکوں پر صرف بارش کا پانی تھا۔ سیلابی ریلے کا کہیں نام و نشان بھی نہ تھا۔ وہ دونوں جیپ دوڑاتے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اور پھر اسی طرح آگے بڑھتے بڑھتے آخر کار وہ پل تک پہنچ گئے۔ یہاں انہوں نے جیپ روکی اور نیچے اتر آئے۔ حالانکہ بارش ہو رہی تھی۔ لیکن وہ دونوں بارش سے بے نیاز ایک اونچے ٹیلے کی طرف بڑھتے گئے۔ جس کے اوپر ایک درخت بھی موجود تھا۔ ٹیلے پر چڑھ کر بار بار چمکتی ہوئی بجلی میں جب انہوں نے دور سے دریائے کانڈس کو دیکھا تو ان دونوں کے چہروں پر شدید حیرت اور بے یقینی کے آثار نمودار ہو گئے۔ دریائے کانڈس اسی طرح اپنے مخصوص راستے پر پورے زور و شور سے بہہ رہا تھا۔

" اس کا کیا مطلب ہوا۔ یہ راستہ تو خشک ہونا چاہیئے تھا۔ یا اس میں تھوڑا سا پانی ہوتا۔ لیکن یہ تو دریا اس طرح بہہ رہا ہے۔ کہ جیسے ہمارا مشن مکمل ہی نہ ہوا ہو" ——— کریگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہو سکتا ہے باس۔ کوئی گڑبڑ ہو گئی ہو" ——— جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" احمق ہو گئے ہو۔ آلے نے درست طور پر مشینوں کی کارکردگی کا کاشن دیا۔ پھر تمام مشینیں درست طور پر چل پڑیں اور یہ سسٹم اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ ایک بار چل پڑنے کے بعد یہ بجلی کی

سپلائی سے بھی بے نیاز ہو جاتا تھا۔ اس کا کنٹرولنگ پینل باکس ان مشینوں کو اپنے اندر موجود انتہائی طاقتور بیٹریوں کی مدد سے مکمل کرتا۔ بجلی کی رو تو اسے صرف پہلے طاقتور جھٹکے کے لئے چاہیئے تھی۔ جس طرح کار کی بیٹری کے جھٹکے سے انجن چلتا ہے" ——— کریگر نے اس انداز میں بات شروع کر دی جیسے وہ جیمز کی بجائے ساری بات اپنے آپ کو سنوا رہا ہو۔ جیمز خاموش ہو گیا۔ بارش ایک بار پھر رک گئی تھی۔

" چلو۔ سپاٹ پر چلتے ہیں۔ مجھے تو یہ ساری بات ہی ناممکن لگ رہی ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میری آنکھیں مجھے دھوکہ دے رہی ہوں" ——— کریگر نے ٹیلے سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے جیمز اب کیا جواب دیتا۔ خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا ہوا ٹیلے سے اترا اور چند لمحوں بعد جیپ خاصی تیز رفتاری سے جمع شدہ پانی میں دوڑتی ہوئی سوراجیا ٹیلے کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ ہر طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ صرف آسمانی بجلی چمکنے سے ماحول واضح ہو جاتا تھا۔ یا جیپ کے ہیڈ لائٹس کی روشنی دو لکیروں کی صورت میں سامنے والے حصے کو روشن کر رہی تھی۔ جیپ مسلسل دوڑتی رہی۔ آخر کار وہ سوراجیا ٹیلے کے قریب پہنچ گئے۔ کریگر نے جیپ روکی اور اچھل کر نیچے اتر آیا۔ جیمز نے اس کی پیروی کی۔ اور پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے سرنگ کے دہانے کی طرف بڑھ گئے۔ اور دہانے کے قریب پہنچ کر وہ دونوں اس طرح ٹھٹھک کر رک گئے۔ جیسے چابی سے چلنے والے کھلونے چابی ختم ہو جانے

www.urdukorner.com

کی وجہ سے اچانک رک جاتے ہیں۔ جیمز جیپ سے اترتے وقت اس کے ڈیش بورڈ میں موجود ایک طاقتور ٹارچ بھی ساتھ لے آیا تھا۔ اور اب ٹارچ کی تیز روشنی میں صاف دکھائی دے رہا تھا کہ دہانے کو باقاعدہ کسی طاقتور بم کی مدد سے توڑا گیا ہے۔ کریگر نے جیمز کے ہاتھ سے ٹارچ لی اور پھر اچھل کر دہانے کے اندر اتر گیا۔ سرنگ کے اندر موجود پتھروں کے ڈھیر تو یہ بتا رہے تھے کہ سرنگ کی چھت ٹوٹ گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود چھت قائم تھی۔ وہ ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتے رہے۔ اور پھر سرنگ میں موجود دیوار کو دیکھ کر وہ ایک بار پھر رک گئے۔

"اوہ۔ دیوار صرف فٹ ڈیڑھ فٹ اوپر گئی ہے۔ پھر رک گئی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا پھر کیسے رک سکتی ہے"۔۔۔ کریگر نے اس طرح چیختے ہوئے کہا جیسے وہ نہ چاہنے کے باوجود بھی لاشعوری طور پر چیخ پڑا ہو۔

"ظاہر ہے باس۔ میکنزم کی کسی خامی کی وجہ سے ایسا ہوا ہوگا"۔۔۔ آخر کار جیمز نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے خود ساتھ کھڑے ہو کر فائنل چیکنگ کمپیوٹر مشینری سے کرائی تھی۔ ہر چیز او۔ کے تھی۔ کوئی خامی نہ تھی"۔۔۔ جیمز نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر ٹارچ ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے اس کی ٹارچ کی روشنی زمین پر موجود پتھروں پر پڑی اور وہ بری طرح چونک پڑا۔ پتھروں پر خون کے بڑے بڑے دھبے موجود تھے۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے یہاں کچھ لوگ موجود رہے ہیں۔ جو زخمی بھی ہوئے ہیں"۔۔۔ کریگر نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں پتھروں پر ہلو وال کا کنٹرولنگ پینل باکس پڑا ہوا تھا۔

"اوہ۔ ڈائنامیٹ کی مدد سے پوری دیوار کو توڑ کر پینل باکس نکالا گیا ہے"۔۔۔ کریگر نے ٹارچ کی روشنی میں دیوار کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کنٹرولنگ باکس پر جھک گیا۔ اس نے اسے اٹھا کر دونوں بلکہ چاروں طرف سے دیکھا۔ لیکن وہ اسی طرح ہر طرف سے بند تھا۔

"یہ تو اسی طرح بند ہے۔ نہ ٹوٹا ہے اور نہ کھولا جا سکا ہے۔ پھر اس کی کارکردگی کیسے ختم ہو گئی"۔۔۔ کریگر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"باس۔ اب یہ دیوار دوبارہ حرکت کر سکتی ہے"۔۔۔ جیمز نے پوچھا۔

"یہ تو رابرٹ ہی بتا سکتا ہے۔ اوہ اوہ۔ تمہاری بات بالکل درست ہے۔ ڈیم گڈ۔ یہ لوگ اپنی طرف سے مشن ناکام کر کے واپس جا چکے ہیں۔ اب یہ یقیناً ہماری تلاش میں ہوں گے۔ اور صبح سے پہلے انہیں کسی طرح ہمارا پتہ نہیں چل سکتا۔ جب کہ اس دوران ہم رابرٹ اور اس کے ساتھیوں کو مع مشینری ساتھ لے آ کر اس مشن کو دوبارہ مکمل کر سکتے ہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔ ابھی مشن مکمل کرنے کا ایک چانس

www.urdukorner.com

باقی ہے" ——— کریگر نے کہا۔ اور باکس واپس پتھروں پر رکھ کر وہ تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے۔ جیمز اس کے پیچھے تھا۔ کریگر کے مایوس چہرے پر ایک بار پھر امید کی روشنی ابھر آئی تھی۔

عمارت میں موجود ہر شخص مختلف کمروں میں بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران نے خود سارے کمروں کا راؤنڈ لگایا تھا۔ لیکن اُسے کہیں بھی کریگر نظر نہ آیا تھا۔ جب کہ سر ہنری فریڈ ایک کمرے میں بستر پر اس طرح پڑا ہوا تھا جیسے بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو کر گرا ہو۔

"میں سر ہنری فریڈ سے پوچھ گچھ کرتا ہوں۔ تم باہر جا کر دیکھو شاید کہیں ادھر ادھر کوئی اور کمرہ ہو" ——— عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ دونوں تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔

عمران نے جیب سے وہی خنجر دوبارہ نکالا اور آگے بڑھ کر اس نے سر ہنری فریڈ کے ایک ہاتھ پر خنجر کی ضرب لگائی۔ اور زخم میں سے تیزی سے خون باہر نکلنے لگا۔ چند لمحوں بعد سر ہنری فریڈ ہلکی سی چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ اور ہوش میں آتے ہی وہ لاشعوری

www.urdukorner.com

طور پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ عمران نے ہاتھ سے اُسے دھکا دیا اور جیسے ہی اس کا جسم سیدھا بیڈ پر گرا۔ عمران نے ایک ٹانگ اٹھا کر گھٹنا موڑ کر اس کی ناف پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے سر ہنری کا سر پکڑ کر خنجر کی نوک اس کی گردن پر لگا دی۔ سر ہنری فریڈ کی حالت خوف کی شدت کی وجہ سے تیزی سے مسخ ہوتی گئی۔

" بتاؤ ۔۔۔ کریگر کہاں ہے " ۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" وہ ۔۔۔ وہ باہر گیا ہے۔ میری جیپ لے کر۔ حالات دیکھنے " سر ہنری فریڈ کے حلق سے گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔ اس کی حالت واقعی بے حد خراب ہوتی جا رہی تھی۔

" کیوں " ۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

" وہ ۔۔۔ وہ ڈی۔ ڈی پر تباہی کی خبر نہ آ رہی تھی اور وہ بے چین تھا۔ جیمز بھی اس کے ساتھ گیا ہے۔ میں نے اس کی بھی آواز سنی تھی " ۔۔۔ سر ہنری فریڈ لاشعوری انداز میں بولے چلے جا رہے تھے۔

" کتنی دیر ہوئی ہے " ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" ابھی گئے ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے " ۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے جواب دیا۔ اور عمران نے گھٹنا تو ہٹا لیا۔ لیکن خنجر اُس نے سر ہنری فریڈ کی گردن پر رکھے رکھا۔

" کون سی جیپ تھی تمہاری۔ آٹوم تھی " ۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ جب وہ کالونی میں داخل ہو رہا تھا۔

تو اس نے ایک خصوصی ساخت کی بڑی سی جیپ آٹوم کو آہستہ آہستہ چلتے ہوئے کالونی سے باہر جاتے دیکھا تھا۔

" ہاں۔ آٹوم جیپ۔ مگر تم کون ہو " ۔۔۔ اب سر ہنری فریڈ نے سنبھل کر پوچھا۔ لیکن عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے خنجر جیب میں ڈالا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو پوری قوت سے گھوما اور سر ہنری فریڈ کی بائیں کنپٹی پر اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک خاصی قوت سے پڑا اور سر ہنری فریڈ کا جسم ایک ہی ضرب سے یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔ آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ اُسی لمحے صفدر اندر داخل ہوا۔

" عمران صاحب۔ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی باہر سے بند ہے " صفدر نے کہا۔

" ہاں۔ اصل آدمی اپنے ایک ساتھی سمیت باہر گیا ہے۔ تم کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر یہاں جتنے بھی افراد ہیں سب کو گولیاں مار دو۔ میں اس سر ہنری فریڈ کو باہر لے جا رہا ہوں۔ ٹائیگر کو بھی آواز دے کر کہہ دو کہ وہ رابرٹ کو اٹھا کر باہر لے آئے۔ جلدی کرو " ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور صفدر تو اس کی بات سنتے ہی باہر کو نکل گیا۔ جب کہ عمران نے سر ہنری فریڈ کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر وہ کمرے سے نکلا اور تیزی سے چلتا ہوا عمارت کے بیرونی رخ کی طرف بڑھ گیا۔ لان کراس کر کے وہ پھاٹک پر پہنچا اور اس نے پھاٹک کا بڑا کنڈہ کھول کر پھاٹک کا ایک پٹ کھولا اور باہر آ کر وہ تیزی سے اس

www.urdukorner.com

درخت کی طرف بڑھتا گیا جس کے نیچے ان کی کاریں موجود تھیں۔

"یہ کون ہے" ـــــ جولیا نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"یہ سر ہنری فریڈ ہے ـــ آثار قدیمہ کا بین الاقوامی ماہر اور اس ہالوڈال کے بڑے مجرموں میں سے ایک" ـــــ عمران نے کہا اور اپنی کار کی عقبی سیٹوں کے نیچے اُسے لٹا دیا۔ اُسی لمحے ٹائیگر بھی رابرٹ کو کاندھے پر اٹھائے واپس آگیا۔

"اسے بھی میری کار کی عقبی سیٹ پر ڈال دو۔ اور سنو۔ تم نے ابھی یہیں رہنا ہے۔ کریگر اپنے ایک ساتھی کے ساتھ آٹرم جیپ میں بیٹھ کر باہر کے حالات دیکھنے گیا ہے۔ ہم اس کے پیچھے جائیں گے" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ آٹرم جیپ تو واقعی تمہارے آنے سے کچھ دیر پہلے ساتھ والی کوٹھی سے نکلی تھی۔ ٹائیگر اس وقت راؤنڈ پر چلا گیا تھا۔ لیکن چونکہ یہ کوٹھی ہماری نگرانی میں نہ تھی اس لئے میں نے خیال نہیں کیا" ـــــ جولیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ ہمیں اس کوٹھی کے بارے میں تو علم ہی نہ تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دونوں لازماً چیکنگ کے لئے مشن سپاٹ پر جائیں گے۔ ہم نے ان کے پیچھے جانا ہے۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارے وہاں پہنچنے تک یہ واپس آجائیں۔ اس لئے صرف ٹائیگر یہاں رہے گا جو ان کی نگرانی کرے گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"تو میں تمہارے ساتھ چلوں گی" ـــــ جولیا نے یک لخت خوش ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ واپس آئیں تو یہاں زیادہ کاریں دیکھ کر چونک پڑیں۔ انہوں نے لازماً جاتے ہوئے یہاں ایک کار دیکھی ہو گی۔ اس لئے یہاں ایک ہی کار رہنی چاہیئے۔ لیکن تم نے ہماری دونوں کاروں سے فاصلہ رکھ کر ہماری نگرانی کرنی ہے۔ تنویر تمہارے ساتھ رہے گا" ـــــ عمران نے کہا۔ اور جلدی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ رابرٹ کو بھی اس کی کار کی عقبی سیٹ پر لٹا دیا گیا تھا۔ صفدر نے پہلے کی طرح ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ اور عمران ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جبکہ پچھلی کار میں کیپٹن شکیل اکیلا تھا۔ تنویر جو اس کی کار میں بیٹھا ہوا تھا اتر کر جولیا کی کار میں چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں تیزی سے آگے بڑھیں اور پھر موڑ کاٹ کر وہ کالونی سے باہر کی طرف تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگیں۔ بارش ایک بار پھر پورے زور و شور سے برسنے لگ گئی تھی۔ اس لئے سڑک پر ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ البتہ کبھی کبھار کوئی کار یا کوئی ویگن انہیں کراس کر جاتی تھی۔

"فاصلہ کافی ہے عمران صاحب۔ میرے خیال میں تو ہمیں وہیں کوٹھی کے گرد ہی رک کر ان کا انتظار کرنا چاہیئے تھا۔ ورنہ وہ دونوں اپنے ساتھیوں کو مردہ دیکھ کر فرار ہونے کی کوشش ضرور کریں گے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"ٹائیگر وہاں موجود ہے۔ وہ انہیں فرار نہیں ہونے دے گا۔ میں اس لئے وہاں سپاٹ پر جا رہا ہوں کہ کہیں وہ وہاں پہنچ کر کوئی ایسا طریقہ نہ جانتے ہوں کہ جس سے وہ اس ہالوڈال کو

www.urdukorner.com

دوبارہ آپریٹ کرلیں۔ اور ہم یہاں کھڑے ان کا انتظار ہی کرتے رہ جائیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کیونکہ اب عمران کے کہنے پر واقعی یہ خطرہ اس کے ذہن میں بھی پیدا ہو گیا تھا۔ کیونکہ یہ مشینری اور اس کا مکمل نظام ان کا ہی قائم کردہ تھا۔ اس لئے امکان ہو سکتا تھا کہ کوئی اور متبادل یا خفیہ سسٹم بھی انہوں نے بنا رکھا ہو۔ وہ عمران کی دور اندیشی کا واقعی قائل ہو گیا تھا۔

عمران کے کہنے پر صفدر نے بارش کا پانی سڑکوں پر موجود ہونے کے باوجود کار کی رفتار انتہائی تیز رکھی ہوئی تھی۔ اور کار واقعی پانی کے چھینٹے دور دور تک اڑاتی ہوئی انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ عمران کی نظریں ہر آنے والی سواری کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔ لیکن ابھی تک آرٹم جیپ انہیں نظر نہ آئی تھی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پل کے قریب پہنچ کر اس طرف کو مڑ گئے جدھر سوراجیا ٹیلے کو راستہ جاتا تھا۔ یہاں وسیع و عریض میدان میں جمع ہوئے پانی کی مقدار خاصی تھی۔ اور مٹی ہونے کی وجہ سے خاصی دلدل سی بن گئی تھی۔ اس لئے جیسے ہی کار کچھ آگے بڑھی۔ صفدر کو رفتار آہستہ کرنی پڑ گئی۔ کیونکہ شدید پھسلن کی وجہ سے کار مسلسل سلپ ہو رہی تھی۔ صفدر گو بڑی مہارت سے کار کو کنٹرول میں کئے ہوئے تھا۔ لیکن پھر بھی کار کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے اسے خاصی جدوجہد کرنی پڑ رہی تھی۔ لیکن بہرحال کار آگے بڑھتی ہی گئی۔ تیز بارش کی وجہ سے کار کی ہیڈ لائٹس کی روشنی بھی

محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ ابھی وہ ٹیلے سے کافی دور تھے کہ آسمانی بجلی کی تیز روشنی میں عمران کو دور ٹیلے کے پاس کھڑی بڑی سی آرٹم جیپ کا سایہ نظر آ گیا۔

"لائٹس آف کر دو صفدر۔ جیپ وہاں موجود ہے۔ اور سنو۔ براہ راست ادھر نہ جانا۔ بلکہ دائیں طرف سے گھوم کر ٹیلے کی عقبی طرف کو کار لے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ باہر ہوں اور ہماری کاریں دیکھ کر ہم پر فائر کھول دیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ اس نے ہیڈ لائٹس کے ساتھ ساتھ چھوٹی بتیاں بھی آف کر دیں اور کار اب اندھیرے میں پانی کے اندر سلپ ہوتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیلے کی سائیڈ سے گھوم کر عقبی طرف کو آ گئے۔ اور عمران کے اشارے پر اس نے کار روک دی۔ کیپٹن شکیل کی کار بھی عقب میں آ کر رک گئی۔

"سیٹ کے نیچے سے مشین گن اٹھا لینا۔ میں باہر جا رہا ہوں۔ تم اس طرف کا خیال رکھو گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر دروازہ آہستہ سے کھول کر وہ باہر اندھیرے میں رینگ گیا۔ اسی لمحے عقبی کار میں سے کیپٹن شکیل نکلا اور اس کے ساتھ ہی ریوالور چلنے کے دھماکے کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل بے اختیار چیختا ہوا اچھلا اور منہ کے بل پانی اور کیچڑ کے اندر جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر کی مشین گن سے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی ٹیلے پر ذرا فاصلے سے ایک اور آدمی کی کربناک چیخ سنائی دی۔ اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے ٹیلے کے پتھروں

www.urdukorner.com

کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اور پھر جیسے ہی وہ ایک اونچے سے پتھر کی اوٹ سے گھوم کر آگے بڑھا۔ اچانک اُسے فضا میں بجلی سی چمکتی دکھائی دی اور دوسرے لمحے درد کی ایک تیز لہر اس کی پورے جسم میں برقی رو کی طرح دوڑتی چلی گئی۔ اور عمران پلٹ کر سائیڈ کے بل گرا اور پھر پانی اور کیچڑ میں لڑھکتا ہوا نیچے پانی میں ایک جھپاکے سے جا گرا۔ نیچے گرتے ہوئے اس نے اپنے عقب میں ایک انسانی چیخ سنی اور پھر اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے اُسے اپنے سینے میں کسی گرم سلاخ کے گھس آنے کا احساس صرف ایک لمحے کے لئے ہوا۔ دوسرے لمحے اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔

سرنگ سے نکل کر کریگر اور جیمز دونوں تیزی سے کچھ فاصلے پر کھڑی اپنی جیپ کی طرف بڑھنے لگے۔ کیونکہ بارش ایک بار پھر موسلا دار انداز میں برسنے لگی تھی کہ یک لخت کریگر ٹھٹھک کر رک گیا۔

"ارے۔ یہ کون لوگ آ رہے ہیں" ——— کریگر نے ٹھٹھک کر رکتے ہوئے کہا۔ اور جیمز کی نظریں بھی دور پانی سے ذرا بلندی پر نظر آنے والے جگنوؤں پر جم سی گئیں۔ یہ یقیناً کار کے ہیڈ لیمپس تھے۔ جو شدید بارش کی وجہ سے دیئے کی طرح ٹمٹماتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"دو کاریں ہیں باس" ——— جیمز نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں شدید بارش کی وجہ سے سر سے پیر تک بری طرح بھیگ گئے تھے۔

"ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ ان کی اس طرف اس موسم میں

www.urdukorner.com

آمد بتا رہی ہے کہ یہ کوئی عام لوگ نہیں ہیں۔

"جیمز۔ کسی چٹان کی اوٹ لے لو۔ تمہارے پاس ریوالور تو ہو گا" کریگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہے۔ اور اندرونی جیب میں محفوظ ہے۔ کام دے جائے گا" ——— جیمز نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ انہوں نے شاید ہماری جیپ دیکھ لی ہے۔ اس لئے لائٹس آف کر دی ہیں۔ یقیناً یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے مشن کو چالو ہو جانے کے بعد کسی پراسرار طریقہ پر بے کار کر دیا ہے" ——— کریگر نے کہا۔ اور جیمز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ ٹیلے کی عقبی طرف آ رہے ہیں۔ جیمز! تم دوسری طرف اونچی چٹان کے پیچھے چھپ جاؤ۔ میں ادھر چھپتا ہوں۔ جو نظر آئے گولی سے اڑا دینا" ——— کریگر نے تیز لہجے میں کہا اور جیمز کیچڑ میں پیر بڑھاتا تیزی سے ٹیلے کے اوپر چڑھ کر اس کے عقبی طرف کو بڑھتا گیا۔ کریگر بھی تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ اور پھر کچھ فاصلے پر اس نے ایک بڑے سے پتھر کی اوٹ لے لی۔ بارش اس کے اوپر مسلسل برس رہی تھی۔ لیکن اب اسے کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔ اس وقت اس کے ٹارگٹ میں اس کا وہ دشمن تھا جس نے ان کا یہ خوفناک مشن اس انداز میں ناکام کیا تھا اور وہ ہر صورت میں اس سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ البتہ ساتھ ساتھ وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ واپس کیوں آ رہے ہیں۔ اور پھر اس کے ذہن میں ایک خیال جھماکے سے کوندا کہ یہ لوگ یقیناً ماہر انجنیئروں کو ساتھ لے کر آ

رہے ہوں گے۔ تاکہ عارضی طور پر اس مشن کو ناکام بنا دینے کے بعد اسے ہمیشہ کے لئے تباہ کر سکیں۔ کیونکہ کریگر نے دیکھا تھا۔ کہ کنٹرولنگ پینل باکس ویسے ہی بند تھا۔ اُسے توڑا نہ جا سکا تھا۔

"میں ان کے خواب یہیں ختم کر دوں گا۔ اور اس کے بعد ابرٹ کو لے آ کر اس مشن کو ہر صورت میں مکمل کر دوں گا" ——— کریگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے اس نے دونوں کاروں کو ٹیلے کے عقبی طرف رکتے ہوئے دیکھا۔ اور اس کی تیز نظروں نے سامنے والی کار کا دوسری طرف کا دروازہ کھلتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ کوئی آدمی یقیناً رینگ کر نیچے اترا ہو گا۔ اندھیرے اور شدید بارش کی وجہ سے اُسے بے حد کم نظر آ رہا تھا۔ لیکن بہرحال وہ دیکھ ضرور رہا تھا۔ اُسی لمحے بیک وقت دو واقعات ہوئے۔ ذرا اوپر اس نے جیمز کی طرف ریوالور چلنے کا دھماکہ سنا اور اس کے ساتھ ہی دوسری کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترنے والے سائے کو اس نے چیخ مار کر منہ کے بل نیچے پانی میں گرتے دیکھا۔ لیکن ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں اس نے پہلی کار کی کھڑکی میں سے مشین گن کے شعلے لپکتے دیکھے اور پھر تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی اس نے جیمز کو چیخ کر پیچھے الٹتے ہوئے دیکھا اور اس کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔ کیونکہ جیمز خود اپنی حماقت کی وجہ سے مارا گیا تھا۔ وہ احمق اس سائے کے نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس لئے مشین گن والے کی زد میں آ گیا تھا۔ لیکن کریگر

www.urdukorner.com

احمق نہ تھا۔ وہ چاہتا تو مشین گن سے فائرنگ کرنے والے پر فائر کھول سکتا تھا۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ اس طرح وہ کار سے اترنے والے کو نظر آجائے گا۔ اس لئے وہ چٹان کی اوٹ میں خاموش بیٹھا رہا۔ اور اُسی لمحے اس نے نیچے ایک سائے کو تیزی سے جھکے جھکے انداز میں اوپر چڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ وہی شخص ہو گا جو پہلے کار سے اترا ہو گا۔ اب وہ واقعی مشکل میں پھنس گیا تھا۔ کیونکہ اگر وہ اس پر فائر کھولتا تو مشین گن بردار اُسے گھیر سکتا تھا۔ اور اگر نہ فائر کھولتا تو یہ شخص ٹھیک اُسی طرف کو اوپر آرہا تھا جہاں کریگر خود موجود تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خیال آنے سے اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگ گئی۔ اس نے جلدی سے کوٹ کے اندرونی استر میں چھپا ہوا ایک پتلا سا خنجر کھینچا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ہوا میں اڑتا ہوا خنجر بجلی کی سی تیزی سے اوپر چڑھتے ہوئے آدمی کی طرف لپکا۔ اور دوسرے لمحے وہ ٹھیک اس کی گردن میں پیوست ہو گیا وہ آدمی پلٹ کر گرا اور لڑھکتا ہوا نیچے گرنے لگا۔ اُسی لمحے اس نے پہلی کار میں سے ایک آدمی کو نکل کر پیچھے کی طرف جاتے دیکھا تو اس نے دوسرا ہاتھ اندرونی جیب سے باہر نکالا۔ وہ اندرونی جیب میں موجود سائیلنسر لگے پستول کا دستہ پہلے سے ہی پکڑے ہوئے تھا۔ لیکن وہ اُسے اس لئے باہر نہ نکال رہا تھا کہ کچھ دیر تیز بارش میں رہنے کی وجہ سے وہ کہیں ناکارہ نہ ہو جائے۔ لیکن اب بہرحال اس کی ضرورت پڑ گئی تھی۔ اس نے ہاتھ باہر نکلتے ہی فائر کیا اور

پچھلی کار کی طرف بڑھتا ہوا آدمی بھی چیخ مار کر اچھلا اور منہ کے بل پانی میں جا گرا۔ اُسی لمحے اس نے اس آدمی کو جو خنجر کھا کر لڑھکتا ہوا پانی میں گرا تھا۔ تیزی سے اٹھتے ہوئے دیکھا تو اس نے اس پر فائر کھول دیا۔ اور وہ آدمی ایک بار پھر جھٹکے سے نیچے گرا۔ اور پھر ساکت ہو گیا۔ کریگر کچھ دیر تک رک کر کاروں کی طرف دیکھتا رہا۔ لیکن اب وہاں مسلسل خاموشی تھی۔

"یہ تین ہی تھے شاید"۔۔۔۔ کریگر نے کہا اور تیزی سے اٹھا۔ مگر دوسرے لمحے اُسے اپنے عقب میں ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی ٹیلے کی دوسری طرف سے اوپر آرہا ہو۔ وہ تیزی سے مڑا اور اس طرف کو بڑھا اور پھر اس نے واقعی ایک سائے کو تیزی سے اوپر آتے دیکھا تو اس نے ہاتھ آگے کر کے فائر کر دیا۔ لیکن اس بار گولی چلنے کی مخصوص آواز کی بجائے ٹھس کی آواز سنائی دی۔ اور کریگر سمجھ گیا۔ کہ شدید بارش کے پانی نے پسٹل کو ناکارہ کر دیا ہے۔ اس نے پوری قوت سے پسٹل اوپر آنے والے کی طرف پھینک کر مارا۔ کریگر چونکہ ایک پتھر کی اوٹ میں تھا۔ اس لئے آنے والا سایہ اُسے نہ دیکھ سکا تھا۔ بھاری پسٹل فضا میں اڑتا ہوا اوپر آنے والے سائے کے سر سے پوری قوت سے ٹکرایا۔ اور آنے والا بے اختیار چیختا ہوا پلٹ کر گرا۔ اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے لڑھکتا ہوا نیچے گرنے لگا۔ کریگر کے چہرے پر فتح مندی کے آثار نمودار ہوئے اور وہ پتھر کی اوٹ سے نکل کر تیزی سے نیچے لڑھک کر جاتے

www.urdukorner.com

ہوئے سائے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک سائیڈ میں موجود ایک بڑے پتھر کی اوٹ سے ایک سایہ اس پر لپکا اور دوسرے لمحے کریگر بھی الٹ کر پہلو کے بل گرا اور پھر ٹیلے کی تیز دھار جیسی ڈھلوان پر وہ بالکل پہلے سائے کی طرح لڑھکتا ہوا نیچے جانے لگا۔ اس پر چھلانگ لگانے والا سایہ بھی اس کے ساتھ ہی نیچے لڑھک رہا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں اکٹھے ہی ایک چھپاک کر کے نیچے پانی اور مٹی میں جا کر گرے۔ لیکن کریگر چونکہ اس دوران اپنے آپ کو کسی حد تک سنبھال چکا تھا۔ اس لئے نیچے گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا۔ اُسی لمحے دوسرا سایہ بھی اس جیسی تیزی سے اٹھا مگر کریگر نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر ہاتھ سے مٹی ملا ہوا پانی اچھال کر اس سائے کی آنکھوں پر مارا اور وہ سایہ اس سے بچنے کی کوشش میں بے اختیار پشت کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ کریگر نے اس پر چھلانگ لگا دی اور وہ عین اس کے جسم کے اوپر گرا۔ اس نے اپنے جسم سے دبا کر اس سائے کو پانی کے اندر ڈبو دینے کی پوری کوشش کی۔ مگر چھلانگ لگتے ہی اُسے احساس ہوا کہ اس نے جس سائے پر چھلانگ لگائی وہ مرد کی بجائے عورت ہے تو ایک لمحے کے لئے حیرت کی وجہ سے اس کے ذہن کو جھٹکا لگا۔ اور اس حیرت کے جھٹکے کی وجہ سے اس کا دباؤ ایک لمحے کے لئے کم ہوا تھا کہ نیچے موجود سائے نے انتہائی مہارت سے اپنے دونوں گھٹنوں کی مدد سے اُسے اپنے سر سے دوسری طرف کیچڑ میں اچھال دینے میں کامیاب ہو

گیا۔ اور کریگر قلابازی کھا کر پشت کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ وہ سایہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا۔ اور دوسرے لمحے اس نے کریگر کے جسم پر چھلانگ لگا دی۔ کریگر نے بھی وہی داؤ استعمال کرنے کی کوشش کی جو اس عورت نے انتہائی ماہرانہ انداز میں استعمال کیا تھا۔ لیکن وہ عورت اس کی توقع سے کہیں زیادہ پھرتیلی اور ہوشیار ثابت ہوئی اور اس کے جسم پر گرتے ہی اس نے یکلخت حیرت انگیز انداز میں اپنے جسم کو فضا میں اوپر کی طرف اچھالا اور دوسرے لمحے اس کے دونوں جڑے ہوئے گھٹنے پوری قوت سے کریگر کے منہ کو رگڑتے چلے گئے۔ کریگر نے تڑپ کر اٹھنا چاہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کی گردن میں اس عورت کی ٹانگیں قینچی کی طرح پھنسیں اور پھر کریگر کا جسم بھاری بھر کم ہونے کے باوجود انتہائی تیزی سے پانی اور کیچڑ کے اندر ہی قلابازیاں کھاتا گیا۔ کریگر نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کی پنڈلیاں پکڑنی چاہیں۔ لیکن وہ عورت شاید پارے کی بنی ہوئی تھی کہ وہ خود بھی کیچڑ اور پانی کے اندر اس تیز رفتاری سے پلٹنیاں کھاتی چلی جا رہی تھی کہ کریگر کو ہاتھ اٹھا کر اس کی پنڈلیاں پکڑنے کی حسرت ہی رہ گئی۔ بار بار پانی اور کیچڑ کے اندر چہرے کے رگڑ کھانے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں جیسے تیز مرچیں اور منہ اور ناک میں کیچڑ بھرتا چلا گیا اور چند لمحوں کے بعد اس کے ذہن نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

www.urdukorner.com

جولیا کی کار عمران اور کیپٹن شکیل کی کاروں سے خاصے فاصلے پر پیچھے آرہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جولیا تھی جب کہ ساتھ والی سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا۔

"یہ عمران خواہ مخواہ ادھر دوڑا جا رہا ہے۔ وہ لوگ اب وہاں کیا کرنے گئے ہوں گے۔ اسے وہیں کوٹھی کا ہی پہرہ دینا چاہیئے تھا"۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران ہم سب سے زیادہ دور اندیش ہے"۔۔۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خاک دور اندیش ہے۔ بس خالی رعب جھاڑتا رہتا ہے۔ اب دیکھو تمہیں اس نے کتنی سختی سے جھاڑ دیا تھا۔ میرا تو دل چاہ رہا تھا کہ دانتوں سے اس کی گردن بھنبھوڑ دوں"۔۔۔ تنویر نے شاید موقع غنیمت سمجھتے ہوئے جولیا کو عمران کے خلاف اکسانے

کا سوچا تھا۔

"ہاں واقعی کبھی کبھی اس کا لہجہ ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ وہ اس طرح بات کرتا ہے جیسے ہم سب اس کے ذاتی ملازم ہوں"۔۔۔ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اندھیرے کے باوجود تنویر کا چہرہ مسرت کی شدت سے روشن ہو گیا۔

"تم خود خاموش ہو جاتی ہو۔ اگر تم کہو تو کسی روز اس کے سارے دانت باہر نکال دوں"۔۔۔ تنویر نے کہا۔ اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم ہنس رہی ہو۔ میں صرف تمہاری وجہ سے خاموش ہو جاتا ہوں ورنہ......" تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ کیونکہ جولیا کی طنزیہ ہنسی کو وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

"تنویر۔ کیا تم واقعی احمق ہو یا جان بوجھ کر احمق بننے کی کوشش کر رہے ہو"۔۔۔ جولیا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"۔۔۔ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"وہ آدمی جس کا نام عمران ہے۔ تم جیسے دس تنویر بھی اگر مل کر اس کے مقابلے پر آجائیں تو شاید چند لمحے ہی زندہ اپنے پیروں پر نہ کھڑے رہ سکیں۔ وہ مافوق الفطرت انداز کا لڑاکا ہے۔ کبھی ایسی حماقت کرنے کا سوچنا بھی ناں۔ ایسا نہ ہو کہ میں تم جیسے بہادر اور عقلمند دوست کا ساتھ ہمیشہ کے لئے کھو بیٹھوں"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کا چہرہ جو جولیا کے ابتدائی فقروں سے تیزی سے بگڑتا جا رہا تھا۔ اس کے آخری فقرے پر ایک

www.urdukorner.com

بار پھر پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"اوہ اوہ۔ شکریہ مس جولیا۔ تم نے میرے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا ہے۔ میں اس کے لئے مشکور ہوں۔ لیکن یہ بتا دوں کہ تمہیں اس عمران کے متعلق خواہ مخواہ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے"۔۔۔ تنویر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جذبات کا لفظ تم نے غلط استعمال کیا ہے۔ خیالات کہو"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کا کھِلا ہوا چہرہ قدرے سکڑ سا گیا۔

"ارے۔ یہ لائٹیں کیوں بند کر دی ہیں انہوں نے کاروں کی"۔۔۔ جولیا نے موڑ مڑتے ہی کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے کار کی ساری لائٹیں بند کر دیں۔

"ہاں واقعی عقبی لائٹیں بند ہو گئی ہیں۔ صرف بریک لائٹ ہی نظر آتی ہے"۔۔۔ تنویر نے کہا۔ جولیا نے اس بار صرف سر ہلا دیا۔ کیونکہ کار اب بُری طرح سلپ ہونے لگ گئی تھی۔ اور جولیا کو اُسے کنٹرول کرنے کے لئے خاصی جد وجہد کرنی پڑ رہی تھی۔

"روک دو۔ میں ڈرائیو کرتا ہوں"۔۔۔ تنویر نے کہا۔ لیکن جولیا نے انکار میں سر ہلا دیا۔ کار بہرحال کسی نہ کسی طرح آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ لیکن اب آگے جانے والی کاریں اُسے صرف اس وقت نظر آتی تھیں جب ان کی بریک لائٹیں جلتی تھیں۔ اور پھر اچانک بریک لائٹیں بھی نظر آنی بند ہو گئیں۔ گھپ اندھیرے اور تیز بارش کی وجہ سے اُسے کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ لیکن بہرحال وہ

کار آگے بڑھائے لئے جا رہی تھی۔ تنویر چونکہ پہلے اس طرف آ چکا تھا۔ اس لئے وہ اس کا رخ متعین کر رہا تھا۔ اور پھر ایک بار بجلی چمکنے پر وہ دونوں یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آگے جانے والی دونوں کاریں غائب ہو گئی تھیں اور اب انہیں ٹیلے کے قریب کھڑی ایک اونچی اور بڑی سی جیپ ہی نظر آئی تھی۔

"یہ لوگ کہاں چلے گئے ہیں"۔۔۔ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ جولیا۔ میں نے پستول چلنے کی آواز سنی ہے"۔۔۔ اُسی لمحے تنویر نے چونک کر کہا اور جولیا نے پوری قوت سے بریک لگا دی۔ وہ اس وقت اس جیپ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اُسی لمحے ٹیلے کی دوسری طرف سے مشین گن چلنے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک انسانی چیخ بھی سنائی دی۔ اور وہ دونوں بے اختیار دروازے کھول کر کار سے نیچے اتر آئے۔ ان دونوں نے بھی لاشعوری طور پر جیبوں سے ریوالور نکال لئے تھے۔ ابھی انہوں نے دو تین قدم ہی اٹھائے تھے کہ یکے بعد دیگرے ریوالور چلنے کے دو دھماکے سنائی دیئے۔

"تم ذرا فاصلے سے ہو کر اوپر جاؤ۔ میں ادھر سے جاتا ہوں"۔۔۔ تنویر نے کہا۔ اور جولیا پانی میں دوڑتی ہوئی کافی ہٹ کر تیزی سے اوپر چڑھنے لگی۔ جب کہ تنویر اُسی جگہ سے اوپر چڑھنے لگا۔ بارش اور کیچڑ کی وجہ سے وہ پوری رفتار سے اوپر نہ چڑھ پا رہے تھے۔ لیکن پھر بھی وہ اپنی پوری قوت سے اوپر چڑھے جا رہے تھے اچانک

www.urdukorner.com

جولیانے تنویر کو چیخ مار کر پلٹ کر نیچے گرتے ہوئے دیکھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بلمے تڑنگے سائے کو تیزی سے تنویر کے پیچھے لپکتے دیکھا۔ تو وہ بے اختیار کھڑی ہوئی اور دوسرے لمحے اس نے اس سائے پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن شدید کیچڑ اور تیز ڈھلوان کی وجہ سے وہ بروقت اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور اس آدمی کے ساتھ ہی قلابازی کھاتی ہوئی نیچے پانی اور کیچڑ میں ایک چھپاکے سے جا گری۔ نیچے گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھی ہی تھی کہ اس آدمی نے اس کی آنکھوں میں زور سے پانی کا چھپاکا مارا اور جولیا اس سے بچنے کے لئے جیسے ہی لاشعوری طور پر پیچھے ہٹنے لگی۔ اس کا پیر پھسلا اور وہ دھڑام سے پشت کے بل پانی کے اندر جا گری۔ اُسی لمحے اس کے جسم کے اوپر اس آدمی کا جسم آ گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس آدمی نے اپنے جسم کے دباؤ سے اُسے پانی کے اندر رکھنے کی کوشش کی۔ جولیا کا سانس رکنے لگا۔ کہ ایک لمحے کے لئے اُسے احساس ہوا کہ اس کے جسم پر پڑنے والا دباؤ خاصا کم ہو گیا ہے۔ دباؤ کم ہونے کی وجہ سے اس کے ذہن نے کام کیا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے گھٹنے موڑ کر اپنے جسم پر موجود آدمی کو زوردار ضرب لگائی اور وہ آدمی قلابازی کھاتا ہوا اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا ایک دھماکے سے پانی میں گرا۔ اس کے ساتھ ہی جولیا اپنی پوری قوت لگا کر تڑپ کر سیدھی ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے پانی میں گرے ہوئے اس آدمی پر چھلانگ

لگا دی۔ لیکن وہ سمجھتی تھی کہ یہ آدمی اس سے زیادہ طاقتور ہے۔ اور اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ماہر لڑاکا بھی ہے۔ اس لئے اگر جولیا اس کے انداز میں اس کے جسم پر جا کر گری تو یقیناً وہ وہی داؤ اس پر بھی لگائے گا۔ اور اس کے مڑے ہوئے گھٹنوں کی ضرب بہرحال جولیا کی نسبت زیادہ طاقت سے اُسے دور اچھال دے گی۔ اس لئے اس نے نیا داؤ استعمال کیا اور اس کا جسم آگے کی طرف گیا۔ اور دوسرے لمحے اس نے مڑے ہوئے گھٹنوں کی مدد سے اس آدمی کے چہرے کو پوری قوت سے رگڑ دیا۔ ظاہر ہے اس کے گھٹنوں نے جب اس کے چہرے کو رگڑا تھا تو اس کا سارا جسم اس آدمی کے سر سے آگے جا گرا تھا۔ جیسے ہی اس کا جسم آگے پانی میں گرا۔ جولیا نے کہنیاں موڑ کر اپنے چہرے کو پانی میں ڈوبنے سے بچایا اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں تیز رفتاری سے گھومیں۔ اور اس نے پہلے سے سوچے ہوئے منصوبے کے تحت اس آدمی کی گردن میں قینچی ڈالی اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو کیچڑ اور پانی میں تیزی سے پلٹنا شروع کر دیا۔ گو اس آدمی کا جسم خاصا بھاری تھا۔ لیکن جولیا اس وقت اپنی پوری قوت سے کام لے رہی تھی۔ وہ مسلسل پلٹنیاں کھاتی چلی گئی۔ اُسے معلوم تھا۔ اگر وہ ایک لمحے کے لئے بھی سُست ہوئی۔ تو یہ آدمی اس کی پنڈلیوں پر ضرب لگا کر انہیں توڑ بھی سکتا ہے۔ اس لئے وہ اس وقت واقعی برق رفتار بنی ہوئی تھی۔ اور چند لمحوں بعد جب اُسے احساس ہوا کہ اس آدمی کا جسم دو تین

www.urdukorner.com

پلٹنیوں کے دوران بالکل ڈھیلا پڑ چکا ہے تو اس نے تیزی سے اپنے
پیر کھولے اور انہیں سمیٹ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ آدمی اوندھے
منہ اسی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ جولیا کا اپنا جسم کیچڑ سے
تر بتر ہو رہا تھا۔ وہ تیزی سے اس آدمی کی طرف بڑھی اور اس
نے اسے سیدھا کیا۔ اور اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ بے ہوش
تھا۔ لیکن اس کا سانس بتا رہا تھا۔ کہ یہ آدمی گھوڑے کی طرح
طاقتور ہے۔ اس لئے جلد ہی اسے ہوش آجائے گا۔ اسی لمحے
اسے کچھ فاصلے سے تنویر کی آواز سنائی دی۔ اور جولیا نے
چونک کر اس کی طرف دیکھا تو تنویر اٹھ کر لڑکھڑاتا ہوا اس کی
طرف آ رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھام
رکھا تھا۔

"تنویر۔ ہوش میں آؤ۔ ہم انتہائی خطرناک حالات میں گھرے
ہوئے ہیں" ——— جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔ اور جولیا کا یہ فقرہ
سنتے ہی تنویر ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ اور پھر دوڑتا ہوا آگے
بڑھنے لگا۔ جیسے اس کا چکراتا ہوا سر جولیا کے ایک ہی فقرے سے
یک لخت درست ہو گیا ہو۔

"یہ بے ہوش ہے۔ اس کے ہاتھ پیر باندھ دو۔ رسی کا گچھا کار
میں ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں کار میں دوسری طرف جا کر عمران
اور دوسرے ساتھیوں کو چیک کرتی ہوں۔ جولیا نے آگے بڑھ کر
تنویر کا بازو پکڑا اور اسے دوڑاتی ہوئی کار کی طرف بڑھنے لگی۔
وہ دونوں کیچڑ اور پانی میں بری طرح لت پت تھے۔ بارش اب بند

ہو چکی تھی۔ اس لئے ان کے منہ، چہرے اور جسم پر موجود کیچڑ اسی
طرح موجود تھا۔

"اسے ختم نہ کر دیں۔ خواہ مخواہ کا جھگڑا بڑھانے کا فائدہ" ———
تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں۔ پہلے میں ساتھیوں کو دیکھ لوں پھر سوچیں
گے" ——— جولیا نے کہا۔ اور کار کا دروازہ کھول کر اس نے
فرنٹ سائیڈ سیٹ اٹھا کر نیچے موجود باکس میں سے نائیلون کی
باریک رسی کا گچھا نکال کر تنویر کو دیا اور پھر دروازہ بند کر کے
وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی کار کے دوسرے دروازے کی طرف
بڑھی۔ دروازہ کھول کر وہ اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی۔
اور اس نے کار سٹارٹ کرنی شروع کر دی۔ چند لمحوں کی
کوششوں کے بعد آخر کار کا انجن جھرجھری لے کر بیدار ہو ہی
گیا۔ اور جولیا نے کار بیک کر کے موڑی اور پھر اسے ٹیلے کی
سائیڈ سے گھما کر دوڑاتی ہوئی اس کے عقبی طرف لے آئی۔ یہاں
دو کاریں موجود تھیں۔ اور اسی لمحے اس کی نظریں ایک سائے پر
پڑیں جو ایک سائے کو کاندھے پر لادے دوسرے کو بازو سے
پکڑ کر گھسیٹتا ہوا پانی سے اوپر لے جانے کی شدید کوشش
میں مصروف تھا۔ جولیا اسے دیکھتے ہی پہچان گئی۔ وہ صفدر
تھا۔ اس کے کاندھے پر عمران لدا ہوا تھا جب کہ وہ کیپٹن
شکیل کا بازو پکڑے اسے اوپر گھسیٹ کر لے جانے کی
کوشش میں مصروف تھا۔

www.urdukorner.com

"صفدر۔ صفدر" ۔۔۔ جولیا نے کار رک کر نیچے اترتے ہوئے چیخ کر کہا۔

" اوہ مس جولیا۔ جلدی آئیں۔ ان دونوں کی حالت خراب ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور جولیا پانی میں دوڑتی ہوئی اس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

" اوہ اوہ۔ تم بھی زخمی ہو۔ صفدر۔ کیا ہوا ہے یہاں" ۔۔۔ جولیا نے قریب جا کر صفدر کے کاندھے کے قریب خون کے بڑے سے سیاہی مائل دھبے کو بجلی کی چمک کی وجہ سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب کی گردن میں خنجر اور پہلو میں گولی لگی ہے۔ جب کہ کیپٹن شکیل کے سینے میں گولی لگی ہے۔ مجھے گولی کاندھے کے قریب لگی تھی۔ ان دونوں کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ تم کیپٹن شکیل کو گھسیٹ کر اوپر لے آؤ" ۔۔۔ صفدر نے رک رک کر اور قدرے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور جولیا نے واضح طور پر دیکھ لیا کہ صفدر کی اپنی حالت بھی ان دونوں سے بہتر نہ تھی۔ اس کا جسم لڑکھڑا رہا تھا۔ لیکن نجانے کس جذبے نے اسے سنبھال رکھا تھا۔

" ایک منٹ۔ میں تنویر کو بلاتی ہوں" ۔۔۔ جولیا نے کہا اور پھر اس نے پوری قوت سے چیخ کر تنویر کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

" آرہا ہوں" ۔۔۔ دور سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ بڑی جیپ تیزی سے ٹیلے کی سائیڈ سے مڑ کر ادھر آئی اور تنویر نیچے اتر آیا۔ وہ مجرموں کی جیپ ہی لے آیا تھا۔

" یہ تینوں شدید زخمی ہیں۔ انہیں فوری میڈیکل ایڈ چاہیئے۔ تم کیپٹن شکیل کو سنبھالو۔ میں صفدر کے ساتھ مل کر عمران کو سنبھالتی ہوں۔ میڈیکل باکس تو میری کار میں ہے۔ لیکن بارش پھر آہستہ آہستہ تیز ہونے لگ گئی ہے۔ ہمارا کسی محفوظ جگہ پر پہنچنا ضروری ہے" ۔۔۔ جولیا نے تنویر کے دوڑ کر اوپر آنے تک ساری صورت حال اسے بتا دی۔

" اوہ۔ پھر سرنگ میں جانا ہو گا۔ وہ محفوظ جگہ ہے" ۔۔۔ تنویر نے کیپٹن شکیل کو گھسیٹ کر کاندھے پر لادتے ہوئے کہا۔

" سرنگ ۔۔۔ وہ کہاں ہے" ۔۔۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

" یہیں قریب ہے۔ آؤ" ۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر جولیا نے آگے بڑھ کر عمران کے جسم کو ساتھ سہارا دیا اور وہ سب کیچڑ میں احتیاط سے پیر جماتے آگے بڑھتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سرنگ میں پہنچ چکے تھے۔

" میری کار میں میڈیکل باکس ہے۔ میں لے آتی ہوں۔ ارے ہاں تنویر۔ وہ آدمی کہاں ہے۔ اسے چھوڑ تو نہیں دیا" ۔۔۔ جولیا نے دہانے کی طرف مڑتے ہوئے تنویر سے پوچھا۔

" نہیں۔ اسے باندھ کر جیپ میں رکھ کر لے آیا ہوں" ۔۔۔ تنویر نے کہا اور پھر وہ دونوں آگے بڑھ کر دہانے سے باہر نکل آئے۔ جب کہ صفدر عمران اور کیپٹن شکیل کے ساتھ

www.urdukorner.com

وہیں اندھیرے میں ہی لیٹ گیا۔ اُسے پانی میں گرنے کے چند لمحے بعد ہی ہوش آ گیا تھا۔ اور شاید اُسی لمحے اس نے عمران کو نیچے گرتے اور گولی کھا کر ساکت ہوتے دیکھا تھا۔ اس لئے وہ کاندھے میں شدید درد ہونے کے باوجود دوڑتا ہوا عمران کے پاس پہنچا۔ عمران کے گلے میں خنجر موجود تھا۔ لیکن خوش قسمتی یہ تھی۔ کہ خنجر شہ رگ میں نہ لگا تھا۔ بلکہ سائیڈ پر لگا تھا۔ صفدر نے خنجر کھینچ کر ایک طرف پھینک دیا۔

پانی میں پڑے ہونے کی وجہ سے زخم سے خون نہ نکل رہا تھا۔ لیکن عمران کی حالت درست نہ تھی۔ اس لئے اس نے عمران کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر کسی نہ کسی طرح کیچڑ میں چلتا ہوا وہ اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں کیپٹن شکیل اب بھی کیچڑ اور پانی میں اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ صفدر نے جھک کر اسے سیدھا کیا۔ اس کے سینے میں گولی لگی ہوئی تھی۔ لیکن یہاں بھی پانی اور کیچڑ کی وجہ سے خون نہ نکلا تھا اور کیپٹن شکیل بہرحال زندہ تھا۔ اب صفدر کے لئے مسئلہ اُسے اوپر لے جانا تھا۔ اُسی لمحے جولیا کی آواز سنائی دی۔ اور نتیجہ یہ کہ اب وہ سرنگ کے دھانے سے ذرا اندر موجود تھے۔ گو صفدر کی اپنی حالت درست نہ تھی۔ لیکن اس کے دل سے اپنی بجائے عمران کی زندگی کے لئے دعائیں نکل رہی تھیں۔ وہ منہ ہی منہ میں انتہائی گڑگڑا کر اللہ تعالٰے سے عمران اور کیپٹن شکیل کی زندگی کی دعائیں مانگ رہا تھا۔ اور یہ سب کچھ لاشعوری طور پر ہو رہا

تھا۔ اس کے ذہن و قلب پر ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی۔ اور وہ اسی کیفیت کے زیر اثر مسلسل دعا مانگے چلا جا رہا تھا۔ یہ کیفیت اس وقت ٹوٹی جب ٹارچ کی روشنی کا تیز دائرہ دھانے کے اندر پڑا۔ اور صفدر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا کیونکہ ٹارچ کی تیز روشنی کی وجہ سے اس کے عقب میں کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

"کون ہے" ــــ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں جولیا ہوں۔ کیوں" ــــ جولیا نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا نجانے کون ہے۔ کیونکہ کوئی اور دشمن بھی تو آ سکتا ہے" ــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا نے سر ہلاتے ہوئے ٹارچ صفدر کی طرف بڑھا دی۔ اور پھر اس نے میڈیکل باکس کھولا اور اس میں سے انجکشن نکال کر اس نے پہلے عمران کو پھر کیپٹن شکیل اور آخر میں صفدر کو بھی انجکشن لگا دیا۔ یہ فوری توانائی بحال کرنے کے انجکشن تھے۔ انجکشن لگتے ہی صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند یک لخت صاف ہو گئی ہو۔ اور جسم میں بھی توانائی کی لہر سی دوڑ گئی ہو۔ پھر اس کے مشورے پر جولیا نے عمران اور کیپٹن شکیل کو دو مختلف انجکشن لگائے۔ اُسی لمحے تنویر بندھے ہوئے آدمی کو اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اور اس نے انتہائی بے دردی سے اُسے ایک طرف پٹخ دیا۔

www.urdukorner.com

"ہوش میں آگیا تھا۔ میں نے دوبارہ بے ہوش کر دیا ہے"
تنویر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

" اب کہاں جا رہے ہو" ——— جولیا نے چونک کر پوچھا۔

" عمران کی کار میں دو اور بے ہوش پڑے ہیں۔ کہیں وہ ہوش آکر بھاگ نہ جائیں۔ اس لئے انہیں بھی یہاں ہی لے آتا ہوں" تنویر نے کہا۔ اور جولیا نے سر ہلا دیا۔ باکس میں موجود ڈسٹلڈ واٹر کی بوتلوں کی مدد سے اس نے عمران۔ کیپٹن شکیل اور صفدر تینوں کے زخم صاف کئے۔

"کیپٹن شکیل کے جسم میں گولی موجود ہے۔ اس کے زخم کے کنارے نیلے ہو چکے ہیں" ——— جولیا نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اسے فوری طور پر نکالنا ہو گا۔ یہ ٹارچ پکڑو اور نشتر مجھے دو" ——— صفدر نے کہا۔ اور جولیا نے باکس سے تیز نشتر نکال کر صفدر کے ہاتھ میں دیا اور اس کے ہاتھ سے ٹارچ لے لی۔ صفدر نے انگلیوں کی مدد سے زخم کے مختلف حصوں کو دبا کر اندازہ کیا کہ گولی کا رخ کس طرف ہے اور وہ کتنی گہرائی میں ہے۔ پھر اس نے جولیا کو طاقت کا ایک اور انجکشن لگانے کے لئے کہا۔ جب جولیا نے انجکشن لگا دیا تو صفدر نے بسم اللہ پڑھی اور کیپٹن شکیل کے اس نازک ترین آپریشن میں مصروف ہو گیا۔ جولیا ساتھ ساتھ خون صاف کرتی جا رہی تھی۔ تقریباً چھ سات منٹ تک مسلسل اور پوری توجہ سے آپریشن کے بعد

آخر کار صفدر گولی باہر نکال لینے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ اس نے کیپٹن شکیل کی نبض چیک کی اور پھر جلدی سے باکس میں سے دو مختلف قسم کے انجکشن نکال کر اس نے دونوں انجکشن یکے بعد دیگرے رگ میں لگا دیئے۔ دوا انجکشن لگانے کے بعد جب اس نے نبض چیک کی تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ آئی۔ کیپٹن شکیل کی حالت شدید خطرے سے نکلتی جا رہی تھی۔ اس دوران جولیا اس کے زخم کی بینڈیج کر چکی تھی۔ صفدر نے کچھ لمحے بعد ایک اور انجکشن لگایا اور پھر نبض چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔

" خدایا تیرا شکر ہے۔ تو نے اسے دوبارہ زندگی عنایت کر دی ہے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا کا چہرہ بھی چمک اٹھا۔

اب وہ عمران کی گردن اور اس کے پہلو کے زخموں کی بینڈیج میں مصروف تھی۔ عمران کے پہلو میں صرف زخم تھا۔ گولی سائیڈ سے نکل گئی تھی۔ لیکن پانی کی وجہ سے خون نہ بہہ سکا تھا۔ اس لئے عمران کی حالت زیادہ تشویش ناک نہ تھی۔ سب سے آخر میں اس نے صفدر کے زخم کی بینڈیج کی۔ اس دوران تنویر دو اور آدمیوں کو جو عمران کی کار میں موجود تھے اٹھا کر اندر لا چکا تھا۔

" اب کیا پوزیشن ہے عمران اور کیپٹن شکیل کی" ——— تنویر نے صفدر کے قریب بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

" دونوں خطرے سے باہر ہیں۔ عمران کو تو ابھی ہوش آجائے گا۔ جب کہ کیپٹن شکیل کو ہسپتال داخل کرانا ہو گا" ——— صفدر نے کہا۔

www.urdukorner.com

"اور تنویر یہ تمہارے سر پر بھی زخم ہے۔ آؤ میں بینڈیج کر دوں"۔۔۔
جولیا نے تنویر کے بیٹھنے کی وجہ سے اس کی پیشانی سے ذرا اوپر خون
کا بڑا سا دھبہ دیکھتے ہوئے کہا۔ حالانکہ اس کے سر پر پہلے سے پٹیاں
بندھی ہوئی تھیں لیکن پیشانی پر زخم نمایاں نظر آ رہا تھا۔

"اس نے اچانک بھاری ریوالور مارا تھا"۔۔۔ تنویر نے بندھے
ہوئے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا چہرہ یہ سن
کر ہی چمک اٹھا تھا۔ کہ زخم کی بینڈیج جولیا خود اپنے ہاتھوں سے کرے
گی۔ اور صفدر اس کے چہرے اور آنکھوں میں ابھر آنے والی چمک
دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔ اور جولیا نے اس کا زخم صاف کر کے
باقاعدہ بینڈیج کرنی شروع کر دی۔

"ارے ہاں مس جولیا۔ آپ دونوں تو ہمارے عقب میں آ رہے
تھے۔ آپ کے ساتھ کیا ہوا۔ مجھے تو پوچھنے کا خیال ہی نہیں رہا"
صفدر نے اچانک ایک خیال کے تحت چونک کر پوچھا۔

"جولیا نے آج کمال کر دیا ہے۔ اس آدمی سے ایسی خوفناک
لڑائی لڑی ہے کہ بس کیا بتاؤں"۔۔۔ تنویر نے بولنا شروع کر
دیا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا۔ تم تو اس وقت سر پر چوٹ کھا کر بے ہوش
تھے"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا اور صفدر بے اختیار
ہنس پڑا۔ جب کہ تنویر بھی شرمندہ سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

"یہ بے ہوشی بھی ہو تو تب بھی تمہاری طرف سے تو غافل نہیں
رہ سکتا"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور اس بار جولیا

بھی ہنس پڑی۔ پھر اس نے ہیڈ لائٹس بند کرنے سے لے کر صفدر
تک پہنچنے کے تمام حالات پوری تفصیل سے بتا دیئے۔

"پھر تو واقعی تنویر سچ کہہ رہا ہے۔ اگر تم ہمت نہ کرتیں تو ہم سب
کا خاتمہ یقینی تھا۔ لیکن یہ دونوں تھے کون اور یہاں کیا کر رہے تھے"۔
صفدر نے کہا۔

"آتھم جیپ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں سے ایک
وہ کریگر اور دوسرا اس کا ساتھی تھا۔ اب پتہ نہیں یہ بندھا ہوا آدمی
کریگر ہے یا وہ دوسرا"۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا عمران کے منہ سے ہلکی
سی کراہ نکلی اور جولیا تیزی سے عمران کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے جلدی
سے اس کی کلائی تھام لی۔

"عمران عمران۔ ہوش میں آؤ"۔۔۔ جولیا نے بے اختیار ہو کر کہا۔
اور عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں پہلے تو چند لمحے وہ حیرت
سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"ادھر پشت لگاؤ۔ ادھر تمہارا پہلو اور گردن شدید زخمی ہے"
جولیا نے جلدی سے عمران کو سنبھالتے ہوئے کہا اور پھر اس نے
سہارا دے کر باقاعدہ اُسے سرنگ کی دیوار کے ساتھ پشت
لگا کر بیٹھنے میں مدد دی۔

"جب پہلو خالی ہو تو ظاہر ہے۔ اس نے زخمی تو ہونا ہی ہے۔
لیکن تنویر کے سر پر کئی بینڈیج نظر آ رہی ہیں اور یہ تو پورا ہسپتال بنا
ہوا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا نے عمران

www.urdukorner.com

کے پہلو دار اور ذو معنی فقرہ سن کر بے اختیار شرماتے ہوئے منہ دوسری طرف کر لیا۔

"شکر کرو ہسپتال ہے۔ اگر جولیا ہمت نہ کرتی تو یہ ہسپتال قبرستان میں تبدیل ہو چکا ہوتا" —— تنویر نے عمران کے ذو معنی فقرے اور جولیا کے شرمانے پر جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یار۔ کیا بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔ دماغی چوٹ گہری تو نہیں لگ گئی" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے کون سی بہکی ہوئی بات کی ہے۔ تم تو گولی کھا کر اوندھے ہو گئے تھے۔ تمہیں تو پتہ ہی نہیں کہ بعد میں کیا ہوتا رہا ہے" —— تنویر نے اور زیادہ جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم کہہ رہے ہو کہ جولیا ہمت نہ کرتی تو یہ ہسپتال قبرستان بن چکا ہوتا۔ جب کہ میں کہتا ہوں جس روز جولیا نے واقعی ہمت کر ڈالی۔ قبرستان میں بہار آجائے گی۔ ہر طرف رنگ ہی رنگ پھیل جائیں گے۔ کیوں صفدر۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم زیادہ مت بولو۔ سمجھے۔ تمہیں خاصی چوٹیں آئی ہیں" —— جولیا نے بڑے پیار بھرے لہجے میں عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"چوٹوں کی بات چھوڑو۔ چوٹیں تو نجانے کب سے کھا رہے ہیں۔ البتہ یہ بولنے پر پابندی کا کیا مطلب۔ کیا بے ہوشی میں نکاح بھی ہو گیا ہے" —— عمران نے چونک کر کہا۔

"تمہارا نکاح۔ نہیں۔ موت ہی آئے گی بے ہوشی کے دوران"

تنویر نہ رہ سکا تو آخر کار بول ہی پڑا۔

"ارے نکاح اور موت میں بس حرفوں کا ہی فرق ہوتا ہے۔ موت سے بھی آدمی کا بولنا بند اور نکاح میں بھی قبول ہے قبول ہے کے بعد آدمی کا بولنا ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ اور سابقہ اعمال کی چھان پھٹک اور پھر زبان کے زہریلے کوڑوں کی مار شروع" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم باز نہیں آؤ گے بولنے سے" —— جولیا نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"آجاؤں گا آجاؤں گا۔ لیکن ...." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا ساتھ ہی اندھیرے میں پڑے بندھے آدمی کے حلق سے کراہ نکلی اور عمران چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔ ٹارچ ایک طرف اس انداز میں رکھی گئی تھی۔ کہ اس کی روشنی صرف عمران، صفدر۔ تنویر اور جولیا ہی روشنی میں تھے۔ باقی سارا ماحول تاریک تھا۔

"اوہ —— اسے پھر ہوش آگیا" —— تنویر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کون ہے یہ" —— عمران نے چونک کر پوچھا۔ اور صفدر نے اُسے شروع سے لے کر آخر تک سارے حالات تیزی سے بتانے شروع کر دیئے۔

"اوہ۔ واقعی جولیا نے بے پناہ ہمت کی تھی۔ ورنہ اس بار تو ہم سب ہٹ ہو گئے تھے۔ اس پر ٹارچ کی روشنی ڈال لو۔

www.urdukorner.com

میں دیکھوں یہ کون ہے" —— عمران نے کہا اور جولیا نے جلدی سے قریب پڑی ٹارچ اٹھائی اور اس بندھے ہوئے آدمی پر ٹارچ کی روشنی ڈالی۔ وہ آدمی ہوش میں آگیا تھا۔ اور اب اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ تو یہ بدوسس عرف کریگر صاحب زندہ بچ گئے ہیں۔ گڈ شو۔ وہ سرمہری فریڈ اور وہ چیف انجینئر رابرٹ کہاں ہیں" —— عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ بھی موجود ہیں" —— تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہالووال مشن کے یہ تینوں بڑے مجرم یہاں پہنچ بھی گئے ہیں اور زندہ بھی ہیں۔ گڈ شو۔ ان تینوں کو اٹھا کر سرنگ کے اندر لے چلو۔ ان کے اسس خوف ناک جرم کے پاس جس کی مدد سے انہوں نے کروڑوں بے گناہ پاکیشیائی افراد کی ہلاکت کا منصوبہ بنایا تھا۔ اور پاکیشیا کو بھی مکمل تباہ کرنا چاہتے تھے۔ لے چلو انہیں اٹھا کر وہاں" —— عمران کا لہجہ بات کرتے کرتے انتہائی سخت ہو گیا۔

اور تنویر تیزی سے اٹھ کر کریگر کی طرف بڑھا اور اس نے اُسے گھسیٹ کر کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے اندر کی طرف بڑھنے لگا۔ جولیا ٹارچ لے کر اس کے ساتھ ساتھ چل پڑی۔ تھوڑی دیر بعد دور سے ایک دھماکے اور کریگر کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں واپس آگئے۔ اور اس بار تنویر نے رابرٹ کو اٹھایا اور اُسے بھی وہاں چھوڑ کر واپس آئے اور سرمہری فریڈ کو اٹھا کر اندر لے گئے۔

"کیپٹن شکیل کو یہیں رہنے دو۔ اس کو زیادہ حرکت دینا ٹھیک نہ ہوگا۔ ہم دونوں اندر چلتے ہیں" —— عمران نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا اور صفدر نے جلدی سے اٹھ کر عمران کو سہارا دیا۔ اُسی لمحے جولیا اور تنویر بھی واپس آگئے۔ اور پھر ان دونوں کے سہارے سے وہ بھی اندر پہنچ گئے۔ وہ تینوں اس جگہ پڑے ہوئے تھے۔ جہاں وہ کنٹرولنگ پینل باکس موجود تھا۔ کریگر اٹھ کر اب دیوار کے ساتھ پشت لگائے بیٹھا تھا۔ اور اس کے بازو حرکت کر رہے تھے۔

"یہ رسیاں کھولنے کی کوشش کر رہا ہے" —— عمران نے کہا اور تنویر تیزی سے اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ اسے کوشش کر لینے دو" —— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور تنویر رک گیا۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد آخر کار کریگر کے چہرے پر مایوسی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"ٹارچ اسس طرح رکھ دو کہ یہ سارا ماحول روشن رہے" —— عمران نے کہا اور جولیا نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹارچ ایک خاص زاویے پر رکھ دی۔

"تم کون ہو" —— کریگر نے پہلی بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے مسٹر کریگر چیف آف کریگر سیکشن اور

www.urdukorner.com

یہ تنویر ہے۔ یہ مس جولیا اور یہ ہیں صفدر، سعید یہ سب میرے ساتھی ہیں“ ـــــ عمران نے بڑے سرد سے لہجے میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ ان محترمہ نے جس انداز میں مجھے بے ہوش کیا ہے۔ اور اب تمہارا حوالہ سامنے آجانے کے بعد میں سمجھ گیا ہوں کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ لیکن تم لوگ کسی شدید غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ میرا نام کریگر نہیں برودس ہے۔ اور میں سر ہنری فریڈ کا ملازم ہوں۔ ہمارے کاغذات بالکل درست ہیں اور گریٹ لینڈ کا سفارت خانہ ہمارا مکمل تحفظ کرے گا“ ـــــ کریگر کا لہجہ سخت ہو گیا تھا۔

”سر ہنری فریڈ بھی یہاں موجود ہے اور وہ تمہارے بلیو لائن سیکشن کا چیف انجینئر رابرٹ بھی۔ تنویر۔ پہلے اس چیف انجینئر رابرٹ کو ہوش میں لے آؤ۔ اب پہلے وہ بتائے گا کہ اس نے یہ ہالو وال کس طرح تیار کی ہے“ ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اور تنویر تیزی سے رابرٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس کا منہ اور ناک بند کرنے کے لئے اس پر جھکا ہی تھا کہ عمران بول پڑا۔ اس نے اُسے بتایا کہ یہ داوری گیس کی وجہ سے بے ہوش ہے۔ اس لئے عام طریقے سے ہوش میں نہ آئے گا۔ خنجر کی مدد سے زخم لگا کر اس کا خون نکالنا پڑے گا۔

”خنجر تو نہیں ہے۔ میں اس کی ناک سے خون نکال دیتا ہوں“ ـــــ تنویر نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت

سے بے ہوش پڑے رابرٹ کے چہرے پر اپنا بوٹ مارا۔ اور واقعی ایک ہی ضرب سے رابرٹ کی ناک اور منہ سے خون بہہ نکلا۔ چند لمحوں بعد رابرٹ چیختا ہوا ہوش میں آگیا۔

”اسے اٹھا کر سامنے لے آؤ“ ـــــ عمران نے کہا اور تنویر نے رابرٹ کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس نے اُسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر عمران کے سامنے پتھروں پر پھینک دیا۔ رابرٹ کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ بری طرح پھڑکنے لگا۔

”اٹھ کر بیٹھ جاؤ چیف انجینئر آف بلیو لائن سیکشن مسٹر رابرٹ اور مجھے بتاؤ کہ تم نے یہ ہالو مشن کس طرح مکمل کیا ہے“ ـــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

”مم ـــ مم ـــ میں کہاں ہوں۔ تم کون ہو“ ـــــ رابرٹ نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ پہلو پر ہاتھ رکھے اٹھ کر نہ صرف بیٹھ گیا تھا بلکہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

”تم اُسی جگہ ہو جہاں تم نے ہالو وال مشن مکمل کیا تھا یہ ہالو وال تمہارے سامنے موجود ہے“ ـــــ عمران نے زہر خند لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ۔ مم ـــ مم ـــ مگر یہ یہاں سرنگ میں وہ وہ مشن تو مکمل ہو گیا تھا“ ـــــ رابرٹ نے مڑ کر اپنے عقب میں جیسے ہی ہالو وال کو دیکھا۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نما لہجے میں الفاظ نکلنے لگے۔

”تم لوگوں نے شاید یہ سمجھ لیا تھا کہ کروڑوں افراد کی موت

www.urdukorner.com

زندگی تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ نہیں۔ تم جیسے انسانیت کے دشمنوں کی جھولی میں سوائے ذلت اور رسوائی اور عبرت ناک موت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ بہرحال مجھے تفصیل بتاؤ کہ تم نے یہ ہالو وال کس طرح تیار کی ہے۔ میں اس فارمولے کی بات کر رہا ہوں۔ ترجیم کا فارمولا۔ سمجھ گئے ہو"۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"مجھے کچھ نہیں معلوم اور نہ میں نے کوئی وال تیار کی ہے"۔۔۔ اس بار رابرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے سپاٹ جواب دے دیا۔

"تنویر۔ یہ کیا کہہ رہا ہے"۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"ابھی سب کچھ بتا دے گا"۔۔۔ تنویر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔ اور اس طرح رابرٹ کی طرف بڑھنے لگا جیسے قصائی ذبح ہونے والی بکری کی طرف بڑھتا ہے۔

"رک جاؤ۔۔۔ مت مارو اس کو۔ اسے واقعی معلوم نہیں ہے۔ یہ تو الیکٹرانک انجنیئر ہے"۔۔۔ یک لخت کریگیر چیخ پڑا۔

"جو کچھ بھی ہے۔ ابھی سامنے آ جائے گا"۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ ادھر تنویر کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر رابرٹ نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ تنویر اس پر جھپٹ پڑا اور دوسرے لمحے رابرٹ چیختا ہوا دوبارہ ایک دھماکے سے پتھروں پر گرا۔ تنویر نے اُسے اٹھا کر پتھروں پر پٹخ دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تنویر کی لات پوری قوت سے اس

کی پسلیوں پر پڑی۔ اور رابرٹ کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی۔ وہ لات کھا کر پتھروں پر ہی اس بُری طرح تڑپنے لگا جیسے پانی سے نکلی ہوئی مچھلی تڑپتی ہے۔ تنویر نے جھک کر ایک نوکدار پتھر اٹھایا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک لات رابرٹ کے جسم پر رکھی اور دوسرے ہاتھ سے اس نے جھک کر رابرٹ کے کاندھے پر پوری قوت سے نوک دار پتھر مار دیا۔ پتھر کی تیز نوک کسی خنجر کی طرح رابرٹ کے کندھے کو چیرتی ہوئی اندر گوشت میں گھس گیا۔

"اس کی آنکھ میں مارو پتھر"۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور تنویر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور پتھر کی خون آلود نوک رابرٹ کی دائیں آنکھ میں خاصی گہرائی تک گھستی چلی گئی۔ رابرٹ کے حلق سے ایسی چیخیں نکلنے لگیں جیسے اُسے کسی کند آلے سے ذبح کیا جا رہا ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تکلیف کی شدت سے بیہوش ہو گیا۔ تنویر نے اس کے بے ہوش ہوتے ہی لات ہٹا کر ایک بار پھر اس کی پسلیوں میں ماری اور رابرٹ چیختا ہوا ہوش میں آ کر ایک بار پھر بُری طرح پھڑکنے لگا۔

"اس کی دوسری آنکھ میں مارو پتھر"۔۔۔ عمران کا لہجہ اُسی طرح سرد تھا۔ اور تنویر کا پتھر والا ہاتھ تیزی سے اوپر اٹھا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ تم انتہائی ظالم اور سفاک آدمی ہو۔ بے رحم ہو"۔۔۔ رابرٹ نے چیختے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ کے اشارے سے تنویر کو روک دیا۔

"ابھی تو تمہاری ایک آنکھ ضائع ہوئی ہے رابرٹ اور تم

www.urdukorner.com

ہمیں ظالم۔ سفاک اور بے رحم کہہ رہے ہو۔ جب کہ تم نے اپنے اس مشن سے پورا ملک تباہ کرنے اور کروڑوں بے گناہ اور معصوم انسانوں کو ہلاک کرنے کا پروگرام بنایا تھا"۔۔۔ عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"وہ۔۔۔ وہ تو حکومت گریٹ لینڈ کا مشن تھا۔ میں تو ملازم ہوں" رابرٹ نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"بہر حال فارمولا بتاؤ۔ اور سنو۔ غلط بات مت کرنا میں اس فارمولے کے اجزائے ترکیبی سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اگر تمہیں یقین نہ آئے تو بتا دوں"۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے واقعی مختلف کیمیکلز کے نام بتانے شروع کر دیئے۔

"اوہ اوہ۔ واقعی تم تو سب کچھ جانتے ہو"۔۔۔ رابرٹ کی اکلوتی آنکھ تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔

"تم نے صرف تناسب بتانا ہے جس تناسب سے تم نے یہ ہالووال تیار کی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس بار رابرٹ نے واقعی اسے فارمولا اور اس کا تناسب بتا دیا۔

"او۔ کے۔ تم نے درست بتایا ہے۔ اس لئے اب تمہاری موت آسان کر دی جائے گی"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں ملازم ہوں۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو"۔۔۔ رابرٹ نے خوف سے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

"صفدر۔ سر ہنری فریڈ کو ہوش میں لے آؤ تاکہ یہ بین الاقوامی

ماہر بھی۔ اس خوفناک منصوبے میں کام کرنے والے اپنے ساتھی کا حشر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے اور سنو یہ صرف ضرب لگنے سے بے ہوش ہے۔ گیس سے نہیں۔ اس لئے یہ عام طریقے سے ہوش میں آجائے گا"۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر تیزی سے قریب بے ہوش پڑے سر ہنری فریڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے دبایا اور چند لمحوں بعد سر ہنری فریڈ کے جسم میں حرکت پیدا ہو گئی۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کون ہو تم۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں کہاں ہوں"۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔

"تم اس وقت اس ہالووال مشن سپاٹ پر ہو۔ جس کے ذریعے تم نے پاکیشیا کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہ ہالووال یہاں سرنگ میں۔ مگر وہ مشن تو مکمل ہو گیا تھا۔ یہ تو......" سر ہنری فریڈ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"تنویر۔ اس چیف انجینئر رابرٹ کو آسان موت مار دو کیونکہ اس نے فارمولا اور اس کا تناسب درست بتایا ہے لیکن بہرحال یہ پاکیشیا کا قومی مجرم ہے" "گو آن"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور تنویر بجلی کی سی تیزی سے رابرٹ پر جھپٹا۔ رابرٹ کے حلق سے دہشت بھری چیخیں نکلنے لگیں لیکن وہ تنویر کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا ہوا میں بلند ہوا۔ اور دوسرے لمحے تنویر

www.urdukorner.com

نے اُسے اس بے دردی سے پتھروں پر پٹخ دیا کہ جیسے وہ انسان
کی بجائے کوئی زہریلا ناگ ہو۔ رابوٹ کے حلق سے اس قدر تیز
چیخ نکلی کہ پوری سرنگ گونج اٹھی۔ تنویر نے اُسے دوبارہ
اٹھایا اور ایک بار پھر پٹخ دیا۔ اس بار رابوٹ کے حلق سے
کراہیں اور خرخراہٹ کی آوازیں نکلیں۔ اس کے جسم سے جگہ
جگہ سے خون نکلنے لگا تھا۔ تنویر پر تو جیسے دورہ سا پڑ گیا تھا۔
وہ اس قدر تیز رفتاری سے اُسے جھپٹ کر اٹھاتا اور پھر اس
قدر بیدردی سے اُسے دوبارہ پتھروں پر پٹخ دیتا۔ کہ جیسے
انسان کی بجائے کوئی مشین یہ کام کر رہی ہو۔ اور چند لمحوں بعد
ہی رابوٹ کے جسم کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کا سر
کئی ٹکڑوں میں بٹ گیا اور تنویر نے اس کی ٹوٹی ہوئی لاش کو اٹھا
کر انتہائی حقارت بھرے انداز میں ایک طرف اچھال دیا۔
جولیا بے اختیار منہ پھیرے بیٹھی ہوئی تھی۔

"یہ تو بے ہوش ہو گیا ہے"۔۔۔ صفدر نے سر ہنری فریڈ
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تھپڑ مار مار کر اُسے دوبارہ ہوش میں لاؤ"۔۔۔ عمران
واقعی انتہائی سرد مہر اور سفاک بنا ہوا تھا اور پھر صفدر کا بازو
گھوما اور تھپڑ کی بھرپور آواز سے سرنگ گونج اٹھی اس کے
ساتھ ہی سر ہنری فریڈ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے سرنگ
گونج اٹھی۔

"اب اگر بے ہوش ہوئے تو جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دوں

گا۔ سمجھے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں سر ہنری فریڈ سے
مخاطب ہو کر کہا۔ اور سر ہنری فریڈ کا پورا جسم اس طرح کانپنے لگ
گیا جیسے اُسے لرزے کا تیز بخار چڑھ آیا ہو۔

"اب اس کریگر صاحب کو سامنے لے آؤ"۔۔۔ عمران نے کہا۔
اور تنویر تیزی سے کریگر کی طرف بڑھ گیا۔ جو بندھا ہوا بیٹھا تھا۔

"تم مسلمان ہو تو تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ۔ مجھے باندھ کر مت
مارو۔ میں چیلنج کرتا ہوں۔ مجھے کھول دو۔ اور پھر سب اکٹھے مجھ سے لڑو
اور پھر اگر تم مجھے مار سکو تو مجھے کوئی شکایت نہ ہوگی"۔۔۔ کریگر نے
چیختے ہوئے کہا۔

"ہم مسلمان ہیں۔ اس لئے بے فکر رہو۔ تمہیں ضرور لڑنے کا موقع
دیا جائے گا۔ لیکن ابھی نہیں"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
تنویر نے کریگر کو بھی گردن سے پکڑ کر سامنے پتھروں کی طرف اچھال
دیا اور بندھا ہوا کریگر کسی گٹھڑی کی طرح دھماکے سے پتھروں پر گرا۔
اور اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

"سنو کریگر۔ میرا وعدہ کہ تمہیں کھول دوں گا۔ ہم سب شدید
زخمی ہیں۔ اس لئے تم جیسے تربیت یافتہ ایجنٹ کو کھولنے کا مطلب
ہم سب کی موت بھی ہو سکتی ہے اور تمہاری آزادی بھی۔ لیکن میں
یہ رسک لے لوں گا اگر تم مجھے سچ سچ بتا دو کہ حکومت گریٹ لینڈ
نے پاکیشیا کے خلاف یہ خوفناک اور تباہ کن منصوبہ کیوں بنایا
تھا"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم وعدہ کرتے ہو۔ مسلمانوں والا وعدہ کہ مجھے کھول کر لڑنے

www.urdukorner.com

کا موقع دو گے" ـــــ کریگر نے کراہتے ہوئے کہا۔

"ایک بار کہہ دیا ہے کہ تمہیں لڑنے کا موقع ضرور دیا جائے گا۔ بس اتنا کہہ دینا کافی ہے۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے غلط بیانی کی تو اسی حالت میں تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے چھوڑ دو۔ میں بتا دیتا ہوں۔ مجھے چھوڑ دو" ـــــ یک لخت سر ہنری فریڈ چیخ پڑے۔

"تم خاموش رہو۔ تمہاری باری بھی آ جائے گی" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اور سر ہنری فریڈ سہم کر خاموش ہو گیا۔

"تمہارے ہمسایہ ملک کافرستان کے ایک حصے کاشیر میں اس ملک سے آزاد ہونے اور پاکیشیا سے ملنے کے لئے تحریک آزادی جاری ہے۔ اور کافرستان کے ساتھ ساتھ گریٹ لینڈ بھی یہ نہیں چاہتا کہ یہ تحریک کامیاب ہو سکے۔ جب کہ پاکیشیا اس تحریک کی مکمل امداد کر رہا ہے۔ اس لئے گریٹ لینڈ نے یہ منصوبہ بنایا کہ پاکیشیا میں کوئی ایسا منصوبہ عمل میں لایا جائے جس سے پاکیشیا کو اپنی پڑ جائے اور اس کی توجہ کاشیر سے ہٹ جائے۔ آج کل پاکیشیا میں چونکہ سیلابوں کا موسم ہے اور بین الاقوامی موسمی رپورٹ کے مطابق اس سال معمول سے زیادہ بارشیں ہوئی ہیں اس لئے سیلاب بھی زیادہ آنے کا خطرہ ہے۔ چنانچہ پہلے تو یہ منصوبہ بندی کی گئی کہ دریاؤں پر موجود چند اہم بند توڑ دیئے جائیں۔ لارڈ ارسٹل اس منصوبے پر کام کر رہا تھا۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس

نے ابتدا میں ہی کارروائی کر کے اس کا راستہ روک دیا۔ لارڈ ارسٹل کے گروپ کے ایک آدمی فرنیک نے اس کے بعد یہ ہولو وال منصوبہ تیار کیا۔ یہ منصوبہ گریٹ لینڈ کے اعلیٰ حکام کو بے حد پسند آیا۔ کیونکہ اس سے پورا پاکیشیا بھی تباہ ہو سکتا تھا۔ اس طرح کافرستان آسانی سے پاکیشیا پر قبضہ کر لیتا۔ اور کاشیر تو کاشیر پاکیشیا اپنی آزادی بھی ختم کرا لیتا۔ چنانچہ اس پر ماہرین نے بے حد ورک کیا اور پھر اس کو عمل میں لانے کے لئے سپاٹ کی تلاش ہوئی۔ سر ہنری فریڈ کے والد نے باکشا کے کھنڈرات کی کھدائی کی تھی۔ اس کھدائی کے دوران اُسے اس سرنگ کا بھی پتہ چل گیا تھا۔ جو باکشا سے سوراجیا تک جاتی تھی۔ اور اس کے اوپر ہی دریائے کانڈس بہتا تھا۔ جو پاکیشیا کا سب سے بڑا دریا ہے۔ اور جس میں سب سے زیادہ سیلاب آتا ہے۔ سر ہنری فریڈ کے والد نے اس سرنگ کو چھپا لیا تھا تاکہ جب وہ سوراجیا کی کھدائی کرے تب اسے ظاہر کرے لیکن وہ مر گیا۔ اس کی ڈائری جس میں اس سرنگ کا راز موجود تھا سر ہنری فریڈ کے ہاتھ لگی۔ سر ہنری فریڈ یہاں سوراجیا کی کھدائی کر رہا تھا اس لئے اُسے بھی اس منصوبے میں شامل کیا گیا اور اس کے بعد یہاں یہ منصوبہ بروئے کار لایا گیا۔ بلیو لائن سیکشن ایسے کاموں میں ماہر ہے۔ چنانچہ رابرٹ کی سرکردگی میں سیکشن کو مع مشینری یہاں بھیجا گیا اور اس کی نگرانی میرے سیکشن کے ذمہ لگائی گئی۔ ہم نے مشن مکمل کر لیا۔ یہ ہر لحاظ سے فول پروف تھا۔ پھر ہم نے یہاں سے جا کر اسے آن بھی کر دیا۔ اس نے کام بھی کیا

www.urdukorner.com

کچھ تھوڑی سی دیوار اوپر کو بھی اٹھی۔ لیکن پھر نجانے کیوں رک گئی" ——— کریگر نے واقعی تفصیل سے ساری بات بتادی۔

"گڈ شو۔ تم نے واقعی درست بات کی ہے۔ اس لئے اب تمہیں مرنے سے پہلے اپنی حسرت پوری کرنے کا موقع ضرور ملے گا۔ جولیا کیا تم اس قومی مجرم کے خاتمے کے لئے تیار ہو" ——— عمران نے بات کرتے کرتے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران۔ میں اس سے لڑوں گا" ——— تنویر نے جولیا کے بولنے سے پہلے ہی کہہ دیا۔

"نہیں۔ تم زخمی ہو۔ اور پہلے بھی میں نے ہی اسے شکار کیا تھا۔ اور اب بھی میں ہی اسے شکار کروں گی" ——— جولیا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو۔ یہ ماہر لڑاکا ہے۔ اور میں نے یہاں کوئی میلہ نہیں لگا رکھا کہ بیٹھا تماشہ دیکھتا رہوں۔ یہ قومی مجرم ہے اس لئے اسے ہر حال میں مرنا ہے۔ لیکن چونکہ یہ سب سے بڑا مجرم ہے۔ اس لئے موت بھی اس کے شایان شان ہونی چاہیئے۔ اگر تم کہو تو میں ٹرانسمیٹر پہ کال کر کے ٹائیگر کو بلا لوں" ——— عمران نے کہا۔

"تم میری توہین کر رہے ہو عمران۔ میرا نام جولیا ہے۔ آئندہ میرے سامنے ٹائیگر وائیگر جیسے نام مت لینا۔ کھولو اسے تنویر" جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اور تنویر خاموشی سے آگے بڑھا۔ اور اس نے کریگر کے ہاتھوں کی رسیاں کھول دیں۔ اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ جب کہ کریگر کا چہرہ اندرونی مسرت سے

چہک رہا تھا۔ وہ تیزی سے پیروں کی رسیاں کھولنے میں مصروف تھا۔

"عمران صاحب۔ اس کی کیا ضرورت تھی" ——— صفدر نے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"بعد میں بتاؤں گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے کریگر رسیاں کھول کر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ جولیا کا جسم بجلی کی سی تیزی سے فضا میں اچھلا اور کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کے انداز میں کریگر کی طرف بڑھا۔ کریگر کے ہاتھ بھی اُسی رفتار سے حرکت میں آئے۔ لیکن جولیا کا جسم کریگر کے جسم سے ذرا فاصلے پر سے گزر کر سیدھا ہالو وال کی طرف گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ کریگر مڑتا جولیا کے پیر ہالو وال سے ٹکرائے اور دوسرے لمحے مڑتے ہوئے کریگر کا جسم فضا میں اڑتا ہوا پوری قوت سے سرنگ کی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔ اور کریگر کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ جولیا نے واقعی حیرت انگیز داؤ انتہائی مہارت سے استعمال کیا تھا۔ حالانکہ اس کے پیر دیوار سے ٹکرائے تھے۔ لیکن واپس آتے ہوئے اس کا چھریرا جسم فضا میں قلابازی کھا گیا تھا۔ اس لئے مڑتے ہوئے کریگر کے جسم پر اس کے دونوں پیر پوری قوت سے پڑے تھے۔ اور چونکہ کریگر اس وقت سنبھلا ہوا بھی نہ تھا۔ اور مڑنے کی وجہ سے اس کا بیلنس بھی درست نہ تھا۔ اس لئے بھاری بدن ہونے کے باوجود وہ اڑتا ہوا پوری قوت سے سرنگ کی دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔ جولیا نے ضرب لگا کر ہوا میں قلابازی کھائی اور اس کے دونوں پیر ایک لمحے کے لئے

www.urdukorner.com

ایک بڑی سی چٹان پر پڑتے دکھائی دیئے۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر پوری قوت سے نیچے گر کر اٹھتے ہوئے کریگر کے جسم سے ٹکرائی اور کریگر ایک چیخ مار کر دوبارہ سرنگ کی دیوار سے ٹکرایا۔ لیکن دوسرے لمحے جولیا بھی اس کے گھٹنے کی زوردار ضرب کھا کر اوپر سرنگ کی چھت کی طرف اٹھتی چلی گئی۔ اور کریگر اسے ضرب لگا کر تیزی سے گھوما اور اس نے اچھل کر ایک طرف ہٹنا چاہا تاکہ جولیا واپس پتھروں پر پوری قوت سے آگرے۔ لیکن واپس گرتی ہوئی جولیا کا جسم یک لخت گرتے ہوئے نیزے کی طرح سیدھا ہوا۔ اور اچھل کر پلٹتے ہوئے کریگر کے جسم سے اس کے دونوں پیر ٹکرائے اور کریگر تو اچھل کر پہلو کے بل ہالو وال کے قریب پتھروں پر گرا۔ جب کہ جولیا کو اپنے جسم کو نیچے موجود پتھروں سے بچانے کے لئے اپنے ہاتھ انہی پتھروں پر ٹیک کر الٹی قلابازی کھانی پڑی۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"گڈ شو جولیا"——تنویر اور صفدر دونوں کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"اتنی دیر جولیا"——عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سنتے ہی جولیا پاگلوں کی طرح دوڑتی ہوئی آگے بڑھی۔ اور اس نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کریگر کی گردن دونوں ہاتھوں سے پکڑی۔ اور دوسرے لمحے کریگر کے حلق سے نکلنے والی خوف ناک چیخ سے سرنگ گونج اٹھی۔ کریگر کے سنبھلنے سے پہلے ہی جولیا اس کا سر پوری قوت سے قریب موجود ہالو وال سے ٹکرا چکی تھی۔ یہ ٹکر اس قدر خوف ناک

تھی کہ کریگر کا جسم یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔

"یہی وال بنائی تھی تم نے پاکیشیا کو تباہ کرنے کے لئے۔ اب دیکھو یہ کتنی مضبوط ہے"——جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور ایک بار پھر کریگر کے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔ اس کا سر دوسری بار زوردار دھماکے سے ہالو وال سے ٹکرایا تھا۔

"یہی دیوار بنائی تھی ناں تم نے"——جولیا کی چیختی ہوئی آواز دوبارہ سنائی دی۔ اور پھر تو جیسے کوئی مشین حرکت میں آجاتی ہے۔ اس طرح اس کے بازو بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے لگے۔ اور کریگر جیسا لحیم شحیم جسم رکھنے والا آدمی کسی کھلونے کی طرح اس کے دبلے پتلے اور نازک ہاتھوں میں حرکت کر رہا تھا۔ اور اس کا سر مسلسل دھماکوں سے ہالو وال سے ٹکرا رہا تھا۔ اور اس کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے سرنگ گونج رہی تھی۔

"یہی دیوار تھی ناں۔ یہی دیوار تھی ناں۔ یہی دیوار تھی ناں"——جولیا مسلسل چیخ رہی تھی اور پھر کریگر کی چیخیں اور کراہیں سب ڈوب گئیں۔ اس کے سر کے نجانے کتنے ٹکڑے ہو گئے۔ لیکن جولیا اسی طرح اس کے ٹوٹے ہوئے سر کو بار بار دیوار سے ٹکرائے چلی جا رہی تھی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ "یہی دیوار تھی ناں" کے الفاظ بھی کسی ٹیپ کی طرح اس کے منہ سے نکل رہے تھے۔ حالانکہ کریگر نجانے کب کا مر چکا تھا۔ تنویر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جولیا کو بازوؤں سے تھام کر پیچھے ہٹا دیا۔ جولیا کا چہرہ ٹارچ کی

www.urdukorner.com

روشنی میں ٹماٹر کی طرح سرخ پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں واقعی وحشت ناچ رہی تھی۔

"تم نے کمال کر دیا جولیا۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ تم اس طرح اس کوبگر کا خاتمہ کر دو گی" ——— تنویر نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ مس جولیا۔ آپ نے واقعی آج سیکرٹ سروس کے ڈپٹی چیف ہونے کا حق ادا کر دیا ہے" ——— صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب میں بتاؤں تمہیں صفدر کہ کیوں جولیا کا کوبگر سے لڑنا ضروری تھا۔ میں صرف یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ جولیا لڑنا بھول گئی ہے یا نہیں۔ تاکہ اگر بھول گئی ہے تو میں چیف اور اماں بی کی منت کر لوں۔ لیکن یہ ابھی نہیں بھولی اور میں نے اپنا سر نہیں تڑوانا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی تمہارا سر توڑ سکتی ہوں۔ سمجھے۔ نانسنس" ——— جولیا نے بے اختیار بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جتنی دیر تم نے کوبگر کا سر توڑتے ہوئے لگائی ہے۔ اتنی دیر میں تو میں اپنے سر پر حفاظتی خود ہی پہن سکتا ہوں۔ بس یہی سکوپ رہ گیا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب یہ ہنری فریڈ رہ گیا ہے۔ یہ تو پھر بے ہوش پڑا ہے" ——— صفدر نے فوراً ہی موضوع بدلنے کے لئے کہا۔ کیونکہ اس نے جولیا کے چہرے کا رنگ بدلتے دیکھ لیا تھا۔ اور

اُسے معلوم تھا کہ جتنا وہ غصہ کرے گی اتنا ہی عمران اُسے چڑاتا جائے گا۔

"یہ بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر ہے۔ اس لئے اس پر باقاعدہ مقدمہ چلے گا اور یہ خود ساری دنیا کو بتائے گا کہ گریٹ لینڈ نے پاکیشیا کے خلاف کیسا تباہ کن منصوبہ بنایا تھا ورنہ گریٹ لینڈ نے الٹا ہمارے خلاف بین الاقوامی سکینڈل بنا دینا ہے۔ کہ ہم نے اس کے بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر آثار قدیمہ کو مار ڈالا ہے" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور اس بار صفدر اور تنویر کے ساتھ ساتھ جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ کیونکہ عمران کی بات میں واقعی وزن تھا۔

"آپ نے رابرٹ سے فارمولا تو اس طرح پوچھا تھا کہ میں سوچ رہا تھا کہ آپ ایسا ہی منصوبہ گریٹ لینڈ کے خلاف بنانا چاہتے ہیں" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کسی ملک کے بے گناہ شہریوں کے اس طرح کے قتل عام کا تو سوچ بھی نہیں سکتا صفدر۔ پوچھنے کا مقصد یہ تھا۔ کہ اس فارمولے پر مزید ریسرچ کر کے اس دیوار کو بھی توڑا جا سکے اور دوسری بات یہ کہ یہ منصوبہ حکومت گریٹ لینڈ کا ہے۔ اور کوبگر یا رابرٹ کے ختم ہو جانے سے حکومت گریٹ لینڈ نہیں ختم ہو گئی۔ اور پاکیشیا میں سیلاب ہر سال آتے ہیں۔ اس لئے وہ کسی بھی وقت ایسا ہی منصوبہ دوبارہ بھی بنا سکتے ہیں۔ اس لئے اس کا توڑ بہر حال ہمیں معلوم ہونا چاہیئے" ——— عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے

www.urdukorner.com

ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر صفدر کے چہرے پر عمران کی ذہانت کے لئے تحسین آمیز تاثرات نمودار ہو گئے۔

"یہی تمہاری عقل تمہیں اب تک بچائے چلی آ رہی ہے۔ ورنہ تم جس طرح دل جلانے کی باتیں کرتے ہو۔ نجانے کب کے میرے ہاتھوں مارے جا چکے ہوتے" ——— جولیا نے کہا۔

"مارا جا چکا ہوتا کا کیا مطلب۔ یعنی ابھی تمہارے ہاتھوں مرنے میں کوئی کسر باقی رہ گئی ہے۔ تو بھئی تنویر سن لو۔ وہ کیا شعر ہے۔ ایک تو یہ کم بخت شعر بھی عین موقع پر ذہن سے نکل جاتے ہیں۔ وہ کیا ہے کہ پتہ پتہ بوٹا بوٹا تو ہمارا حال جانتا ہے۔ سارے باغ کو خبر ہے۔ ایک پھول کو ہی ہمارے حال کی خبر نہیں ہے۔ اور ہاں تنویر کے لئے تو پتے کی بجائے کانٹا کانٹا کہنا چاہیئے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا نے بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا۔ جب کہ صفدر ہنس پڑا۔

"خود تمہاری زبان میں نجانے کتنے کانٹے بھرے ہوئے ہیں۔ ویسے جولیا درست کہہ رہی ہے۔ اگر تم میں یہ عقل موجود نہ ہوتی تو تم واقعی زندہ رہنے کے قابل نہ تھے" ——— تنویر نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر تم دونوں بہن بھائی کے یہی ارادے ہیں تو پھر مجھے اپنی عقل کے گرد ہالو وال تیار کرنی ہی پڑے گی۔ ورنہ نجانے کس وقت تنویر اپنی ہالو مطلب ہے خالی کھوپڑی میری عقل سے بھر لے اور میں ہالو کھوپڑی کے ساتھ تنویر کی طرح اکڑتا پھروں۔ اب سمجھ میں بات آئی صفدر کہ

www.urdukorner.com

ہالو وال کا فارمولا جاننا کتنا ضروری تھا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاش تمہاری زبان کے گرد ہالو وال قائم کی جا سکتی" ——— تنویر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"تاکہ اس کے ساتھ تنویر کا سر ٹکرایا جا سکے اور جولیا کے منہ سے پھر سنا جا سکے کہ یہی دیوار تھی ناں۔ یہی دیوار تھی ناں۔ واہ کیا کیا حسرتیں پلتی ہیں دل ناتواں میں" ——— عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس بار صفدر کے ساتھ ساتھ جولیا بھی نہ چاہتے ہوئے بے اختیار ہنس پڑی اور شاید جولیا کو ہنستا دیکھ کر تنویر کو بھی مجبوراً ہنسنا پڑا۔ حالانکہ اس کا چہرہ کچھ اور ہی تاثرات ظاہر کر رہا تھا۔

ختم شد

عمران، شاگل اور ریکھا کے کرداروں میں ایک ہنگامہ خیز ایکشن کہانی

سار تو مشن

مصنف ـــ مظہر کلیم ایم اے

سار تو مشن ـــ کافرستان کا ایک ایسا مشن جس کی کامیابی کے بعد وہ پاکیشیا کو ہمیشہ کے لئے اپنا غلام بنا سکتے تھے۔

سار تو مشن ـــ جس کی حفاظت کی ذمہ داری پاور ایجنسی پر تھی ـ اور مادام ریکھا پاور ایجنسی کی چیف تھی۔

سار تو مشن ـــ جس کے تحفظ کے لئے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد موت کا جال بُن دیا اور ـــ؟

سار تو مشن ـــ جس کی تباہی کے لئے عمران اور اس کے ساتھی دیوانہ وار موت کی اندھی غاروں میں کودنے پر مجبور ہو گئے۔

سار تو مشن ـــ ایک ایسی لیبارٹری جسے ہر طرح مکمل طور پر ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا ـــ کیا یہ لیبارٹری تسخیر ہو سکی یا ـــ؟

سار تو مشن ـــ جس کو تباہ کرنا تو ایک طرف اس تک پہنچنے کے لئے ہی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مسلسل اور لمحہ بہ لمحہ یقینی موت سے دیوانہ وار لڑنا پڑا۔

سار تو مشن ـــ ویران اور بنجر پہاڑی سلسلوں میں قدم قدم پر بکھری ہوئی موت کے مقابلے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی ایسی جان لیوا جدوجہد کہ جس کا ہر لمحہ یقینی موت کا لمحہ بن کر رہ گیا۔

سار تو مشن ـــ جس کو تباہ کرنے کے لئے جب تنویر اور دوسرے ممبرز آگے بڑھے تو مادام ریکھا نے انہیں گرفتار کر کے ان پر پٹرول چھڑک کر انہیں زندہ جلانے کا بھیانک منصوبہ بنایا ـــ کیا تنویر اور اس کے ساتھی واقعی زندہ جلا دیئے گئے؟

- ریکھا کی پاور ایجنسی اور شاگل کی سیکرٹ سروس کے مقابلے میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایسے دلیرانہ اقدامات کہ جرأت اور بہادری کے الفاظ بھی اپنے آپ پر فخر کرنے لگے۔
- کیا سار تو مشن کامیاب ہو گیا ـــ یا عمران اور اس کے ساتھی اسے تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ـــ یا خود موت کی گہری غاروں میں اُتر جانے پر مجبور ہو گئے؟
- ہیلی کاپٹروں سے برسنے والی گولیاں ـــ میزائل بموں کی خوفناک بارش ـــ موت کی اندھی چٹانوں پر ایسے جان لیوا مقابلے جن کا تصور ہی رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔
- مسلسل اور بے پناہ ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور ایک یادگار کہانی۔

یوسف برادرز، پاک گیٹ ملتان

www.urdukorner.com

عمران سیریز میں ایک سسپنس اور تجسس میں ڈوبی ہوئی دلچسپ کہانی

کاریکا

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

کاریکا — ایک بین الاقوامی تنظیم جو صرف نوادرات چوری کرنے میں دلچسپی رکھتی تھی۔

جنیڈا اسپارک — کاریکا کی چیف — جو برملا عمران کو احمق کہتی تھی اور عمران واقعی اس کے مقابلے میں اپنے آپ کو احمق محسوس کرنے لگ گیا۔

جنیڈا اسپارک — ایک ایسا کردار جس نے عمران جیسے شخص کو بھی کھلے عام شکست تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔

جنیڈا اسپارک ——— جس نے عمران کی آنکھوں کے سامنے اپنا مشن مکمل کر لیا۔ مگر عمران آخری لمحے تک اصل مشن کو سمجھ ہی نہ سکا ——— کیوں ——— ؟

جنیڈا اسپارک — جس کے مقابلے میں آکر عمران کو پہلی بار محسوس ہوا کہ ذہانت کسے کہتے ہیں۔

سر خالد — پاکیشیا کا بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر آثار قدیمہ — جس کا قتل کاریکا نے اس انوکھے انداز میں کیا کہ عمران سوائے سر پیٹ کر رہ جانے کے اور کچھ نہ کر سکا۔ کیوں؟

کاریکا — جس کے مقابلے میں عمران کی مکمل شکست کے بعد ٹائیگر سامنے آیا تو ایک لمحے میں کاریکا کی بے داغ پلاننگ کا تار و پود بکھر کر رہ گیا ——— کیا ٹائیگر ذہانت میں عمران سے بھی آگے بڑھ گیا تھا ——— ؟

بے پناہ سسپنس اور تجسس کے ساتھ ساتھ ذہنی جنگ پر مبنی ایک ایسی کہانی جس کی ہر سطر ذہنی ایکشن کا شاہکار ثابت ہوگی۔

یوسف برادرز - پاک گیٹ ملتان

www.urdukorner.com

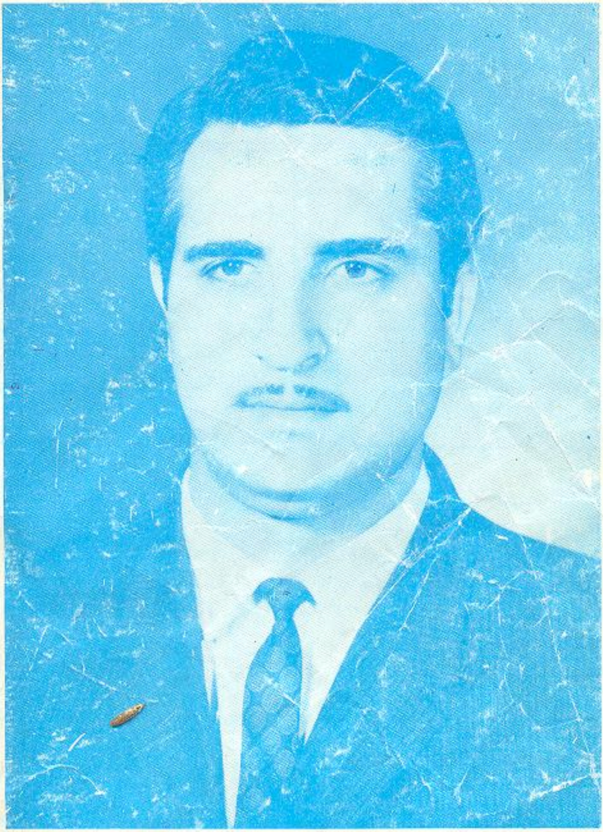

مظہر کلیم ایم۔اے

یکے از مطبوعات

یوسف برادرز

پبلشرز، بک سیلرز

پاک گیٹ ○ ملتان

www.urdukorner.com